TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222522
UNIVERSAL
LIBRARY

P.G. U 823

ثروت

P.G.

23

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۱۵ Accession No. P. G. 823

Author [illegible]

Title [illegible] P. G.

This book should be returned on or before the date last marked below.

بعون صناع ملک و ملکان و فضل خلاق زمین و زمان

مجموعہ کلام فصاحت انضمام دلکش خاص و عام گلدستہ ریحان فصاحت سلک جواہر آبدار بلاغت موسوم بہ

از نتائج افکار بلند عمدہ مخدرات زبان و زبدہ خوانین دوران ... صاحب مدظلہ العالی

گلستان سخن

۱۳۱۶ھ

۱۸۹۹ء

حسب الحکم جناب میاں عالمگیر محمد خان صاحب جاگیردار ریاست باہتمام محمد قادر علیخان صوفی

در مطبع عام مفید واقع آگرہ بہ طبع مزین مطبوع طبایع اہل جہان شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ردیف الف

جلوہ ہے اسمین یار کے حُسنِ قدیم کا — عاشق کا دِل جواب ہے طورِ کلیم کا

یان وعدغہ ہے کسکو عذابِ جحیم کا — لاتقنطوا ہے قول غفور الرحیم کا

بعد از خدا بزرگ تو لی قصہ مختصر — اک حرف ہے یہ نعتِ رسولِ کریم کا

پایا وہ مرتبہ کہ خدا نے بیان کیا — قرآن مین اُسکے شیوہ خُلقِ عظیم کا

میری طرحسے کون نہین ہے جہان مین — امیدوار آپکے لطف عمیم کا

سُنتے ہی اُسکے صاف کلی دلکی کہلگئی — طیبہ کا تذکرہ ہے کہ جہوکا نسیم کا

جس دل نے پالیا المِ عشقِ احمدی — عقدہ کہلا اُسی پہ الف لام میم کا

ورد نبی کو جان سے بڑہکر عزیز رکھہ — ایدل جو تجکو ڈر ہے عذاب الیم کا

گر چاہے وہ تو سارے زمانیکو بخشدے — ادنیٰ سا ہے کرم یہ غفور الرحیم کا

ہے اُسنے مجکو ترکِ جفا کی عبث اُمید — چہوڑینگے میری کہنے سے شیوہ قدیم کا

کیا پوچھتے ہو کیسی ہو اچھی ہین جیسے ہین
ہر حال مین ہے شکر خداے کریم کا

کہتے ہین یہ نکہیو کہ جلوہ دکھائیے
واقف ہو تم جو حال ہوا ہے کلیم کا

مستغنی ہے علاج دوا سے مریض عشق
کچھ کام یان نہین ہے طبیب و حکیم کا

تھامے ہوے جگر کو وہ روتی ہین زار زار
سننا غضب ہوا میرے حال سقیم کا

کس منہ سے مین کرون صفت اصحاب پاک کی
ہر ایک ہے دلیل رہ مستقیم کا

نازان ہون ثروت اپنی گناہون پر اسلیے
ہون امتی رسول رؤف الرحیم کا

ثروت بتون کو رام کیا پڑھکے یہ غزل
عاشق ہون اپنی جودت طبع سلیم کا

غ ۱

ہے دو عالم سے ہر انداز نرالا تیرا
میری آنکھون سے کوئی دیکھے تماشا تیرا

خود ثنا خوان ہے خداے شہ والا تیرا
جا بجا وصف ہے قرآن مین آیا تیرا

تھی اگر حسن پہ یوسف کے زلیخا عاشق
ہے خداوند جہان چاہنے والا تیرا

جامہ زیبی کی تری یاد جب آجاتی ہے
پھولا جامے مین سماتا نہین شیدا تیرا

ورق دل سے نہین ہے کوئی کاغذ بہتر
جی مین ہے اسپہ مین کھچواؤنگا نقشہ تیرا

جو فدا تجھپہ ہے اسپر ہے مری جان فدا
اُسکا شیدائی ہون جو دل سے ہے شیدا تیرا

سود و بہبود دو عالم کیلیے کافی ہے
نظر لطف سے بس ایک اشارا تیرا

سر ثروت کو جبین سائی کا سودا اُچھلا
یاد اُسے آگیا جب نقش کف پا تیرا

ہے وہ نیرنگ نما حسن دل آرا تیرا
کھینچتے کھینچتے سب تھک گئے نقشا تیرا

میری آنکھو نہین بہی ہے تری صورت ایسی
کہ کئی بار ہوا حور پہ دھوکا تیرا

گر نہ شاعر کمرِ یار سے دیتے تشبیہ
نام دنیا مین نہوتا کبھی عنقا تیرا

ہوش اُڑ جائین تیرے عشق مین دیوانی ہو
دیکھ پائے جو پری خواب مین سایا تیرا

یون تو ہین آفتِ جان ساری ادائین تیری
ہے قیامت مگر آنکھون کا اشارا تیرا

دے کے اِک بوسہ مرے دلکو خوشی سے لیلے
کچھ بھی دشوار نہین فیصلہ میرا تیرا

صاد اس مصرعۂ اُستاد پہ ہے ثروت کا
حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا

شیدا ہر ایک ہے ترے حسنِ لطیف کا
فرق اسمین کچھ نہین ہے وضیع و شریف کا

اُسکی گلی مین مجکو اُڑا لے گئی صبا
ممنون جان و دل سے ہون جسمِ نحیف کا

بدنام تمکو مین نے کیا ہے کہ غیر نے
کیون نام لیتے ہو کسی مردِ شریف کا

پھول آکے وہ چڑہاتے ہین میرے مزار پہ
فصلِ ربیع ہے مجھے موسم خریف کا

ثروت رہو نہین نام پہ اسلام کے فدا
تابع خدا رکھے اسی دینِ حنیف کا

لڑین وہ خواہ سُنین سُن تو لین گلہ دلکا
کسی طرح تو ہو یکسو معاملہ دل کا

تم اِس سے ہاتھ اُٹھاؤ کہ ساتھ لیجاؤ
کرو خدا کے لئے جلد فیصلہ دل کا

فگار کرکے مرے دل کو یار کہتا ہے
اِسی بساط پہ تھا اتنا غلغلہ دل کا

کیا ادا سے جو زندہ تو ناز سے مارا
یہ ہاتھ آیا ہے خوب اُنکے مشغلہ دل کا

وہ ظلم کرکے یہان دلکو اپنے خوش کر لین
خدا کے سامنے ہوگا مقابلہ دل کا

نہ توڑ اِسے دلِ ثروت نہ ٹوٹ جائے کہین
یہ محتسب نہین ساغر ہے آبلہ دل کا

حال اپنا ان بتون کو سنایا تو کیا ہوا
جب ہم پر ان کو رحم نہ آیا تو کیا ہوا

نشہ اُتر گیا ترش ابرو ہوا جو وہ
ساقی نے مجکو بادہ پلایا تو کیا ہوا

کہتے ہین تمنے بھی تو لگایا ہے ہمسے دل
غیرون سے ہمنے دل جو لگایا تو کیا ہوا

ہو کر خفا وہ مجھسے یہ کہتے ہین وصل مین
اتنا جو تمنے ہم کو ستایا تو کیا ہوا

آخر رقیب سے بھی تو کرتے ہو گفتگو
ہم نے جو اپنا حال سنایا تو کیا ہوا

باندھا خیال اور ترا دیدار ہو گیا
تو نے جو ہم کو منہ نہ دکھایا تو کیا ہوا

آنسو یہ کہہ رہے ہین لگی ہے کسی سے آنکھ
ثروت نے راز عشق چھپایا تو کیا ہوا

قتل گر مد نظر ہے عاشقِ دلگیر کا
کام لو اپنی نگاہِ ناز سے شمشیر کا

منہ بگڑ جائے جو مانی تیری صورت دیکھ پائے
کھینچنا آسان نہین ہے کچھ تری تصویر کا

خانۂ دشمن سے اُسکو کھینچ لائی ہے یہان
کیون نہو قایل وہ میری آہ کی تاثیر کا

رات کچھ اُنکو خفا دیکھا ہے مینے خواب مین
یارب اُلٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

باندہ اپنی زلف پیچان سے نظر مین رکھ مجھے
قید کا طالب ہون مین مشتاق ہون زنجیر کا

بات کی کچھ تو نے اور محفل کی محفل بجھ گئی
کچھ عجب انداز ہے ظالم تیری تقریر کا

شکوۂ ہجران پہ ثروت بولے وہ ہم کیا کرین
پیش آیا تھا جو کچھ لکھا تری تقدیر کا

اے بتو حسن خداداد تمھارا دیکھا
ہمنے اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا

سیکڑون یون تو بنائے ہین خدا نے معشوق
اُسکا انداز مگر سب سے نرالا دیکھا

سمجھے ہم رات کے پردے سے ہوا دن ظاہر
زلف اُٹھا کر جو ترا چاند سا مکھڑا دیکھا

ہو گیا ابر مین بجلی کے چمکنے کا گمان — تیری چوٹی مین جو موباف زری کا دیکھا

کس لئے کہتے ہو عاشق کو برا اے صاحب — تمنے عیب اُنھین بھلا یہ تو کہو کیا دیکھا

مجھسے ملتے ہو مگر غیر کا دم بھرتے ہو — مشفقِ من یہ نیا رنگ تمہارا دیکھا

تم کسے جاؤ کہ دیکھے ہین ہزارون تجھسے — بخدا ایک بھی مین نے تو نہ تمسا دیکھا

ہوئے مایوس تو دم توڑ دیا آخر کو — ہمنے یانتک شبِ وعدہ ترا رستا دیکھا

تم جو حیران ہو ثروت تو گمان ہوتا ہے
کہ ہے منہ تمنے کسی آئینہ رو کا دیکھا

مجھسے یہ دردِ دل تو چھپایا نہ جائیگا — اور وہ ملین تو اُنکو سنایا نہ جائیگا

اُنکا وہ بار بار شبِ وصل روٹھنا — کہنا پھر اُسپہ تجھسے منایا نہ جائیگا

چلمن اوٹھا اوٹھا کے نہ دیکھو رقیب کو — دیکھو یہ ظلم ہمسے اُٹھایا نہ جائیگا

اُلجھے ہین بال بال مین مشاطہ لاکھ دل — زلفون کو اونکی تجھسے بنایا نہ جائیگا

اکبار مڑکے دیکھلو ترچھی نظر سے پھر — کیا ایک تیر اور لگایا نہ جائیگا

قاصد کو لیکے اونکی گلی کو چلے تو ہین — پر رشک سے گھر اُنکا بتایا نہ جائیگا

روشن رہیگا خانۂ دل داغِ عشق سے — تمسے بھی یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

قاصد چلا ہے کہکے کہ لیکر ترا پیام — جانیکو جاؤنگا مگر آیا نہ جائیگا

کیا بار بار دل کی طرف دیکھتے ہو تم — اِسکا تو مول تمسے چکایا نہ جائیگا

ہر دم ہتون سے ہجر مین ثروت کا ہی کلام
صدمہ یہ جائیگا کہ خدا یا نہ جائیگا

حال سنتا ہے کہان اپنے طلبگارونکا — غیر کو یار سمجھتا ہے وہ سو یارون کا

کرتے ہین چشم سخنگو سے غضب کی باتین
کام بدمست سے لیتے ہین وہ ہشیارونکا

رات دن رہتے ہو زلفون کے بنانے مین تم
ہے کہان تم کو خیال اپنے گرفتارونکا

وہ جدا چاہتے ہین ناز جدا مانگتے ہین
ایک دل اور یہ ہنگامہ خریدارونکا

لئے زاہد کے دل زلف نے پیچے تیرے
کافرستان مین لٹا قافلہ دیندارونکا

ساقیا اک نگہ مست سے کر دے سرشار
آج ہنگامہ ہے در پر ترے میخوارونکا

اس مرض سے کوئی بچتا بھی سنا ہے تمنے
حال کیا پوچھتے ہو عشق کے بیمارونکا

ڈر خدا سے تو ذرا توڑ نہ اسکو ظالم
محتسب شیشہ نہین دل ہے یہ میخوارونکا

باوفا جان کے دل اسکو دیا تھا ثروت
یہ نہ سمجھے تھے کہ عیار ہے عیارون کا

ہو گیا دشمن جان سارا زمانہ دل کا
قہر تھا اس بت عیار پہ آنا دل کا

جب ملاقات کو جاتا ہون تو کس ناز سے وہ
کہتے ہین حال نہ تم مجکو سنانا دل کا

رنج اٹھائے ہوے بدنام مصیبت دیکھی
ہو گیا آفت جان آپ پہ آنا دل کا

کبھی نظرون سے گرایا کبھی ٹھوکر ماری
کھیل ہے آپکے نزدیک ستانا دل کا

کبھی کہتا ہون کہ دل اسکو دیا خوب کیا
کبھی کہتا ہون کہا ہاے نہ مانا دل کا

گرم ہوتے تو ہو بیوجہ مگر یاد رہے
رنگ لائیگا مری جان جلانا دل کا

دوستی انسے جو کی ہو گئے جانی دشمن
ہاے راس آیا نہ کچھ ہم کو لگانا دل کا

کوچۂ گیسوے پرپیچ مین جا کر ڈھونڈھو
کیا بتاؤن تمہین ثروت مین ٹھکانا دل کا

جس دن سے دل آرام ہمارا نہین ملتا
آرام خدایا نہین ملتا نہین ملتا

یہ بھیڑ لگی رہتی ہے عشاق کی ہردم — اُس کو مین صبا کو بھی تو رستہ نہین ملتا
کیا خاک شفا پاے مریضِ غم ہجران — افسوس سے وہ رشکِ مسیحا نہین ملتا
روداد شبِ ہجر سُنائین اُسے کیونکر — مجبور ہین کیا کیجیے وہ تنہا نہین ملتا
ارمان دل عاشق کے جو گن گن کر نکالے — معشوق جہانین کوئی ایسا نہین ملتا
کیسا ہے مزاج آپ کا اُس نے جو یہ پوچھا — تیرا تو مزاج اے دلِ شیدا نہین ملتا

اتنا بھی غنیمت ہے جو وہ کہتے ہین ثروت
ہمسا بھی کوئی جان دینے والا نہین ملتا

یاد جب مجکو تمھارا رُخِ تابان آیا — غش پہ غش صبح سے تا شام مسیحان آیا
کہدیا صاف وہ ہین نام سے تیرے بیزار — رحم کچھ بھی نہ تجھے قاصدِ جانان آیا
یاد پھر آیا مجھے جوش جوانی اُنکا — آج پھر جوش پہ ہے دیدۂ گریان آیا
دیکھکر زلف پریشان ترے رخسارونپر — مین نے جانا کہ گھٹا کا ہے یہ سامان آیا
شوق پیدا ہوا پھر نالہ کشی کا تجھہ کو — پھر مرا منہ کو جگر اے دلِ نادان آیا
الفتِ تیغِ ادا نے مجھے زخمی جو کیا — عشقِ حسنِ نمکین لیکے نمکدان آیا
بیوفا تجھسا بلا کون جہان مین ہوگا — ایک دن بھی نہ سوے گورِ غریبان آیا
ذکر جب حضرتِ واعظ نے کیا جنت کا — یاد فی الفور مجھے کوچۂ جانان آیا

مین یہ سمجھا جو اجل ہجر مین آئی ثروت
چارہ سازی کے لیے عیسیِ دوران آیا

ستاتے ہین نگہِ ناز سے گلہ دل کا — زبانِ تیغ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
تم ایک دن تو سنو بیٹھ کر گلہ دلکا — کبھی تو نکلے مری جان حوصلہ دلکا

ذرا نگاہِ غضب سے ہی دیکھ لو اکبار
کسی طرح سے تو ہو جائے فیصلہ دل کا

کچھ اوسکا نام و نشان ہی نہین رہا باقی
کرون مین کسلیے بیفائدہ گلہ دل کا

مزار پر مرے آئے وہ فاتحہ پڑھنے
نکل گیا مرے مرنیسے حوصلہ دل کا

جو دل کا یار یہ انصاف کردیا ہمنے
تو حشر تک نہین ہونے کا فیصلہ دل کا

نہ بس مین وہ نہ یہ قابو مین سخت مشکل ہے
کرون مین شکوۂ دلدار یا گلہ دل کا

خطا معاف ہو لیلون جو ایک دو بوسے
مین کیا کرون نہین کہنے مین ولولہ دل کا

اس آہِ گرم سے ثروت کا ناک مین دم ہے
ہے اسکی جان کا دشمن یہ مشغلہ دل کا

غیر ممکن ہے کہ ہو وہ بتِ بدخو اپنا
دل بھی لا دون مین اگر چیر کے پہلو اپنا

جلوہ گر آج ہے پہلو مین وہ مہ رو اپنا
غیرتِ برجِ قمر کیون نہو پہلو اپنا

آئینہ اپنی صفائی پہ بہت نازان ہے
تم دکھا دیجیو خدارا اسے زانو اپنا

دل دیا جان بھی دی دولت و ایمان بھی دیا
وائے قسمت نہوا پھر بھی وہ بدخو اپنا

وہ نہ آیا تو مناسب تہا نہ جاتے ہم ہی
پر کرین کیا کہ نہین آپ پہ قابو اپنا

دل کے خون ہونیکو گر وہ نکریگا باور
اُسکو دکھلائینگے ہم چیر کے پہلو اپنا

بخدا وہ بتِ بدکیش کسی کا بھی نہین
مومن اپنا اُسے کہتے ہین تو ہندو اپنا

لطف کیا بزمِ مسرت مین ہو اے ثروت
شمع محفل نہو جب تک کہ وہ خوشرو اپنا

حال کیا پوچھتے ہو فرقت کا
ایک ہنگامہ تہا قیامت کا

نہین مذکور آنکی قامت کا
ہو رہا ہے بیان قیامت کا

دیکھنا ان بتون کی صورت کا ۔ ہے تماشا خدا کی قدرت کا

مجکو چاہے جہان پہ لیجائے ۔ ہون رضا جو مین اپنی وحشت کا

خواہش وصل مین وصال ہوا ۔ یہی انجام تہا محبت کا

تری رفتار نے غضب ڈہایا ۔ سبکو دہوکا ہوا قیامت کا

اب مرے گہر وہ آنے جانے لگے ۔ کچھہ اثر ہو چلا شکایت کا

روز فردا پہ وصل کو ٹالا ۔ اُنکا وعدہ بھی ہے قیامت کا

دل ہوا رو کے صاف اُس بت سے ۔ خوب خاکہ اوڑا کدورت کا

دوستی کی تو وہ ہوئے دشمن ۔ یہ نتیجہ ہلا محبت کا

کوے جانان کی ہے ہوس دلکو ۔ شوق دیدار کو ہے جنت کا

غیر کو بوسہ دیکے مجہسے کہا ۔ تہا یہی مقتضا مروت کا

اُسنے لکہا مرا پڑہہ نہ گیا ۔ یہ بہی لکہا ہماری قسمت کا

خواب مین بہی تو آکے بات نہ کی ۔ کیا ٹہکانا ہے اُنکی نخوت کا

نازنین ہاتہہ دیکہکر اُنکے ۔ حوصلہ بڑہگیا شہادت کا

میرے مرنے مین دیر ہی کیا ہے ۔ منتظر ہون فقط اجازت کا

آتی ہے بعد وصل ہجر کی شب ۔ سامنا ہے بڑی مصیبت کا

اُنکو غیرون سے ہے کہان فرصت ۔ کیون سنینگے وہ حال ثروت کا

خواب مین اب نظر وہ آنے لگے
خوب جاگا نصیب ثروت کا

حیا بڑہنے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا ۔ نکلتا ہی نہین ارمان مری ایذا رسانی کا

ترے دلمین خیالِ غیر آئے تو مرا ذمہ
مرے دلکو عنایت ہو جو عہدہ پاسبانی کا

حسد کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کے واللہ
ہوا اُس بت کا ایما جب سے ہمپر مہربانی کا

کہین چھپتا ہی عشق و مشک بھی ای دل چھپانیسے
ہوا اظہار غیرون پر مرے رازِ نہانی کا

نہ آنا اُنکا ممکن ہے نہ جانا میرا آسان ہی
نزاکت کا ہے اونکو عذر مجھکو ناتوانی کا

غزل کیا خوب کہتے ہو کہ دل عالم کا لیتی ہو
نیا انداز ہے ثروت تمہاری خوش بیانی کا

سخن پر اپنے جتنا ناز ہو ثروت تمہین کم ہے
زمانہ دلسے قائل ہے تمہاری خوش بیانی کا

بے فغان کیون لب زخمِ گلِ خندان ہو گا
شور بلبل مگر اُسپر نمک افشان ہو گا

وعدۂ وصل وفا گو نہ مری جان ہو گا
کہہ تو دو میری تسلی کو کہ ہان ہان ہو گا

یہی ہنگامہ ہے گر خانہ خراب آہون کا
دیکھنا گھر مرا اک روز بیابان ہو گا

فاتحہ کو جو کبھی آئیگا وہ فتنہ خرام
اک عجب حشر سرِ گنجِ شہیدان ہو گا

کھولکر گیسوے پیچان کو وہ مجھسے بولے
آپ کا حال بھی ایسا ہی پریشان ہو گا

کھا چکے پان حنا باندھ چکے ہاتو نمین
کیا کچھ اب اور مرے قتل کا سامان ہو گا

کب مین نے بے صبر ہوا ہجر مین کس دن رویا
دشمنونکا یہ اوٹھایا ہوا طوفان ہو گا

خوبی شعر سمجھنا نہین آسان ثروت
داد دیگا وہ سخن کی جو سخندان ہو گا

پھر گیا آکے مرے گھر سے وہ پیارا اُلٹا
حیف صد حیف مرا بخت ہے کیسا اُلٹا

اُن کو سنتا ہے تو وہ اور خفا ہوتا ہے
تیرے نالون کا اثر ہے دلِ شیدا اُلٹا

دیکھتے ہی ترے بیمار کا حالِ ابتر
آکے پھر جاتا ہے بالین سے مسیحا اُلٹا

بزمِ جانان مین جو اغیار کا مجمع دیکھا
غیر حالت ہوئی میری مین پھر آیا اُلٹا

ضد سے ہر بات مین اُس شوخ کو مجھسے ثروت
مین نے جب اُسکو منایا تو وہ روٹھا اُلٹا

آہ سمجھا دیا غیرون نے کچھہ ایسا اُلٹا
سنے پڑہے یار نے پہیرا مرا نامہ اُلٹا

ہوا آئینہ و کہانیسے تکدر پیدا
مین نے گیسو جو بناے تو وہ بگڑا اُلٹا

باتین عاشق تو کیا کرتا ہے سیدہی سیدہی
کیون جواب آپ دیا کرتے ہین اُلٹا اُلٹا

دلِ بیتاب نکر شکوہ بتون سے للہ
سنگدل ہین انہین آجائیگا غصہ اُلٹا

کامیابی کی توقع پہ نجا وان اے دل
ہم کہے دیتے ہین ناکام پہریگا اُلٹا

کی فغان مین نے غضب ہے وہ چلے غیر کے گھر
آہ کیا اُسنے دکھایا اثر اپنا اُلٹا

سہنے کی اُسنے محبت وہ عداوت سمجھے
کیا گلہ کیجیے ثروت سے ہے زمانا اُلٹا

تیرا پہلو جو شبِ وصل بدل جائیگا
دل ہمارا وہین قابو سے نکل جائیگا

تم نہ ہوگے تو مین دیکھونگا تمہاری تصویر
دلِ شیدا کسی صورت سے بہل جائیگا

مین نے کہائی ہے قسم اب نہ ملونگا تمسے
سینے سے گو دلِ مضطر تو نکل جائیگا

بزمِ رندان مین مشیخت نہ جتا تو اے شیخ
یہ عمامہ ترا اک روز اُچھل جائیگا

تم رقیبون سے جو ملتے ہو ملو غم کیا ہے
اپنا دل بہی کسی دلبر سے بہل جائیگا

اب امید آنیکی اُس مہر شمائل کی نہین
ہمنشین آج کا دن بہی یونہین ڈہل جائیگا

نہ تو یار آتا ہے اپنا نہ قرار آتا ہے
دم رہیگا مرا یارب کہ نکل جائیگا

ثروت آہن سے ہے دلِ یار نہ تو موم سمجھہ

کہین نالون سے بھلا تیرے نکل جائیگا

ہمارا بھی اتنا کہا مان لینا — کہ بیکس کی اچھا نہین جان لینا

کبھی دل مین ایسی نہ تم ٹھان لینا — کچھ آسان نہین غیر کی جان لینا

کبھی آزمانا مجھے اور عدو کو — برے اور اچھے کو پہچان لینا

دل و جان و صبر و خرد لیچکے وہ — ہے باقی فقط ایک ایمان لینا

سنبھالے سنبھلتا نہین حشر مین دل — ستم ہو گیا تجھکو پہچان لینا

یہ تیری ہی جرأت تھی آسان نہ تھا کچھ — مرے دلکو نے جان پہچان لینا

جو چاہو کہ دل ہاتھ ثروت کا آئے
تو مشکل ہے کیا آپکو جان لینا

راتدن مجکو خیال ابروے دلبر رہا — اک جگر پر ہات ہر دم اور اک دلپر رہا

کہتے ہین دربان سے تیرا اٹھنا ہی محال — ایکدم ٹھہرا اگر کوئی مرے در پر رہا

بے بلاے کسطرح آیا مین تجھپر ہون نثار — سچ بتا دے دھیان وعدے کا تجھے کیونکر رہا

یہ تواضع یہ کرم یہ لطف پیہم غیر پر — اور خبر اسکی نہین جو عمر بھر در پر رہا

اسکے جلوے نے کیا ایسا مجھے حیرت زدہ — میری صورت دیکھکر وہ دیر تک ششدر رہا

بے تکلف یار تو پہلو سے اٹھکر چلدیا
دل ہمارا ہاے ثروت رات بھر مضطر رہا

وہ بولے جو عاشق فنا ہو گیا — چلو حق الفت ادا ہو گیا

مرے دل سے وہ بت خفا ہو گیا — یہ عشرتکدہ غمکدہ ہو گیا

رہ عشق مین کوئی ساتھی نہین — کہ سایہ بھی مجھسے جدا ہو گیا

کچھ اسطرح آئے وہ شب خواب مین
مین سمجھا کہ وعدہ وفا ہو گیا

دکہا ہی دیا جذب دل نے اثر
وہ نا آشنا آشنا ہو گیا

زبان وصل پر اسنے دی اسطرح
ابھی سے جیسے وعدہ وفا ہو گیا

مرا دل بھی آنکھین دکہانے لگا
یہ کمبخت بھی بیوفا ہو گیا

مجھے غش مین دیکھا تو بولا وہ شوخ
ترے دشمنون کو یہ کیا ہو گیا

تصور مین بھی اب تو آتے نہین
نزاکت کا بھی خاتما ہو گیا

وہ ٹھکرا کے بولے مری نعش کو
بتا تو تجھے ہاے کیا ہو گیا

وہ ثروت کہ بھرتا تھا دم آپکا
کسی اور پر مبتلا ہو گیا

کیون خیال ظلم و بیداد و جفا جاتا رہا
کیا مرے آزار کا دل سے مزا جاتا رہا

فق سے ہے کیون منہ دل اگر چوٹ لیسی کھلکر گر پڑا
غم کرے تیری بلا اچھا ہوا جاتا رہا

ہے یقین اپنا بنا لیگا دل شیدا انہین
گریہ ہین جسکے وہان آتا رہا جاتا رہا

کہتے ہین وہ بوسے گر ہمنے رقیبونکو دیئے
تجکو کیون غم ہے گرہ کا تیری کیا جاتا رہا

وصلکی شب آتے جب باہین گلے مین ڈالدین
سیر سے دیکھے ہمنشین سارا گلا جاتا رہا

دل کا مین طالب نہین ہون تم عبث خاموش ہو
یہ تو کہدو ہے تمہارے پاس یا جاتا رہا

مطلب دل ہو نہ پورا اسکو ثروت کیا کرین
نامہ بر تو رات دن آتا رہا جاتا رہا

دیگر

بلند آج دست دعا ہی کسی کا
مبارک ہمین کو سنا ہی کسی کا

سہے شوق سے یون جو تیری جفائین ‏— یہ دل یہ کلیجا بہلا ہے کسی کا

تصور مین ڈرتے ہوا آتی ہوئے تم ‏— کسی سے ارادہ سنا ہے کسی کا

دلِ زار کا حال کیا پوچھتے ہو ‏— کبھی رونا دھونا سنا ہے کسی کا

اب آؤ بھی زلفین بناؤگے کبتک ‏— پریشان دل مبتلا ہے کسی کا

شبِ وصل بندِ قبا تم جو کھو لو ‏— تو پھر عقدۂ دل بھی وا ہے کسی کا

نشیلی وہ آنکھین وہ گھبرائی باتین ‏— عجب حال حیرت فزا ہے کسی کا

غضب دل پھنساتی ہین زلفین کسیکی ‏— عجب جال پھیلا ہوا ہے کسی کا

نہ اتراؤ تم اُٹھتے جوبن پہ اتنا ‏— زمانہ موافق رہا ہے کسی کا

خدا جانے کب سے سبنھالی ہون دلکو ‏— بہت دیر سے سامنا ہے کسی کا

نہین بے سبب رونا دھونا یہ ثروت
دلِ نوحہ گر مبتلا ہے کسی کا

سبب کھلا دمِ رخصت یہ روٹھ جانیکا ‏— کہ کوئی نام نہ لے پھر کبھی بُلانیکا

چڑھایا سر اُسے کیونکر نہ آئینہ کو ہو رشک ‏— بڑھایا آپنے رتبہ یہ حد سے شانیکا

ہماری آنکھونمین آباد ہے صنم خانہ ‏— ہمارا دل ہے مرقع نگار خانیکا

لگائین تہمتین کس نے جو آپ روٹھ گئے ‏— نیا یہ ڈھنگ نکالا مرے ستانیکا

ہم اپنا جذبِ محبت کبھی دکھا دینگے ‏— مزہ چکھائین گے اِکدن تجھے نہ آنیکا

دمِ اخیر ہے مرتے ہین شکل دکھلادو ‏— یہ کوئی وقت ہے عاشق سے منہ چھپانیکا

کسی کی فتنہ خرامی کو دیکھکر ثروت
کریگی قصد قیامت نہ سر اُٹھائیگا

کیا کہون ہمدم مین کس غم مین ہون کیا جاتا رہا
کوچۂ عشقِ بتان مین دل مرا جاتا رہا

کردیا پیر اُسکی فرقت نے جوانی مین مجھے
ہوگیا دل سرد دل کا ولولا جاتا رہا

اسقدر صدمے اُٹھائے ہین ہجرِ یار مین
دل لگانیکا کسی سے حوصلا جاتا رہا

رنج تو یہ ہے کہ وہ پہلو سے اُٹھکر چلدیا
غم نہین دل کا "رہا کمبخت" یا جاتا رہا

بدحواسی ہے وہ پہلی سی نہ بیچینی مجھے
دردِ دل آتے ہی اوس ظالم کے کیا جاتا رہا

راتدن مجھپر کرم کی جا ستم ہوتا ہے اب
دل سے اوس بت کے مگر خوفِ خدا جاتا رہا

غیر پر اب مہربانی ہے کرم ہے لطف ہے
رابطہ ثروت سے اونہین پہلے جو تھا جاتا رہا

عدو سے وصل کا وعدہ نکرنا
مرے ضد کی کہین ایسا نکرنا

سمجھ لینا کہ زندہ ہی نہ تھا وہ
مرے دشمن کا تم حصہ نکرنا

مری خاطر سے کرلو وعدہ وصل
خوشی سے اپنی پھر ایفا نکرنا

زبان وہی وصل پر اور نہین کر بولے
کہین اس راز کو افشا نکرنا

ستم آنکھ بھر کر دیکھنا بھی
وہ کہتے ہین مجھے رسوا نکرنا

عدو کے تذکرہ پر ہے یہ تاکید
کہین اس ذکر کا چرچا نکرتا

تصور مین جو لپٹایا تو بولے
الگ ہٹ ابھی مجھے رسوا نکرتا

مزہ دینے لگا ہے وصل کا شوق
ابھی وعدہ کو تم ایفا نکرنا

مین رویا بزم مین تو جلکے بولے
ارے چپ بھی مجھے رسوا نکرنا

کسی سے عکس کہتا ہے کسیکا
کہ یکتائی کا اب دعوے نکرنا

تمھارے دیکھنے والو نہین ہین یہ
مری آنکھون سے تم پردا نکرنا

وہ کہتے ہین مجھے نفرت ہے اُس سے
نکرنا ذکر ثروت کا نکرنا

ارے تو ایک بھی کہنا نکرنا — نکرنا وصل کا وعدا نکرنا
گلے مین ڈالدین باہین یہ کہکر — مری بیداد کا شکوا نکرنا
دُکھانا دل نہ اپنی شوخیون کا — کسی سے جیب کر پردا نکرنا
ترے دل کی گرہ تو کھول لون مین — ابھی بندِ قبا توا نکرنا
قیامت رو کے مین برپا نکردون — نکرنا وعدۂ فردا نکرنا
نہ دینا اپنے دامن کی ہوا تم — جلے دل کو کبھی ٹھنڈا نکرنا
ترے دشمن کرین دشمن کا کام — کبھی دیتے ہین ہم صدا نکرنا
تری وعدہ خلافی پر نہ حرف آئے — ارے وعدہ کہین ایفا نکرنا
بُرا ہے دید کا لپکا بُرا ہے — نکرنا انکا نظارا نکرنا
نہ اُبھرے چوٹ الفت کی اب اے دل — کہین اس درد کو پیدا نکرنا
دِکھانا شکل شرمانا نہ ہم سے — اُٹھے پردہ تو تم پردا نکرنا
قدم آہستہ رکھہ او جانیوالے — زمانے کو تہ و بالا نکرنا

یون ہی ثروت کو ترسانا ہمیشہ
کبھی تم وصل کا وعدا نکرنا

اثرِ عرضِ حال ہو ہی گیا — کچھہ تو اونکو خیال ہو ہی گیا
منتین اپنا کام کر ہی گئین — دور دلسے ملال ہو ہی گیا
وعدۂ وصل اک قیامت ہے — اُنکا چہرہ نڈھال ہو ہی گیا

دیکھکر اُسکی چال دل میرا
پس گیا پائمال ہو ہی گیا

یادِ ابرو نے مار ہی ڈالا
بے چھری مین حلال ہو ہی گیا

جب ہوئین چار آنکھین اُس بت سے
دور رنج و ملال ہو ہی گیا

کی ترقی جو ماہ نو کی طرح
ہمکو حاصل کمال ہو ہی گیا

آخر آخر بگڑ گئی اُنسے
ہوتے ہوتے ملال ہو ہی گیا

گھٹتے گھٹتے ترے تصور مین
بدر سے مین ہلال ہو ہی گیا

خواب مین بھی اگر چھوا اُن کو
چہرہ غصے سے لال ہو ہی گیا

رات کا ذکر ہی کچھ ایسا تھا
ہان مجھے انفعال ہو ہی گیا

کہ رہے تھے یہ چھیڑ او ثروت
آخر اُس کو ملال ہو ہی گیا

دونا ہے اضطراب دلِ بیقرار کا
آنچل لٹک رہا ہے جو چلمن سے یار کا

گھونگھٹ اُلٹ گیا ہے دمِ قتل یار کا
مُنہ چوم لون لپٹ کے کہ موقع ہے پیار کا

مٹھی مین اُنکے آتے ہی کچھ اور ہو گیا
ملتا نہین مزاج دلِ بیقرار کا

آئینگے پھر بھی ہاے یہ کیون کہ گیا کوئی
آنکھونکو پھر مرض ہے وہی انتظار کا

پہلو مین اُنکو بھی کسی پہلو نہین قرار
پورا جواب ہین وہ دلِ بیقرار کا

غش آگیا یہ کیون مجھے تلوار کے تلے
ڈورا ہے اسمین کیا تری چوٹیکے ہار کا

مُندری کی وہ تڑپ ترے گالونکی تاب سے
تھی رات کو جواب دلِ بے قرار کا

سب دن گزر گیا نہ ملی بوند بھر شراب
منہ دیکھکر اُٹھے تھے کسی روزہ دار کا

آنچل کے جھونک نے یہ ہوا دی شبِ وصال
ہر پھول کھل گیا تری چوٹیکے ہار کا

قد مونپہ مین گرا جو دمِ ذبح تو کہا
مین کیا کہون کہ کیا مرے جی پر گزر گئی
کیون چھپے جاتے ہین تری انداز وصل مین
کہتے ہین لگنونکو لگے آگ ایخدا
تم تو قسم بھی کہاؤ تو مجکو یقین نہو
لو آکے پہر گئے ہین وہ دروازے سے مرے
دشمن کیطرح سے کھٹکتے ہین یار بھی

اللہ حوصلہ ہے ابھی اسکو پیار کا
کچھ پوچھیے نہ حال شبِ انتظار کا
سایہ پڑا ہے کیا نگہِ شرمسار کا
دل کا الجھ کے ٹوٹ گیا میری ہار کا
کیا اعتبار وعدۂ بے اعتبار کا
گھٹ گھٹ گیا ہی طول شبِ انتظار کا
پہولون نے بھی اڑایا ہی انداز خار کا

ثروت غضب تھا صبح شبِ وصل کا سمان
عالم ہے یاد اُس نگہِ شرمسار کا

دشتِ وحشت سے مرا اور گریبان میرا
تیری تصویر بھی پہچان کھچی جاتی ہے
ہاتھ دن جسکے تصور مین بسر ہوتے ہین
غیر کی بات اٹھائی نہ دہری جاتی ہی
آنسو تھم تھم کے نکلتے ہین ادب سے مانع
ایک دیدار کی حسرت تھی سو وہ بھی نہ رہی
کیا کرون عرضِ تمنا کہ حیا آتی ہے
کوئی ساتھی نہین افسوس نہ ہمدرد کوئی
خوب روئے دمِ رخصت وہ لپٹکر مجھسے
خود ہی تم دیکھ لو صورت سے ٹپکتا ہی ملال

دو ہی دن مین یہ ہوا حال پریشان میرا
محوِ حیرت نہو کیون دیدۂ حیران میرا
نہوا پر نہوا ہائے وہ جانان میرا
اب نکلنے کا نہین آپسے ارمان میرا
سخت مشکل مین ہی اب دیدۂ گریان میرا
قابلِ رحم ہے اب حالِ پریشان میرا
غمزۂ یار تو ہے حلق کا دربان میرا
ساتھ دیتے ہین مگر خارِ بیابان میرا
اُسنے دیکھا نہ گیا حالِ پریشان میرا
مجھسے کیا پوچھتے ہو حالِ پریشان میرا

وہ تو مدت ہوئی جابھی چکے رخصت ہوکر
اب کسے ڈہونڈہتا ہے دیدۂ حیران میرا

غیر نے خوب لگائی ہر کہ مجہسے ثروت
اب وہ سنتے نہین کچہہ حالِ پریشان میرا

ردیف بای تازی

نہین آتی تمہین وفا صاحب
پہر مجہے ہو امید کیا صاحب

ہم کرین آپ سے وفا صاحب
آپ ہم سے کرین دغا صاحب

دلکو بہلائین یا نہ بہلائین
اختیار اب ہے آپ کا صاحب

روز کا روٹہنا نہین اچھا
کوئی کبتک منائیگا صاحب

خود بخود کیون ہوے خفا مجہسے
کہیے تو مین نے کیا کیا صاحب

مین نے آغوش مین لیا تو کہا
آج کیا تمکو ہوگیا صاحب

کہتے ہین آپ کیون یہان آئے
کہیے تو اپنا مدعا صاحب

آپکے وصل کی تمنا مین
ہمنے مانا ہے رتجگا صاحب

سنکے پڑہے تمنے خط کو پہیر دیا
یہ بہی قسمت مین تہا لکہا صاحب

بوسہ مانگا تو ناز سے بولے
ہوش مین آئیے زرا صاحب

بے سبب کیون خفا ہو ثروت سے
آپ کا اُسنے کیا کیا صاحب

جام کوثر سے نہ جہپکے نظر جام شراب
تیری محفل مین اگر ہو گزر جام شراب

صبح ہوتے ہی خمار آپکی آنکہون مین بہرا
کتنی اچھی ہے مہ یجان سحر جام شراب

دست ساقی مین ہر دستِ سبو کش مین رہی
گردنِ ساغرِ مے اور کمرِ جامِ شراب

دور پر دور چلین لطف اٹھائین میکش
ہو مبارک تجھے ساقی سفرِ جامِ شراب

تیری آنکھون سے کھلی کیفیتِ بادہ فروش
سے وَلی جب تو ہی ایسا اثرِ جامِ شراب

پاکے بیخود انہین لوٹی ہے بہارِ جوبن
ہاتھ آئے ہین یہ اپنے ثمرِ جامِ شراب

ہو گیا ایسا سبک گر کے نگاہون سے تری
ہے کمر سے تری نازک کمرِ جامِ شراب

چشمِ مخمور کو گھونگھٹ مین چھپا لے اے گل
بیطرح پڑتی ہے اسپر نظرِ جامِ شراب

آپکی چشم سیہ مست پہ منہ آتا ہے
تیغ انداز سے اوڑجای سرِ جامِ شراب

چشمِ ساقی کا تصور جو بندھا پیکے اسے
ہو گیا اور دو بالا اثرِ جامِ شراب

چوم لیتا ہے سرِ بزم یہ اُن ہونٹون کو
قابلِ داد ہے ثروت جگرِ جامِ شراب

ہائے کس سے کرون بیان مطلب
نہین سنتا وہ بدگمان مطلب

کیا زبان سے کرون بیان مطلب
میرے چہرے سے ہے عیان مطلب

اِذنِ رخصت تمہین مین کیونکر دون
ابھی نکلا کوئی کہان مطلب

بات کوئی مری نہین سنتے
اُن سے کیون کر کرون بیان مطلب

ہائے ظالم ستم کیا تو نے
غیر پر کر دیا عیان مطلب

ضعف یہ ہے کہ سو جگہ رک کر
وسلے آتا ہے تا زبان مطلب

حرف ہر لفظ کے ملے ہین ہم
وصل کا خط سے ہے عیان مطلب

گورے گالون کے بوسے لیجائین
نہین کچھ اور مہربان مطلب

وصل مین اونکو راہ پر لاکر
رفتہ رفتہ کیا بیان مطلب

کہین سنتے بھی ہین وہ اے ثروت
کیا کرین اُنسے ہم بیان مطلب

دیگر

غیر سے ہے مجکو مدعا مطلب / وہ نکالے گا کیا مرا مطلب
مجہہ سے کہتے ہین صبر کر اکدن / ہم نکالین گے سب ترا مطلب
روٹھکر ہاے دور جا بیٹھے / کچھہ نہ سمجھے وہ بات کا مطلب
بوسے رات اُنکو جب لگایا ہاتہ / کیا طلب کا مری یہ تہا مطلب
لطف جب ہے کہ بزم دشمن مین / مجہسے پوچھو زرا مرا مطلب
مجہسے کہتے ہین بس الگ رہیے / ہم سمجھتے ہین آپ کا مطلب

رہے دنیا مین شاد شاہجہان
ہے یہ ثروت کا آخر مطلب

روز وصال یار ہے ورد زبان ہے اب / آے تو سامنے شب فرقت کہان ہے اب
غش آگیا تو آپ مین آئیگا کسطرح / تیرا مریض ہجر بہت ناتوان ہے اب
مدت ہوئی کہ دل مرا خون ہو کے بہگیا / جسکا نشان وہ پوچھتے ہین بےنشان ہے اب
اتنا تو اب ہوا ہے اثر میری آہ کا / گو وہ وہان ہین دل مگر اُنکا یہان ہے اب
پاتے ہین انکسار کی جا اُسمین سرکشی / کہتے تہے ہم زمین جسے آسمان ہے اب

آہین وہ تیری کیا ہوئین نالے کدہر گئے
ثروت یہ بات کیا ہے کہ تو شادمان ہے اب

نہ سنا کچھہ نہ کچھہ لکھا مطلب / کچھہ نہ یان آنیکا کھلا مطلب

دم کو اُس پر سے نکلنے دو اے شیخ
تمکو کیا کام ہمکو کیا مطلب

کیا غضب ہے وہ مجھسے کہتے ہین
عاشقی سے ہے تیرا کیا مطلب

ہیچکارہ جو مجھکو کہتے ہو
غب ہے کیا نکل کیا مطلب

زلف کا کھولنا بہانہ تھا
تھا فقط دل کا پھانسنا مطلب

لیکے دل پھر جو دیکھتے ہو ادھر
کہیے اب کیا ہے آپکا مطلب

جب کہا کچھہ کہون تو فرمایا
جاؤ جاؤ سمجھہ گیا مطلب

مجھسے آزردہ ہو گیا وہ شوخ
آہ کیون دل کا کہدیا مطلب

یہی ثروت کی رات دن ہے دعا
نکلے اُس بت سے یا خدا مطلب

ردیف بای فارسی

کیا سبب آج آئے ہو چپ چپ
اپنے عاشق سے کہہ تو دو چپ چپ

راستے مین نہ تم کہو چپ چپ
میرے ہمراہ تم چلو چپ چپ

کیا وہ حاضر جواب آپہونچا
ہوگئے کیسے ناصحو چپ چپ

بات کرنے مین ہوگی رسوائی
نقد دل لیتی ہو تو لو چپ چپ

سن لیا کیا کوئی مرا نالہ
آج تم کیون ہو بلبلو چپ چپ

حضرتِ دل فغان ہے عشق مین عار
اُسکے بیداد سب سہو چپ چپ

لیکے دل اب او غیرون سے
شورہ کیا ہے اے بتو چپ چپ

لڑکر آئے ہو کیا کسی سے تم

ثروت ایسے جو آج ہو چپ چپ

ردیف تای مثنات فوقانی

ہمسے کرتے ہو کیون حجاب بہت
خوبرو تم سے ہین جناب بہت

زلفِ پُرخم جو اُسکی یاد آئی
بڑھگیا دل کا پیچتاب بہت

اپنا چہرہ زرد کہا دینا
ناز کرتا ہے آفتاب بہت

تہوک دو غصہ کو گلے مل لو
بس کرو ہوچکا عتاب بہت

جلد آ اے صنم خدا کے لئے
ہے مرے دلکو اضطراب بہت

کیا کرین پہر گئی جو اُنکی نظر
ایسے دیکھے ہین انقلاب بہت

آبرو تیرے ہاتہ ہے یارب
چشم ہے اندنون پرآب بہت

بولے سنکر وہ میرا حال خراب
ہے مزاج آپ کا خراب بہت

کچھ دنون اب کرم ہو ثروت پر
ہوچکے غیر کامیاب بہت

آہین کرتا رہا ہون ساری رات
اُسکی فرقت مین یون گزاری رات

رہی مجکو فراق مین تیرے
شمع کی طرح اشکباری رات

اُس گُلِ عارض کی یاد مین ہمنے
کی ہے بلبل کے مثل زاری رات

ایک اک دم ہر دن قیامت کا
کچھ عجب ہجر کی ہے بہاری رات

آئے تھے میرے قتل کرنیکو
لیکے غمزے کی وہ کٹاری رات

کرکے یاد اُسکے بیشمار ستم
رہی مجکو نفس شماری رات

اُنکے اخشان کی یاد مین گذری — کہکشان دیکہنے مین ساری رات
رات وہ ماہ تہا جو پہلو مین — نظر آتی تہی کیا ہی پیاری رات
کچھ نہ پوچھو تمہاری فرقت مین — جسطرح کٹتی ہے ہماری رات

شب کو روز اب وہ آتے ہین ثروت
واقعی رات ہے تمہاری رات

ملا ہے ہمین دلربا بیمروت — ستمگار نا آشنا بیمروت
مرا یار پہلے نہ تہا بیمروت — یہ اب ایسا کیون ہو گیا بیمروت
گلہ بیوفائی کا سنکر وہ بولے — مین تم سے بہی بڑہکر ہون کیا بیمروت
ستم شب وصل اُس بُت کا کہنا — نہین رحم تجہکو ذرا بیمروت
بُرا میرے کہنے سے کیون مانتا ہی — اگر تو نہین ہے بڑا بیمروت
ملیگا جب ایسا نہ جانباز تجہکو — پہر اُس وقت پچتائیگا بیمروت
نجانا کبہی اُسکی الفت پہ اے دل — وہ دمباز ہے خودنما بیمروت

تم ایسے وفادار سے حیف ثروت
کہنچا وہ رہا بیوفا بیمروت

ردیف بای تازی

ہمنشین ہو غیب سے کیونکر نہ میرا دل اُچاٹ — سچ ہی یہ جاہل سے رہتا ہی سدا عاقل اُچاٹ
تم اُنہے پہلو سے کیا مجہپر قیامت آگئی — ہر گہڑی رہنے لگا پہلو سے میرا دل اُچاٹ
گالیان دیتے ہین تو بوسے بہی دینگے ایکدن — تو خدارا ہو نہ جانا اے دلِ مائل اُچاٹ

سخت جانی کا برا ہو پھر گیا خنجر کا منہ — مجکو حسرت رہگئی اور ہو گیا قاتل اُچاٹ
تم جو آئے ہوگئے شادان دل و جان و جگر — بزم تمہارے ہو رہی تھی یہ بھری محفل اُچاٹ

نعت گوئی شیوہ کر ثروت مسرت کیطرح
اِس عبادت سے نہین ہوتا دلِ عاقل اُچاٹ

آرزوے قتل ہے ضعف سے ہے دل اُچاٹ — ہو نہ جائے حال میرا دیکھکر قاتل اُچاٹ
صبح ہونے دو چلے جانا ہے جلدی ایسی کیا — وصل کی شب کیون ہوا ہے رشکِ مہِ کامل اُچاٹ
دیکھہ کیا کرتا ہے ظالم اُٹھہ کے محفل سے نہ جا — تیرے اُٹھتے ہی ابھی ہو جائیگی محفل اُچاٹ
توڑ دونگا دم یہین کیسا تڑپنا لوٹنا — قتل سے میرے نہو نا تو کہین قاتل اُچاٹ

ثروت اُس بت سے نبہتا ہے تجھے شاباش ہے
اِس جفا پر بھی نہین ہوتا ہے تیرا دل اُچاٹ

ردیف ثاے مثلثہ

ہے خفا مجہسے وہ دلدار مرا کیا باعث — اور نہین ہے جو خفا پھر نہ ملا کیا باعث
چلگیا چھوڑ کوئی غیر کا شاید ورنہ — ہو کے رنجیدہ وہ کیون مجہسے پھرا کیا باعث
سب تو کہتے ہین برا یار کو لیکن مجکو — ہے پسندیدہ ہر اک اُسکی ادا کیا باعث
بے تکلف ہو عدو سے سبب اسکا کیا ہے — عاشقِ زار سے کرتے ہو حیا کیا باعث
کہتے ہین ہجر کے دن آپنے کاٹے کیونکر — کسطرح جیتے رہے مرد خدا کیا باعث
کیسے آئے مرے گھر آپ خلافِ عادت — اور کیا وصل کے وعدے کو وفا کیا باعث
کیا پڑھا دی اُسے اغیار نے اُلٹی پٹّی — آ کے گھر تک مرے کیون لوٹ گیا کیا باعث

829

کچھہ سمجھہ مین نہین آتا ہی مرے اے ثروت
لیکے دل یار نے کیون پھیر دیا کیا باعث

محبت قدِ یار کی ہے عبث
تمنا مجھے دار کی ہے عبث

نہوگا کبھی اُسنے وعدہ وفا
یہ خواہش طلبگار کی ہی عبث

کیا جسنے سو بار انکارِ وصل
اُمید اُس سے اقرار کی ہی عبث

جب ابرو سے ممکن ہو عاشق کا قتل
تو صاف اُسنے تلوار کی ہی عبث

دلا تجھسے وہ آشتی کرچکا
لڑائی یہ ہر بار کی ہے عبث

نہ پگھلیگا زنہار اُس بت کا دل
یہ زاری دلِ زار کی ہے عبث

ہے ثروت مری دل پہ نقش اُنکا حسن
طلب اُسنے دیدار کی ہے عبث

ردیف جیم تازی

اے مشفق من کیسے تو آئے نکلکے کدھر آج
کیا آہ نے کچھہ میری دکھایا ہی اثر آج

شمشیر بکف جاتے ہو اے جان کدھر آج
کیا قتل پہ عشاق کی باندھی ہی کمر آج

پہلو سے مرے اُٹھکے چلا جب دلارام
مین بیٹھگیا تھام کے ہاتھونسے جگر آج

نکلا ہے مگر سیر کو وہ کافر بیدین
اک حشر بپا ہر طرف آتا ہے نظر آج

قدر اسکی چمک نے ترے دانتونکی یہ کھوی
پوچھا نہین جاتا کہین کوڑی کو گہر آج

مدت ہوی مر کبکا گیا بیمار محبت
تم لینے کو آے ہو مری جان خبر آج

آئینگی خبر اُنکی سُنائیگا جو قاصد
قربان کرونگا تری قدمونپہ مین سر آج

گو دور جدائی سے نہین جان بتن — جی جاؤن قدم رنجہ وہ فرمائین اگر آج

ثروت متحیر ہون مین آئینہ کے مانند
اُس آئینہ رو سے جو ملائی ہے نظر آج

ردیف جیم فارسی

یاد ہے مجکو کسی زلف گرہ گیر کا پیچ — اور وہ یاد مرے حق مین ہے تقدیر کا پیچ
وصل کی مین نے لگائی ہین بہت سی گہاتین — وہ سمجھ جائے نہ یارب کسی تدبیر کا پیچ
کیا کہے جاتا ہے تو کچھ نہین کہلتا ناصح — زلف جانانکی گرہ ہے تری تقریر کا پیچ
راہ لے اپنی مرا سر نہ پہرا اے ناصح — مجھپہ ہرگز نہ چلیگا تری تزویر کا پیچ
پہانستا ہے دل عشاق کو اسکا ہر حرف — بد بلا ہے بت کافر تری تحریر کا پیچ
لیگیا دل مرے پہلو سے وہ کیونکر یارب — مجھپہ ظاہر ہنوا اُس بت بے پیر کا پیچ

مین بھی خواہان ہون مسرت کیطرح ای ثروت
نچلے مجھپہ عدو کی کسی تدبیر کا پیچ

ردیف ہاے حطی

ہجر مین دیکھے جو میری چشم گریانکی طرح — پانی پانی ابر تر ہوجائے باران کیطرح
توڑ ہے اُنکی نظر مین ناوکِ دلدوز کا — کاٹ ہی ابرو مین اُنکے تیغ بران کیطرح
ہجر گلرو مین جو گل کہائے ہین مینے بیشمار — سر سے پاتک ہون بہارستان گلستان کیطرح
اے دلِ دیوانہ سیکہا چاہیے افسونِ مار — مارسی ملتی ہے اُسکی زلفِ پیچان کیطرح

بھر گلگشتِ چمن آے جو وہ گُل پیرہن
دیکھیے کیا کیا قیامت لائیگی عشاق پر

سینۂ گُل چاک ہو میرے گریبان کیطرح
یہ انوکھی وضع او ظالم تری بانکی طرح

آگیا ثروت جب اُس زلفِ پریشاں کا خیال
دل پریشان ہو گیا زلفِ پریشانکیطرح

ردیف خاے معجمہ

نہین ہے صرف وہ کچھ دلربا شوخ
ملا ہے مجکو ایسا چلبلا شوخ

طبیعت شوخ ہے اُسکی ادا شوخ
کہ شعلہ بھی کہے جسکو بڑا شوخ

بھری محفل مین میرا لیلیا دل
تصور مین بھی ٹھہرا پر نہ ٹھہرا

نظر ہے آپکی واللہ کیا شوخ
ہے یارب کسقدر وہ دلربا شوخ

ہوئین کیا اگلی سیدھی سادھی باتین
کسی پہلو مین اب دل کیا رہیگا

بتا تو کس نے تجکو کر دیا شوخ
وہ اب تو ہو چلے نام خدا شوخ

رقیبونکا ہے اتنا پاسِ خاطر
کیا کرتی ہے برہم اُسکی زلفین

بُرا کہتا ہے تو مجکو بھلا شوخ
اب ایسی ہو گئی تو اے صبا شوخ

جو ثروت نے لیا اُس گل کا بوسہ
کہا تم نکلے مجسے بھی سوا شوخ

ردیف دال مہملہ

گر وہ تجکو بُرا کہے قاصد
تو دعا دیجیو بھلا قاصد

میرے گھر اور وہ آئیگا قاصد ۔ جھوٹ باتین نہ تو بنا قاصد
دل ہے کیا چیز جان بھی دیدونگا ۔ اُسکو دم دیکے لے تو آ قاصد
کرکے باتین بگاڑ کی اونکی ۔ مجھہ سے تو کیون بگڑ گیا قاصد
تیرے آنیسے ہو گئی ہر آج ۔ خفّتِ درد دل زرا قاصد
اُسکو میرا خیال کیا ہو گا ۔ بیوفا کرچکا وفا قاصد
وان سے آجائے بات تو جب ہے ۔ کیا خوشی سے اگر گیا قاصد
آہ کہنے کی ساری باتین تہین ۔ اُسنے کچھہ بھی نہ کہہ سکا قاصد

ہو گیا وان پہونچ کے اے ثروت
رہروِ کوچۂ فنا قاصد

چشمِ موسی کو اگر ہین شررِ طور پسند ۔ ہین مرے دلکو ترے عارضِ پُرنور پسند
شوخیون مین بھی تری شان ہے معشوق کی ۔ ہر ادا تیری ہے دلکو مرے ای حور پسند
رات دن چشم مے آشام بسی ہے دل مین ۔ ہو ترے مست کو کیونکر مے انگور پسند
شیفتہ جب سے ہے دل زلف سیہ کا تیری ۔ مجکو ہر دم ہے سوادِ شبِ دیجور پسند

دونون کونا رہے تقدیر پہ اپنے ثروت
دل کو ہے اوسکا تصور مجھے وہ حور پسند

وہ آنکھہ کیا کہ جسکو بھلا ہو نہ تو پسند ۔ وہ دل ہی کیا کہ جسکو نہو تیری خو پسند
ملنے کا کوئی وقت مقرر تو کیجیے ۔ ہر روز ہان نہین کی نہین گفتگو پسند
ڈر ہے کہین نہ تمکو تمہاری نظر لگے ۔ آئینہ آجکل ہے بہت خوبرو پسند
کہتے ہین نذر جا کے کسی اور سے کرو ۔ مین کیا کرون تمہارا دلِ آرزو پسند

ارمان دل کے دل مین رہے وصلمین بھی ہائے
آئی نہ تجھکو صلح کبھی جنگ جو پسند

رنگت ہے اسمین کچھ رخ رنگین یار کی
کیونکر نہ عاشقونکو ہو پھر گل کی بو پسند

ثروت سے اپنی اپنی طبیعت کسیکو کیا
مجکو ہے اونکی خو انہین غیرونکی خو پسند

آئی ہے جب سے کاکل مشکین کی بو پسند
ہے مبتلا بلا مین دل آرزو پسند

للہ کرے اسکو تو اے خوبرو پسند
سینے مین لوٹتا ہے دل آرزو پسند

آنکھونکو جب سے آیا ہے وہ خوبرو پسند
آئی نہین گلونکی مجھے رنگ و بو پسند

سینے سے تیر کھینچ ذرا دیکھ بھال کے
ساتھ اسکے کھنچ نہ آئے دل آرزو پسند

سنتے ہین اب تو شوق سے افسانہ فراق
صد شکر آئی اونکو مری گفتگو پسند

انکار کب ہے مجکو کرو وار شوق سے
ہے تیغ کو تمھاری جو میرا گلو پسند

آنکھو نہین بھر رہی ہے کسیکی نشیلی آنکھ
کیا خاک میرے دل کو ہو جام و سبو پسند

جوڑے مین باندھ باندھ کر رکھتے ہین راتدن
آفت مین پھنسگیا ہے دل آرزو پسند

ایسی بسی ہے اس گل عارض کی دل مین بو
آئی نہین دماغ کو پھولونکی بو پسند

کیون بار بار جھکتا ہے اغیار کی طرف
خنجر کو گر نہین ہے گلو سے عدو پسند

کرتا ہون وصف اس رخ و گیسو کا راتدن
ہر دم زبان کو ہے یہی گفتگو پسند

بیجا نہین رقیب کو اس بات پر غرور
کیا پوچھنا ہے اسکا کرے جسکو تو پسند

ثروت کے سینہ مین ہر شب ماہ کا سمان
ہے اوسکے دل کو آجکل اک ماہرو پسند

ردیف حرف ڈال

یون اپنے حسن پہ ہی مرے یار کو گھمنڈ — جیسے کہ ہو بہار پہ گلزار کو گھمنڈ

ہو کیون نہ اُسکے طرۂ طرار کو گھمنڈ — حد سے سوا ہو جسکے گرفتار کو گھمنڈ

بیمار ہے وہ نرگس بیمار کا تری — بیجا نہین ہے عاشقِ بیمار کو گھمنڈ

ہر ہر قدم پہ اُٹھتی ہین سو سو قیامتین — تھوڑا ہے جتنا ہو تری رفتار کو گھمنڈ

مجھہ سخت جان سی واسطہ ابتک پڑا نہین — برش پہ کیون نہو تری تلوار کو گھمنڈ

ثروت کو اپنی آہِ شرربار پہ ہے ناز
اغیار پر ہے اُس بتِ عیار کو گھمنڈ

تقوی پہ اپنے واعظِ دیندار کو گھمنڈ — ہے عفو پر خدا کے گنہگار کو گھمنڈ

بھرتا ہے دم انہین کا مری پاس سے تو گیا — بیجا نہین ہے یار پہ اغیار کو گھمنڈ

آتا تو در کنار بلاتا نہین مجھے — اللہ کس قدر ہے ستمگار کو گھمنڈ

ہنگامہ حشر کا بھی تو کچھہ اس سی کم نہین — اتنا بجا ہے تری رفتار کو گھمنڈ

محراب طاعت اسکو سمجھتے ہین اہلِ عشق — زیبا ہے اُنکے ابروِ خمدار کو گھمنڈ

جس تن کو رنگِ طلائی پہ ناز ہے — سچ ہے کہ زر پہ ہوتا ہی زردار کو گھمنڈ

تا ہو دل کرشمہ سی شوخی سی ناز سے

اُسنے مکتوب جو

کیا کہون فرطِ خوشی سے مرا کیا حال ہوا | نامہ بر جیب مرے دلدار کا لایا کاغذ
ہو اگر ترا کبھی کوے صنم مین جانا | بہ سجد سے کہیو صبا اُس سے خدارا کاغذ
مین نے اوس غیرتِ گلشن کو لکھا جب نامہ | لالہ گون رشک سے گلرنگ بنایا کاغذ
میرا ارمان نہ نکلا کوئی افسوس اے دل | کبھی اوسنے نہ خوشی سے مجھے لکھا کاغذ
دل مرا پیچ مین پڑجائیگا مکتوب کیطرح | پاس اُس شوخ کے گر غیر کا پہونچا کاغذ
ہے یہ قسمت کا لکھا ہاتہ کٹے اُسکے قلم | جا کے قاصد نے دیا اُنکو جو میرا کاغذ

سرگذشتِ دلِ پر درد لکھون کیا ثروت
اُسکا مضمون ہی بڑا اور ہے چھوٹا کاغذ

ردیف راے مہملہ

مجکو یہ حیرت ہوی اُس بت کی صورت دیکھکر | ہو گیا آئینہ ششدر میری حیرت دیکھکر
مین ہون گریان مثل شبنم اُنکی صورت دیکھکر | وہ ہین خندان صورتِ گل میری رقت دیکھکر
سوزش و بیتابی و اندوہ و درد و سوز و ساز | گھر کیا ہے سب نے میرے دل مین وسعت دیکھکر
خضر چلنا راہ مین اوسکی بہت دشوار ہے | پاؤن رکھیگا زرا حضرت سلامت دیکھکر
رشک کیا کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کے | میری الفت ...

دل غنی ہے اپنا اس دولت کو ثروت دیکھکر

یہ جواب ہمدم ملا ہے وصل کی تقریر پر
تم رہو خاموش اپنی خوبیِ تقدیر پر

مسکراہٹ پر ترے کلیان تصدق ہو گیٔن
ہنس پڑا ہر پھول تیری شوخیِ تقریر پر

حسن کی اک کہکشان ہر کاغذی پیکر ہین
جی نہ کیون للچائے میرا چاندسی تصویر پر

جب مین جانون عشق غالب آگیا ہو حسن پر
لوٹ جائے زلف اُنکی پاتونکی زنجیر پر

وصل کا وعدہ زبان سے تم کرو اور مین سنون
رشک آئے کیون نہ دشمن کو مری تقدیر پر

کس مزے کی گفتگو تھی آج بزمِ غیر مین
ہنس دیے منہ پھیر کر وہ بھی مری تقریر پر

اپنے سینے سے لگالے محوِ حیرت دیکھکر
پیار اُنکو آگیا ثروت مری تصویر پر

جاتے ہو کل کسطرح پھیر کے چتون کیونکر
دیکھین تو آج چھڑا لیتے ہو دامن کیونکر

کہتے ہین ایک زمانے کی نظر ہے انپر
ساری دنیا سے چھپائے کوئی جوبن کیونکر

ہاتھا پائی ہوئی تھی جو عدو سے شب کو
چولی کسطرح پھٹی نچگیا دامن کیونکر

دستِ نازک سے دوپٹہ تو سنبھلتا ہی نہین
وصل کی رات چھپائے کوئی جوبن کیونکر

اس نزاکت پہ لیے خون ہزارون سر پر
حشر کے روز اُٹھیگی تری گردن کیونکر

آئینہ دیکھکے کہنے لگے وہ وصل کی شب
دیکھیے آج سلامت رہے جوبن کیونکر

کیا ہوا خیر تو ہے کیون ہین پریشان زلفین
کچھ کہو تو نکل آئے سرِ دشمن کیونکر

تو نے پردہ تو رکھا تھا کوئی بھی باقی
نگہِ شوق رہی بیچ مین چلمن کیونکر

منہ چھپانے کو چھپالو مگر اتنا تو کہو
کہ چھپاؤ گے یہ اُبھرا ہوا جوبن کیونکر

بنگئی جان پہ اُٹھتے ہی تیری رخ سے نقاب
ہوش اُڑے جاتے ہین دیکھین رخِ روشن کیونکر

کسطرح تاکتی ہین دلکو وہ نیچی نظرین
گدگداتا ہے وہ اُبھرا ہوا جوبن کیون کر

نگۂ گرم سے صیاد نے کیا دیکھ لیا
رہگئی جلکے مری شاخ نشیمن کیون کر

اُڑ کے اک بوندہ لہو کی نہ پڑی بات ہے کیا
صاف بچکر گیا جلاد کا دامن کیون کر

چپ ہین اسوقت تو اے شیخ مگر سمجھینگے
گھر مین اللہ کے نا ہین تری گردن کیونکر

کہتے ہین سیکھئے ثروت مری چاہت کے طریق
دیکھئے چاہتے ہین آپکے دشمن کیونکر

شب وصلت نہو کیون ناز مجکو اپنے ارمان پر
ہنسی اتراتی پھرتی ہے لب گلرنگ جانان پر

شہادت کون دے محشر مین میری قتل ہونیکی
لہو کی چند چھینٹین ہان نظر آتی ہین داماں پر

وہ اپنے قیدیون سے آجکل کترا کے جاتے ہین
خوشی کی چھاؤنون بھی آتی نہین دیوار زندان پر

شب وصلت بھی شوخی سے اڑے جاتے ہین پردے
کسی کا دست نازک لوٹ ہے میرے گریبان پر

ترے گالون پہ صدقے لالہ و گل کی بہارین ہین
تصدق سنبل و ریحان تری زلف پریشان پر

پڑا ہے وصلکی شب عکس انکی روئے روشن کا
گمان ہوتا ہے مجکو چاند کا اپنے گریبان پر

بہلجائے طبیعت وحشیونکو نیند آجائے
کوئی تصویر تیری کھینچدے دیوار زندان پر

شب وعدہ عجب انداز سے بیٹھے سنورتے ہین
ستارے گر رہے ہین ٹوٹ کر ماتھے کی افشان پر

اداسی شمع تربت کی ندیکھی جائیگی تمسے
کبھی بھولے سے بھی آنا نہ تم گور غریبان پر

مرے پہلو مین بیٹھے ہین مری گردن پہ باہین ہین
ترس آیا ہے ثروت آج انکو میرے ارمان پر

پھیر لی چتون مجھے پہچان کر
بن گئے انجان کیسے جان کر

سوچ کیا ہے وصل ہو یا قتل ہو
دلمین کیا آئے تھے آخر ٹھان کر

دیتے ہین دھمکی جو چھیڑو گے ہمین
سو رہین گے ہم دو لائی تان کر

صبح ہوتے کوچۂ دشمن مین وہ
کیسے چھپتے ہین مجھے پہچان کر

دل جگر دونون پہ اک بجلی گری
جب کمر لچکائی سینہ تان کر

میرے ہوتے غیر پر لطف و کرم
ہو جفا بھی جان کر پہچان کر

وے مئے بیدر دا سے پیر مغان
جامۂ احرام مین تو چھان کر

غیر کی تعریف میری چھیڑ نہین
ہو خدا لگتی خدا کو مان کر

آنکھین دکھلاتے ہو بوسہ بھی تو دو
تشنہ لب رکھتے ہو پیا سا جان کر

روٹھکر بولے وہ مجھسے وصل مین
کیسے پچھتاے ہین کہتا مان کر

دل اگر دینا ہے تم کو دو مگر
دیکھکر ثروت ذرا پہچان کر

جو پوچھا تم کیسے جان لوگے تو بولے وہ مجھسے مسکرا کر
ستا ستا کر جلا جلا کر رولا رولا کر گھلا گھلا کر

حریق سوز نہان کو یارب تسلی دیتے ہین یون وہ آکر
کہ خاک کر دیگی تجھکو اک دن یہ آتش غم جلا جلا کر

غضب کا ہے شوخ وہ پری رو بھرا ہے آنکھون مین اُسکے جادو
بلا ہے اُسکا وہ دام گیسو رکھے کوئی کیسے دل بچا کر

نہین یہ بیوجہ کج ادائی بھرا ہے اسمین بھی شان دلربائی
بگاڑ کا ہے ہمارے سامان یہ بیٹھنا منہ بنا بنا کر

ہمین سے ہے دشمنی عداوت عدو پہ ہر وقت ہے عنایت
پسند ہمکو نہین یہ عادت ذرا تو انصاف بیوفا کر

نہین ہے تجھے کچھ شعور واعظ وہ بت سراپا ہے نور واعظ

ہو اچھی اُس بُت سے حور واعظ خدا خدا کر خدا خدا کر
جو ایسا پہلے سے جان جاتے کبھی نہ لاتے کبھی نہ لاتے
بہت ہی پچتائے حضرتِ دل ہم اُنکی محفل مین تمکو لا کر
بتائین اے ہمنشین تجھے کیا کہ کیون ہے بیچین دل ہمارا
وہ دیکھنا یاد ہے کسی کا حیا سے پردہ اوٹھا اوٹھا کر
غزل تمہاری جناب ثروت سُنی جو ہمنے ہوئی مسرت
بھری ہے ہر شعر مین لطافت کیا بہت خوش ہمین سُنا کر

ردیف حرف ڑ

اے دل نہ اُس نگار کو تو زینہار چھیڑ
ہوگا غضب جو ہو گی اُسے ناگوار چھیڑ
تجھسے کہین زیادہ وہ نازک مزاج ہے
دیوانے کو نہ اپنے پری بار بار چھیڑ
پھر ہم بھی کچھہ کہینگے ہماری بھی ہے زبان
ناصح نہ تو خدا کے لیے بار بار چھیڑ
لطفِ شبِ وصال نکر ہجر کا بیان
مجھہ دل جلے کو دیکھہ نہ اے غمگسار چھیڑ
پھنس جائیگا بلا مین کسے دیتے ہین یہ ہم
زلفونکو یار کی نہ دلِ بیقرار چھیڑ
آتے ہی میرے چھیڑ دیا ذکر غیر کا
تونے نئی نکالی ہے یہ اے نگار چھیڑ
ضابط ہین نالے ہم نکرینگے ہزار وار
ہم کو ہزار رنگ سے اے گلعذار چھیڑ

ثروت کو وصل غیر کی دیتے ہو کیون خبر
اچھی نہین ہے کشتۂ ہجران سے یار چھیڑ

ردیف زاے معجمہ

آنکھون کو میری تم نے کچھ ایسے دکھائی ناز
دل ہوگیا نثار ہوئی جان فداے ناز

ڈہاتی ہے قہر دل پہ مرے ابتداے ناز
محشر سے کم نہ ہوگی کبھی انتہاے ناز

ابتو نہ دل کو میرے الٰہی جلاے ناز
میرے عوض رقیب کو جاکر ستاے ناز

بیحد ہے دل جگر پہ ہمارے جفاے ناز
سینے سے آرہی ہے صدا ہاے ہاے ناز

ممکن نہین کہ جا رہون عشاق سے کبھی
آنکھین ہوئی ہین یار کی آب آشناے ناز

آے پسند اونکو کچھہ اس درجہ اپنے ناز
سو جان سے وہ ہوگئے خود ہی فداے ناز

ارمان کیا نکلتے ہمارے شب وصال
خلوت مین بہی تو یار کے ہمراہ آے ناز

اوس ماہوش پہ دونون ہین سو جان سے نثار
قربان ہے ادا پہ جگر دل فداے ناز

بولے بگڑ کے شکوہ پہ درد فراق کے
اُٹھتے نہین تہے تم سے تو پہر کیون اُٹھاے ناز

عشاق کو ہے حکم یہ اُس شاہ حسن کا
دل جور اُٹھاے مرے کلیجہ اُٹھاے ناز

اسکو ہٹا کے وصل کی شب کیا ملا ہمین
آنکھون مین شرم آگئی اونکے بجاے ناز

مجبور ایسا کر دیا شوق وصال نے
اسکے لیے رقیب کے ہمنے اُٹھاے ناز

دل نے ستم سہے ہین ہزارون ہی ناز کی
اور پہر بھی منتظر ہے کہ صورت دکھاے ناز

آنکھون مین پہر رہا ہے کسیکی جفا کا رنگ
دلمین بہری ہوئی ہے ہمارے ہواے ناز

کسکی لگاوٹون پہ کوئی دل فدا کرے
آتا نہین ہے کچھ بہی انہین تو سواے ناز

ثروت سے اسقدر نہین زیبا رکہائیان
مجھسا کوئی نہ پاؤ گے تم مبتلاے ناز

جسدن سے دل ہوا ہی مرا مبتلاے ناز
حصے مین آگئی ہے اسیکے جفاے ناز

مجکو نہ چین ہے نہ اسیکو قرار ہے
مین ہون فداے غمزہ تو دل ہی فداے ناز

پہرہ بٹھا دیا ہے اداونکا اسلیے
سوتے ہین آنہ جاے کوئی مبتلاے ناز

گھونگٹ الٹ کے شرم و حیا سب ہوا ہوے
آیا نہ کام وصل مین کوئی سواے ناز

لطف و کرم نہ مہر و محبت نہ دلدہی
کیا تیرے پاس رکہا ہی ظالم سواے ناز

اک اک ادا پہ دل مرا قربان ہو گیا
سو سو طرح سے آج کسینے دکہاے ناز

اب ڈہونڈہ جا کے اور کسی کو بڑاے ظلم
مینے تو عمر بہر ترے ظالم اٹہاے ناز

عشوہ غضب ادائین ستم غمزے دلفریب
اور اُسپہ قہر ہین بت کافر کے ہاے ناز

اوس بوالہوس کے عشق کا تمکو یقین ہی
توبہ رقیب اور تمہارے اٹہاے ناز

اک عمر کٹ گئی ہے اٹہاتی ہوے ہمین
انصاف سے کہو کوئی کبتک اٹہاے ناز

سرگرم ناز سے ہے وہ رقیبون سے رات دن
کیون تمنے ایسے شوخکو ثروت سکہاے ناز

یہ بہی نیا ستم ہے کہ ثروت کے سامنے
بیٹھے رقیب پاس تیرے اور اٹہاے ناز

مطلع اول

ہمارے حال پہ ہونگے وہ مہربان کس روز
ہماری راہ پہ آئیگا آسمان کس روز

کریگا لا کے یہان اونکو میہمان کس روز
ہمارے کام مین آئیگا آسمان کس روز

وہ ٹہنڈے ٹہنڈے چلے آئینگے یہان کس روز
جلائیگا دلِ دشمن کو آسمان کس روز

یہان کریگا قدم رنجہ جانِ جان کس روز
الٰہی ہوگا دلِ زار شادمان کس روز

سوالِ وصل پہ ہمنے نہین نہین تو سنی
زبانِ یار سے یارب سنینگے ہان کس روز

رہین ہمیشہ پریشان یار کی زلفین
گئی ہے آہ و فغان میری رائگان کس روز

کیا ہے ملنے کا وعدہ تو یہی کہدیجے
ملین گے آپ مجھسے کسطرح کہان کس روز

ہمیشہ جذبۂ دل میرا کھینچ لاتا ہے
خوشی سے آتے ہو ایجان تم یہان کس روز

دکھائی چاندسی صورت کب اس بداختر کو
ہوے وہ عاشق بیکس پہ مہربان کس روز

وہ دل بھی نذر کریگا ہر مال کیا دولت
لیا ہے آپنے ثروت کا امتحان کس روز

جسقدر ہے مجھے تیرا قد و رخسار عزیز
سرو و قمری کو نہ بلبل کو ہے گلزار عزیز

کیون نہ اُس شوخ کو ہو ابروِ خمدار عزیز
جنگجو کب ہے وہ جسکو نہو تلوار عزیز

عشق سے شعلہ رخون کے نہ پھرونگا ناصح
راہ لے اپنی جلاول نہ مرا یار عزیز

راتدن رہنے لگا صحبت اغیار مین تو
ہاے اے غیرت گل تجھکو ہوئے خار عزیز

مغفرت حق کی خریدار ہے انکی ثروت
کیون گناہون کو نہ رکھون مین گنہگار عزیز

ردیف سین مہملہ

رشک سے کیون نہ جائے جان افسوس
جاؤ تم غیر کے یہان افسوس

نہوا یار مہربان افسوس
گئے سب نالے رائگان افسوس

یون ہی خون ہو رہا تھا دل میرا
کہا لیا تمنے اور یان افسوس

غیر کہتا تھا جان نثار ہون مین
نہ لیا تمنے امتحان افسوس

وان ملین غیر پاؤن مین مہندی
ہم ملین اپنے ہاتھ یان افسوس

اُسکے آگے جو ذکر حور کیا
ہو گیا ہم سے بدگمان افسوس

دیکھو وہ بیوفا ہے حضرت دل
اُسپہ دیتے ہین آپ جان افسوس

خط سے سب حسن کی بہار گئی
آگیا موسم خزان افسوس

کعبہ و دیر مین پہرون کبتک
تجکو ڈہونڈہون کہان کہان افسوس

بہول جائے وہ اپنی سنگدلی
نہ سنی میری داستان افسوس

کبہی پوچھا نہ اُسنے عاشق سے
کیون زبان پر ہے ہزبان افسوس

نکلے ارمان نہ دل کے اے ثروت
نہوا یار مہمان افسوس

لو انبو بولو آپ ہی سب بے قصور بس
ڈالا ہوا ہے میرا ہی سارا فتور بس

بوسہ رقیب نے نہ لیا عیب چھپا گیا
آیا ہے کام آج تمہارا غرور بس

مرنیکی جا ہی دیتے ہین وہ مجکو گالیان
کہتا ہے ہاتہ جوڑکے غیر اسحضور بس

بہولیسے جو رکہدیا تم کو خطا ہوئی
اب تو معاف کیجیے میرا قصور بس

دیتا ہے ان حسینونسے تو حور کی مثال
آیا نہ واعظا تجہے کچہہ بہی شعور بس

نالون سے تیرے خلق کی آفت مین جان ہے
دم آگیا لبونپہ دل ناصبور بس

ثروت ہے گرچہ اپنے گناہونسے شرمسار
ہے اس کو آسرا ترا رب غفور بس

ردیف شین معجمہ

کرتے ہین ہمتو تیرے تصور مین یار عیش
اُسکے سوا پسند نہین زینہار عیش

اُس گل کے ہجر مین ہے مجہے ناگوار عیش
بخشتا ہے حق نے گو سر و برگ ہزار عیش

ہم پی رہے ہین خونِ دل اپنا فراق مین
بیتابی اشکریزی دل افگاری بیکسی
اسکو تو ہے غمِ دلِ دلدادگان پسند
کچھ غم نہین جو ہجر مین رہتا ہے مجکو غم
کیا خاک سیر دیکھون مین باغ و بہار کی
حالت یہ ہجر مین ہے مری جسکو دیکھکر

کرتے ہین عیش باغ مین سب بادہ خوارِ عیش
عاشق کیواسطے ہین جہان مین یہ چارِ عیش
کیون چاہتا ہے تو دلِ امیدوارِ عیش
دلکو خیال وصل مین ہے بیشمار عیش
ہے مجکو بے بہارِ رخِ یار خارِ عیش
روتا ہے مثلِ رنج والم زار زار عیش

ثروت کو پھر احمدِ مرسل نصیب ہو
دونون جہان مین ای مرے پروردگار عیش

ردیف صاد مہملہ

اے صنم چھوڑ دے غیرونسے خدارا اخلاص
آتے ہو پاس مرے غیر کو ہمراہ لیے
دل سے وہ دوست سمجھتے ہین عدو کو اپنا
اہل اخلاص طلب ہوتے ہین وان سنتے ہین
کیون نہ مین پیار کرون اُنکو خلوصِ دل سے

ورنہ اکدن یہ نکل جائیگا سارا اخلاص
دل دکھاتا ہے ہمارا یہ تمہارا اخلاص
سچ ہے کیون بھائیگا اُنکو ہمارا اخلاص
کیا عجب میرا بھی چمکائے ستارا اخلاص
رکھے اغیار سے جب وہ مرا پیارا اخلاص

دلِ ثروت کو نہ ہوتے تنفر کیونکر
پھر کیا تمنے رقیبون سے دوبارا اخلاص

رکھو کیا مجسے مری جان اخلاص
جاتے ہی اُنکے پاس جان گئی

سچ تو ہے تم کہان کہان اخلاص
بنگیا مرگِ ناگہان اخلاص

اُنکے ظاہر پہ تو نجا اے دل
دل مین رکھتے ہین وہ نہان اخلاص

اب شکایت نہین کسی جانب
ہے محبت یہان وہان اخلاص

مجکو مخلص نواز لکھتے ہین
کیا کرون اُنکا مین بیان اخلاص

اُسکے در پر رقیب کے گھر پر
لیگیا ہے کہان کہان اخلاص

سنتے ثروت کا حال پوچھا آج
نام اسکا ہے میر یحیان اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

اُس بیوفا سے اپنی کہے کوئی کیا غرض
جو ہنسکے ناز سے کہے کیا واسطا غرض

گذرے کسیکی جان پہ کچھ اس سے کیا غرض
تمکو تو ہے دکھانے سے نازو ادا غرض

اُس سے ملون مین یا نہ ملون تجکو کیا غرض
بک بک کے کان کھا نہ مرے ناصحا غرض

کہتا ہون جب مین جاتی ہے جان آؤ میری جان
منہ پھیر کر وہ کہتے ہین کیون آئین کیا غرض

یہ عشق وہ بلا ہے جو اس سے ہوا دوچار
پھر اُسکو لطفِ زیست نہ ہرگز ملا غرض

آیا وہ راہ پر نہ خوشامد نہ عجز سے
بدبخت عاشقون سے خفا ہی رہا غرض

محشر خرامیون کا کہون اُسکے حال کیا
اک اک قدم پہ ہوتے ہین فتنے بپا غرض

بیدرد ہو کہ کوئی وفادار و رحمدل
اُس خوبرو سے کام نڈالے خدا غرض

کیسی لگی تھی کیا کہون اُس شمع رو کی لو
پروانہ وار دل کو جلایا کیا غرض

عاشق پہ رحم چاہیے مین نے کہا جو یہ
تیوری چڑھا کے کہنے لگے مجکو کیا غرض

ثروت تمہین بلایا نہ آیا کبھی یہان

بیگانہ وش رہا وہ بتِ بیوفا غرض

ردیف طاے مہملہ

کہنا نہ کوئی بات وہان نامہ بر غلط | لکھے کو میرے سمجھے گا وہ سر بسر غلط
اغیار آئین قتلگہ عام مین دروغ | وہ اور آئین باندہ کے تیغ و سپر غلط
وعدے کا پاس یار کرے یہ محال ہے | وہ اور آئیگا مرے گھر نامہ بر غلط
اغیار نے پڑہایا ہے ایسا سبق اُنہین | سمجھین گے اب وہ بات مری عمر بھر غلط
کہدو تمہین رقیب نے بولا ہے سچ کبھی | کاٹو مری زبان مین کہتا ہون گر غلط
اُٹھتی ہے دلمین ٹیس عدو کی یہ ہے درست | محبوب سے ہے شکایت دردِ جگر غلط

ثروت ڈرو اُسی سے اُسی سے رکھو امید
پہونچا سکے جز خدا کوئی نفع و ضرر غلط

کیون ہے آنکھ کا نہ تارا خط | مرے پیارے کا ہے یہ پیارا خط
ہے مری زیست کا سہارا خط | حرزِ جان کیون نہ ہو تمہارا خط
حرف ہر لفظ کے ملے ہین بہم | وصل کا کرتا ہے اشارا خط
بیقراری کا حال پڑہکے مری | کر دیا اُس نے پارا پارا خط
لطف حاصل ہے نصف ملنے کا | دیتا ہے وصل کا سہارا خط
گلِ عارض کی وہ بہار کہان | نکل آیا ہے رخپہ سارا خط
بڑہگیا کاغذون خوشی سے بدن | دیا قاصد نے جب تمہارا خط
ہے رقیبون سے نامہ و پیغام | کیون وہ پڑہنے لگے ہمارا خط

نام سنکر مرا وہ قاصد سے — بولے لانا نہ اب دوبارا خط
نہ پڑھا ایک حرف بھی اُسنے — اُلٹا قاصد کے منہ پہ مارا خط
ق
کہین دھوکے مین غیب کے شاید — نامہ بر دے گیا تمہارا خط
ورنہ ایسی کہان مری قسمت — کہ لکھین آپ ایسا پیارا خط
لاؤ دشمن کے نام سے لکھون — کاش پڑہ لے وہ ماہ پارا خط

شبِ وصلت کے شوق مین ثروت
لکھے اکدن مین انکو گیارا خط

غیرون کے نام بھیجتے ہو بار بار خط — اکبار لکھہ کر بھیجو ہمین بھی تو یار خط
کیا ناز کا مقام ہے نکلا جو یار خط — مثلِ خزان ہے دشمنِ حسنِ عذار خط
رازِ نہان کسی پہ نہ کُھل جاے نامہ بر — دینا نہ آگے غیر کے تو زینہار خط
ہمسے تو ترکِ خط و کتابت محال ہے — بھیجے نہ ہمکو گو وہ تغافل شعار خط
ابتک جواب وانسے نہ آیا سبب ہے کیا — پہنچا نہین ہے کیا مرے پروردگار خط
کہاے جو زہر دیکھکے سبزہ تو کیا عجب — لایا ہے سبز رنگ پہ کیسے بہار خط

بھیجےگا وہ جواب نہ ثروت کبھی تمہین
تم لکھہ کے اسکو شوق سے بھیجو ہزار خط

ردیف ظاے معجمہ

ہے عجب بادہ با مزا واعظ — ہاے تو نے نہین پیا واعظ
تھی جو کہنی وہ کہہ چکا واعظ — اب تو لِلّٰہ یان سے جا واعظ

ہین جو زاہد و پارسا واعظ
یہ نصیحت انہین سنا واعظ

میکدہ مین جو تو نہ تہا واعظ
کیا کہون کیا مین خوش ہوا واعظ

دل تو اُس بت کو دیدیا واعظ
اختیار اپنا کیا رہا واعظ

آپ تشریف کیون یہان لائے
کہئے تو اپنا مدعا واعظ

مین نے اُس شمع بزم خوبی سے
لو لگائی تو جلگیا واعظ

ہے خدا انکا بخشنے والا
تو نہ میخوارونکو ڈرا واعظ

دیکھہ پایا جو اُسکے کوچہ کو
خلد کو بہول جائے گا واعظ

عشق قسمت مین تہا ازل سے لکھا
ہے قصور اس مین اپنا کیا واعظ

جائیگا صاف بہول چارون قل
شورِ قلقل اگر سنا واعظ

خبر تیری نہین جو ابکی بار
مے کو تو نے بُرا کہا واعظ

حورون کا ذکر جب کیا تو نے
مجکو وہ یاد آگیا واعظ

ہو چکا ترک عشق ثروت سے
لاکھہ وعظ اُسکو تو سنا واعظ

نہو گا یار نہو گی شفا خدا حافظ
کہ عشق کا ہے مرض لا دوا خدا حافظ

وہ آئے میری عیادت کو اور یہ کہکر گئے
نہ کار گر تمہین ہو گی دوا خدا حافظ

کیا ہے سیر چمن مین رقیب کو بھی شریک
یہ آج اور نیا گل کھلا خدا حافظ

اسی مین روکون کہ تہامون اُسی غضب مین ہون
نہ دل ہے قابو مین نے دلربا خدا حافظ

علاج حضرتِ عیسی سے ہو چکا تیرا
بس اب مریضِ محبت ترا خدا حافظ

نظر اُٹھا کے کدھر دیکھئے وہ دیکہین گے
گریگی کسپہ یہ برقِ بلا خدا حافظ

خدا ہی ہے جو رہا ہی ہو اس بلا سے اُسی
کسیکی زلف مین دل پھنس گیا خدا حافظ

خدا کا واسطہ دینے پہ بہی نہین منتا
یہ روٹھنا ہے تو اے بیوفا خدا حافظ

اِس آنی جانی مین اک روز جان جائیگی
دل اُسکی بزم مین پہر لیچلا خدا حافظ

سوال بوسہ کیا تہا تو کیا بُرائی کی
ذرا سی بات پہ تم ہو خفا خدا حافظ

غرور حسن سے یہ بہی کہا نہ چلتے وقت
کہ خیر جاتا ہے ثروت تو جا خدا حافظ

ردیف عین مہملہ

ہے کل سے سوزش دل درد جگر شروع
آثار مرگ ہجر مین ہین سر بسر شروع

کیا عہد تہا کسی سے کیا یاد کر ذرا
پہر ظلم ہو گئے مرے بیداد گر شروع

گلشن مین آج آمد گلرو کی دہوم ہے
ہان عندلیب نغمۂ جان بخش کر شروع

زاہد نہ اُٹھے پہر کبہی رندونکی بزم سے
ہو جاے وعظ قلقل مینا اگر شروع

تقدیر سے گلا ہے کہ آئی تہی یار کے
ہے شام ہی سے نالۂ مرغ سحر شروع

اُس شعلہ رو کی یاد مین بچنا محال ہے
دل جل چکا تو اب ہوا درد جگر شروع

کس منہ سے بیوفا اُنہین کہتے تہے مجہسے آپ
جانا کیا پہر آپنے غیرونکے گہر شروع

تہک کر تری تلاش مین دم بہر لیا جو دم
دیوانے کو ہوا ترے دوران سر شروع

ثروت کے شعر سنکے یہ کہتے ہین نکتہ دان
اکبار پڑہ کے کیجیے بار دگر شروع

ردیف غین معجمہ

گل اپنی قبر کا ہوا اسے صبا چراغ
سو آندھیان چلین یون ہی جلتا رہا چراغ

نبد آنکھہ کی تو دیدۂ دل اپنا کھلگیا
اک بجھگیا تو جلنے لگا دوسرا چراغ

جسطرح آگے ماہ کے جگنو کی ہو چمک
یون جلوہ گر ہین پیش رخ دلربا چراغ

کچھہ روشنی سی آج ہے چلمن کی اُسطرف
حیران ہون یار کا رخ روشن ہے یا چراغ

ہے یہ مثال تیرے مریض فراق کی
جیسے ہوا مین ہو کوئی جلتا ہوا چراغ

گیسو کے آگے مجھپہ ترے رخ کی کیا چلے
کیونکر جلیگا کالی کے آگے بھلا چراغ

آہین جو کین تو داغ جگر کا چمک اٹھا
آندھی مین اور ہو گیا روشن سوا چراغ

انگڑائی لیکے انکا وہ کہنا وصال مین
نیند آرہی ہے سوتے ہین ثروت بجھا چراغ

وہ اور آئیگا قاصد بیان دروغ دروغ
ہزار مین کہون سے یہ بیان دروغ دروغ

یہ راز عشق کا ہوگا عیان دروغ دروغ
ہمارے بس مین ہو گی زبان دروغ دروغ

جو ذکر غیر کیا مین نے ہنسکے فرمایا
سنا ہے تمنے جو کچھہ مہربان دروغ دروغ

ہے بیگناہون کا خون آشکار لب سے ترے
کہے جو کوئی کہ ہے رنگ پان دروغ دروغ

جو راست راست بھی کہتا ہو کوئی حال مرا
تو کہتا ہے وہ بت بدگمان دروغ دروغ

دوا کرا اپنی یہ کیا کہہ رہا ہے تو قاصد
وہ آئین میری عیادت کو یان دروغ دروغ

وہ رشک ماہ شب وعدہ آچکا ثروت
فلک اور آپ پہ ہو مہربان دروغ دروغ

ردیف حرف فا

جب سے دل مائل ہوا ہے زلفِ پیچانکی طرف
ہو لی ہے ہر اک بلا نازل مری جان کیطرف

دل مرا جاتا ہے یون اس زلفِ پیچانکی طرف
جیسے یوسف کو لیے جاتے ہون زندان کیطرف

مدعی نے آج کیا پکڑا ہے دامن یار کا
ہاتھ میرا بڑھ رہا ہے کیون گریبان کیطرف

دیکھ لے کوئی اگر اس چہرۂ پرنور کو
پھر نہ دیکھے حشر تک مہرِ درخشان کیطرف

بلبلو سر پر اٹھا لو چہچہون سے باغکو
آج جاتا ہے وہ رشکِ گل گلستان کیطرف

مجکو ڈانوا ڈول پھرتا دیکھکر کہتے ہین وہ
ہے یہ مائل بوسۂ چاہِ زنخدان کیطرف

دیکھ پائیگا اگر واعظ ترا حسن و جمال
آنکھ ڈالیگا نہ ہرگز حور و غلمان کیطرف

میری دلجوئی پہ مائل ہین وہ زلفین شکر ہے
ابتو ہندو ہوگئے ثروت مسلمان کیطرف

ہونے دو ہے خدائی اگر یار کی طرف
اللہ بس ہے عاشقِ ناچار کی طرف

عاشق کی ہے نگاہ رخِ یار کی طرف
وہ دیکھتا ہے پیار سے اغیار کی طرف

پھر کر وہان سے آتا ہون کسطرح دیکھیے
دل لیچلا ہے کوچۂ دلدار کی طرف

منہ کس ادا سے پھیر لیا ہنس کے یار نے
مائل ہوا جو بوسۂ رخِ یار کی طرف

خود مین نے اپنے قتل کا سامان کیا ہے آج
جاتا ہون آج اس بتِ خونخوار کی طرف

ہے انتظار آمدِ جانان زبسکہ آج
آنکھین لگی ہین روزنِ دیوار کی طرف

اب رند کہہ رہے ہین یہ قدرت خدا کی ہے
کیا جائین ایسے زاہدِ میخوار کی طرف

ثروت نہ ہو گناہون سے اندیشناک تم

رکھو نظر عنایتِ غفار کی طرف

ردیف قاف قرشت

جا کر پڑھا کسی سے نے جو میرا کلام شوق
بولے یہ ہے کسیکی طرف کا پیام شوق

بگڑے عجب ادا سے سنا جب پیام شوق
منہ پھیر کر وہ کہنے لگے لو نہ نام شوق

بیتاب ہو کے بوسۂ رخسار لے لیا
ایسا ہمارے دلمین ہوا ازدحام شوق

زاہد بھی اُسکو دیکھ کے بیخود سا ہو گیا
بیچارہ کیا کرے کہ یہ ٹھیرا مقام شوق

قاصد مجھے جواب ملا تجکو گالیان
لایا زبان پہ سامنے کیون اُسکے نام شوق

پاس آ کے بیٹھنا نہ گوارا ہوا کبھی
کسدن کیا حضور نے مجھسے کلام شوق

دیدو خود ایک بوسہ ہمین ہے اسی مین خیر
اب چھوٹتی ہے ہاتھ سے ورنہ زمام شوق

کتنے ہی بوسے عارضِ جانان کے لیجیے
ثروت نہو سکیگا کبھی اختتام شوق

جبسے اُس بت سے ہو گیا ہے عشق
ہمنے جانا کہ بد بلا ہے عشق

پڑ چلا ابتو صبر عاشق کا
اُنکو دشمن سے ہو چلا ہے عشق

اُسکی کاکل کا دل سے ہے دیوانہ
ہائے کافر سے ہو گیا ہے عشق

زیست سے ہے اسمین موت سے بدتر
کیا بتاؤن مین تمکو کیا ہے عشق

جسکو آشوبِ دہر کہتے ہین
ایک حسن اور دوسرا ہے عشق

ہو نہ دشمن بھی مبتلا اس مین
موت الفت ہے اور قضا ہے عشق

ہمکو پوچھے گا اب وہ کیا ثروت

غیر سے یار کو ہوا ہے عشق

دیجو کسی بشر کو نہ اے کردگار عشق
دشمن ہے دین و دل کا یہ کافر شعار عشق

اللہ ری بدگمانی ہماری کہ روز حشر
سمنے خدا یہ بہی نکیا آشکار عشق

تو اور اُسکے ظلم اُٹہائے خدا کی شان
چل بوالہوس زیادہ نہ مجھسے بگہار عشق

کہنے کو تہا مین تم ہو مریجان کے عدو
منہ سے نکلگیا مرے بے اختیار عشق

زاہد بغل سے دور کرین کیسے جام مے
رکہتے ہین دخت رز سے بہت بادہ خوار عشق

ہمتو قسم خدا کی بتونکو ندین گے دل
جاہے ستائے جاہے کرے بیقرار عشق

معلوم ہے جو قیس سے اسنے کیا سلوک
ثروت نکر خدا کے لئے زینہار عشق

ردیف کاف عربی

انہین ذکر عاشق سے نفرت ہے یانتک
کہ سنتے نہین قیس کی داستان تک

ستالین مجھے آپ چاہین جہانتک
مین مجرم ہون گر لب پہ آئے فغانتک

پہر اے ہمدم آگے مقدر ہے میرا
خدا کے لئے مجکو لیچل وہانتک

اثر کچہہ دکہا جذب دل کیا غضب ہے
نہ وہ آئین یانتک نہ مین جاؤن وانتک

ہین اک وہ کہ رہتے ہین صحبت مین اُسکی
اور اک ہم کہ جاسکتے نہین آستانتک

نہ مانون گا بوسے لئے ہین کسی نے
ہین گالون پہ باقی مریجان نشانتک

ہمین سوز الفت نے ایسا جلایا
کہ منہ سے نکلنے لگا اب دہوانتک

کہا عشق نے یہ ادب کی جگہ ہے
کبہی اُسکا شکوہ جو آیا زبانتک

اثر ان بتون پر نہین کرتے ورنہ
پہونچتے ہین نالے مرے آسمانتک

خدا کے لیے عشقِ خوبان سے باز آ
نصیحت کرون تجکو اے دل کہانتک

حقیقت ہے کیا مال و دولت کی پیارے
مین تجہپر تصدق کرون نقد جانتک

دکھا دے اثر جذبِ دل اب تو ایسا
کہ وہ ڈہونڈہتے مجکو آئین یہانتک

اٹھایا نہ آزردگی ہی کا صدمہ
سنین عشق مین آپکے گالیان تک

برآئیگی امید کیا اُس سے ثروت
نہ نکلی کبھی منہ سے جس بت کے ہانتک

تو مراد دل دکھائیگا کب تک
ساتھ غیرون کو لائیگا کب تک

بخت میرے جگائیگا کب تک
ساتھ اپنے سلائیگا کب تک

جور مجہپر کیا کرے گا تو
اے ستم کیش پر جفا کب تک

کچھ جفا کی بھی انتہا آخر
آئیگا - یا - بلائے گا کب تک

گھر مین بے اذن اونکے جا نہ سکا
آستان پر کھڑا رہا کب تک

غیر بنکر بلائین گے اُسکو
دیکھتے ہین نہ آئیگا کب تک

صبح ہونیکو آئی من جاؤ
اے مری جان روٹھنا کب تک

تم جو کہتے ہو ہم نباہین گے
دیکھین ہم بھی تو ہان ہلاکیتک

یا الٰہی عدو سے ہنس ہنس کر
ہمکو وہ بت رولائیگا کب تک

دل تو بس مین نہین رہا ثروت
نکرون عرض مدعا کب تک

ردیف کاف فارسی

جب سے وہ شوخ تند خو رہنے لگا الگ الگ
رہنے لگے دل و جگر ہو کے خفا الگ الگ

وصل کی شب بھی یا نصیب جانہ سکا ترے قریب
رعب نے ترے حسن کے مجکو کیا الگ الگ

مین نے بلائین یار کی پیار سے لین جو ہمدمو
پھیر کے منہ کو ناز سے کہنے لگا الگ الگ

ہوگا نہ کوئی یار سا خود غرض اور بیوفا
دل بھی دیا مگر سدا ہمسے رہا الگ الگ

غمزۂ عشق پا چکے سیکڑون ظلم اٹھا چکے
اب تو نہ عاشقون سے رہ بہر خدا الگ الگ

بزم مین اُسکے کیون گیا ہائے یہ کیا غضب کیا
لیگئے جان و دل مرا ناز و ادا الگ الگ

ثروت اُسے نہ آیا رحم حال پہ تیری قہر ہے
زخم دل و جگر وہ بت دیکھ چکا الگ الگ

ردیف لام

چرا کر ہائے کوئی لیگیا دل
مرا نازون کا پالا باوفا دل

بتاؤن کیا تمہین کسکو دیا دل
وہی سمجھے کہ جسنے لیلیا دل

نہین کچھ مفت کا ظالم مرا دل
اگر دیتا نہین بوسہ تو لا دل

غضب آیا الٰہی خیر کرنا
پھر اُس کوچہ مین مجکو لیچلا دل

لگائی غیر نے وان اونکے مہندی
یہان ہاتون کو ملکر رہگیا دل

اوٹھائے صدمۂ فرقت جو مین نے
اُسے مین جانتا ہون یا مرا دل

مجھے بیدل جو دیکھا تو وہ بولے
الٰہی کس نے اِسکا لیلیا دل

تمہین یون بیوفا سمجھا نہ تھا مین
عنایت کیجے مجھکو مرا دل

گذرتی ہے تڑپتے لوٹتے رات
نہ آنکھ اک دم لگی جب سے لگا دل

دوپٹے مین چھپا رکھا ہے تمنے
لگاہین کہہ رہی ہین ہے مرا دل

کیا شکوہ جفا و انکا تو بولے
ہلا پھر تمنے ہم کو کیون دیا دل

تمہین جانیدو اپنا پاس ہی کیون
کہین ہوتا ہے پہلو سے جدا دل

نکر بک بک کے ناصح مغز خالی
لیا کیا تیرا گر ہمنے دیا دل

عجب یہ رسم الٹی ہے کہ ثروت
گیا جب دل تو سمجھے آگیا دل

بیوجہ کچھ نہین ہے مجھے انتشار دل
الجھا ہے پھر تجھے نہ کہین زلف یار دل

تجھپر کرون نثار اگر ہون ہزار دل
لیلون جو کوئی دے مجھے پیارے دو چار دل

ناراض ہو کہین نہ بت تند خو مرا
محشر مین تو خدا کو نہ ہرگز پکار دل

بیساختہ زبان سے مرے اف نکل گئی
اس درد سے کراہا شب انتظار دل

رسوا یہ انکا لطف ہمین کو ملا ہے کچھ
منسوب اسکے ساتھ تو ہے شرمسار دل

اللہ رے انتظار نہ آئے وہ رات بھر
اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہی رہا بار بار دل

ناوک نے چٹکیون نے اشارہ کیا ہے کیا
سینے مین ہو گیا جو مرے بیقرار دل

خالی نہ جاے وار کہ رکجاے دست ناز
پھر لو یہ ایک ہاتھ کہ ہے بیقرار دل

قربان تیری شوخی و انداز و ناز کے
وقت وصال بھی تو رہا بیقرار دل

ہے ڈر کہ آپکو نکرے مضطرب کہین
رکھیے نہ اسکو پاس کہ ہے بیقرار دل

ثروت وہان وہ شاد ہین آغوش غیر مین

ناحق ہے اُنکے واسطے یان بیقرار دل

یہ کہکر لیلیا مجھسے مرا دل
کوئی کیون چھوڑ دے ملتا ہوا دل

غضب کی آنکھہ تھی اُس فتنہ گر کی
نظر ملتے ہی پہلو مین نہ تھا دل

بتائین کیا تمہین خاموش کیون ہین
اداؤن نے تمہاری لیلیا دل

مجھی سے لیکے مٹھی مین چھپا یا
مجھی سے پوچھتے ہین کیا ہوا دل

اسے جوڑے مین اپنے کسکے رکھو
ستائیگا تمہین ہے چلبلا دل

ترے نقش قدم کی شوخیون پر
مرا بس بس گیا مٹ مٹ گیا دل

جہان دیکھا حسین دنیا مین کوئی
اُسی پر آگیا بیساختا دل

مرے آغوش مین آکر وہ بولے
بڑا تقدیر والا ہے ترا دل

کرین دشمن تمہارے غم کسیکا
بلا سے جائیو جاتا رہا دل

کسیکے حسن پر صدقے ہوئی جان
جوانی پر کسیکے مر مٹا دل

بہت مشکل ہے بچنا اُس نظر سے
کہ اُس نے دیکھہ پایا ہے مرا دل

یہ ہے بے رحم ایسا وصل کی شب
نہین سنتا کسی کی التجا دل

کسی کروٹ قرار آتا نہین ہے
یہ بجلی ہے مرے پہلو مین یا دل

یہ بیتابی نہین بیوجہ ثروت
کسی پر آگیا ہے آپ کا دل

مرا دل نہین ناز اوٹھانیکے قابل
کوئی اور ڈھونڈو ستانیکے قابل

غضب ہے وہان ہم نہ جانیکے قابل
نہ وہ یان کسی طرح آنیکے قابل

میری وحشت آکر سر بام دیکھو
یہ ہے سیر تمکو دکھانیکے قابل

کہین جا گے ہین دیکھین کیونکر ادہر کو — یہ آنکھین نہین ہین ملانیکے قابل

وفا ہے رقیبون سے ہم پر جفا ہے — ہمین کیا ہین ظالم ستانیکے قابل

غرور اور اُسکو نہو حضرتِ دل — نہین ہے وہ الفت جتانیکے قابل

گذرتی ہے جو ہجر مین کچھ نہ پوچھو — مری جان نہین دل دکھانیکے قابل

لئے تیغ ہو تم رقیب اور مین ہون — یہی وقت ہے آزمانیکے قابل

یہ دل جب پہ آکر گرا کوہ فرقت — کہان ہے ترے ناز اوٹھانیکے قابل

بھری عشق سے نہ ہے غزل تیری ثروت
ہے اُس بیوفا کے سُنانیکے قابل

ANIA UNIVERSITY
LIBRARY
YDERABAD-7

اللہ زلف مین نہ کیسکی ہپنسائے دل — آکر پڑے نہ جان حزین پر بلائے دل

سمجھے گا اپنے چاہنے والونکی کچھ تو قدر — اے کاش غیر ہی پہ ستمگر کا آئے دل

تصویر اپنی دیکھ رہے ہین بغور آپ — ڈرتے کہین نہ آپکا اپنے پہ آئے دل

دل خود ہوا ہے جا کے گرفتار دام زلف — کیا کوئی دام زلف سے اپنا چھوڑائے دل

مسی جما کے پان اگر آپ کھائیے — آنکھونکی راہ خون کی ندی بہائے دل

ایمان و دولت و دل و جان ہین سب گئے — آیا مگر پسند نہ اُسکو سوائے دل

آئے کسی پہ آپ کا دل بھی خدا کرے — کرتے پھرو ہماری طرح ہائے ہائے دل

خلوت مین وقتِ شام بلاؤ اگر ہمین — تا صبح خوب تمکو کہانی سنائے دل

دل سے نہ تو ایک دن نہ تمہارا کہا کیا
تم مفت جان کھوتے ہو ثروت برائے دل

لے ہی گیا وہ کہا کے ادا گلعذار دل — رکھا اگرچہ ہمنے چھپا کر ہزار دل

کہا کہا کے گل ہوا ہے عجب داغدار دل
سینے پہ رکھکے دست حنائی وہ ناز سے
دیکھو تم آکے سیر کہ ہے پر بہار دل
کتنا کسی کا اب تو نہین بیقرار دل
کیسے یقین ہو آپکی صیاد ہی نگاہ
دیکھین تو آپ کرتے ہین کیونکر شکار دل
روز ازل ہین سے بڑی چوک ہو گئی
افسوس ہے لیا بہی تو پر اضطرار دل
اب تم تو دلربائی مین مشاق ہو چلے
لائینگے ہم کہان سے مریجان ہزار دل
بیٹہو جو آکے تم مرے آغوش شوق مین
پیارے ہزار جان سے ہو تم پہ نثار دل
شانہ کیا عدو نے وہان اونکی زلف مین
الجہن مین رات بہر رہا یان بیقرار دل
ہم تو کلام ہی کبہی کرتے نہ آپ سے
پر کیا کرین ہمارا ہے بے اختیار دل
رکہو حجاب طاق پہ ایجان وصل مین
ملجاؤ آؤ سینے سے ہے بیقرار دل
گیسو پڑے ہین یار کے شانے پہ غیر کے
کیون چاک چاک ہو نہ مرا شانہ وار دل

ثروت کو ہو نہ رنج کبہی بہر مصطفےٰ
رکہہ شاد اوسکا اے مرے پروردگار دل

ردیف میم

جان و دل اک بوسہ پر تمکو صنم دیدینگے ہم
ہے گرہ مین اپنے جو کچہہ یکقلم دیدینگے ہم
تار اشکو لگا نہ ٹوٹے ہجر مین اے چشم تر
خون دل تیری مدد کو یکقلم دیدینگے ہم
سر تہ خنجر ہو اور سینہ پہ ہو زانوئی یار
شوق سے اسطرح جانِ پر الم دیدینگے ہم
دیکہہ لو اکدن محبت کی نظر سے پہر ہمین
عمر بہر کو رخصت جور و ستم دیدینگے ہم
ہر طرح مطلب نکالینگے ہم اپنا عشق مین
جان دیدینگے بتونکو خواہ دم دیدینگے ہم

یہ نگاہِ دلربا اور یہ اداے جانستان / کسطرح تمکو نہ جان و دل بہم دیدینگے ہم

گر نہین رکھتے زمین پر پاؤن جب آؤگے تم / فرش آنکھین کرینکو زیر قدم دیدینگے ہم

بوالہوس کیا جان دیگا تمکو ای جانِ جہان / یہ ہمین ہین جو کہے جاتے ہین ہم دیدینگے ہم

سر اٹھائینگے جو ثروت تو باقبال حضور / دشمنون کا سر تہِ تیغ دودم دیدینگے ہم

جب کہا ہمنے تمہین دل سے صنم دیدینگے ہم / پھر یہ بولے کہو کہا کر قسم دیدینگے ہم

کہتے ہین آجائیگا تیرا جنازہ گر نظر / بے تامل چلکے کاندہا دو قدم دیدینگے ہم

اور تھوڑی رات ہے باقی نہ گھبرا اے قمر / گھر کے جانیکی اجازت صبحدم دیدینگے ہم

دل ہمارا ہے کسیکا اسمین کیا ہے اختیار / لاکھ مین کہدین کہ ہان دینگے ہم دیدینگے ہم

کہتے ہین ہرگز نہ گھبرانا ہمارے ہجر مین / دے لگے بہلانیکو تیرے درد و غم دیدینگے ہم

شکل زیبا اب تو دکھلادے خدا کیواسطے / ورنہ اس حسرت مین اب اپنا دم دیدینگے ہم

فایدہ کیا گریہ و زاری سے بس وہ دل چکے / جان بھی رو رو کے گرا ے چشم نم دیدینگے ہم

حضرتِ دل سے نہایت تنگ ہین ہم آجکل / مفت بھی لوگے تو تمکو اے صنم دیدینگے ہم

دین و ایمان و دل و جان ہین اسی دنکے لئے / تو جو مانگیگا ترے سر کی قسم دیدینگے ہم

ہنس کے فرماتے ہین گو کچھ حق نہین ثروت ترا / بوسہ مانگیگا تو ازراہ کرم دیدینگے ہم

میرے پہلو مین جو وہ رشکِ قمر ہے اسدم / اسکے جلوے سے منور مرا گھر ہے اسدم

بیحجابانہ گلے سے مرے لگ جاؤ ذرا / کس کا ایجان تمہین خوف و خطر ہے اسدم

مژدۂ وصل کوئی اسکا سنادے مجکو / حال فرقت مین مرا نوع دگر ہے اسدم

بوسۂ سیبِ ذقن دے ہمین ای رشکِ مسیح | لب پہ آئی ہوئی یہ جان مگر ہے اسدم
اشک کیون بہتے ہین کیون آہ و فغان ہے لب پر | مرگ اغیار کی کیا آئی خبر ہے اسدم

سرد ہو جائین جو دشمن تو عجب کیا ثروت
اُنکے آنیکی یہان گرم خبر ہے اسدم

شب کم ہے بہت وصل مین جھگڑا نکرو تم | للہ شبِ وصل تو روٹھا نکرو تم
سوتے ہوے فتنے کو جگانا نہین اچھا | پازیب کی جھنکار سنایا نکرو تم
اس کہنے کے قربان اُسی ناز سے ہنسکر | پھر کہنا ہمین پیار سے دیکھا نکرو تم
ہو جاے لڑائی نہ کسی سے مجھے ڈر ہے | دشمن سے بہت آنکھ لڑایا نکرو تم
دیکھو نہ اُٹھین بیٹھے بٹھائے کہین فتنے | پہلو مین رقیبون کو بٹھایا نکرو تم
اغیار سے ہنس ہنسکے مریجان سرِ محفل | یون عاشقِ مضطر کو رولایا نکرو تم
ہان پیار کی آنکھون سے محبت کی نظر ہو | غصے سے ہمین آنکھین دکھایا نکرو تم
یون سیتلے حیا کے نہ بنو آج تم ایجان | عاشق سے شبِ وصل مین پردا نکرو تم
ہم جانتے ہین خاک نہین دل مین محبت | منہ دیکھے کی الفت تو جتایا نکرو تم
پاس اُنکے مین روتا جو گیا ہنسکے وہ بولے | طوفان یہان نوح کا برپا نکرو تم

انصاف کرو دل مین یہ کیا رسم ہے اُلٹی
ثروت تمہین چاہے اُسے چاہا نکرو تم

ساقیا بھر دے لگا لین منہ سی پیمانے کو ہم | دینگے جی بھر کر دعائین تیرے میخانہ کو ہم
یہ جبین سے ہے شانہ بنا کر اس دلِ صد چاک کا | بھیجدین اُس کاکلِ پیچان کے سلجھانیکو ہم
ہمپہ جو صدمے گذرتے ہین نہ پوچھو جانِ جان | جان جانا جانتے ہین دے لگے آجانیکو ہم

کیا غضب ہے غیر تو زلفین چہوئے ہم ہون اسیر
جرم سرزد ہو کسی سے ہون سزا پانیکو ہم

بے ترے دیکھے نہ آئیگا یہ ہرگز ہوش مین
دیکھہ آئے آج جاکر تیرے دیوانیکو ہم

ہم تو سمجھے دل سمجہتا ہی نہین کہنا ترا
کس طرح سمجہائین ناصح ایسے دیوانیکو ہم

وصل مین بہی ہے یہ اک دلکے ستانیکا طریق
جانتے ہین خوب ظالم تیرے شرمانیکو ہم

دلمین باندہے رہتے ہین اُس بت کے جلویکا خیال
رکہتے ہین روشن ہمیشہ اپنے کاشانیکو ہم

دلکی دہڑکن کا برا ہو ہوگیا اُٹھنا محال
مستعد بیٹھے تھے اے ثروت وہان جانیکو ہم

کہو گیا دل کہان خدا معلوم
تمکو ہے اے بت پتا معلوم

جب کہا مین نے تجپہ مرتا ہون
ہنسکے کہنے لگے وہ کیا معلوم

دل لگایا تہا دل لگی کے لئے
یون ستاؤگے تم نہ تہا معلوم

دل ترا بہی کسی پہ آجائے
پہر ہو تجکو بہی ناصحا معلوم

دلِ مضطر پہ ہاتہ رکہکے کہا
کچہہ ہوا تمکو فائدہ معلوم

ہوتی ہے دلسے دلکو راہ ضرور
حال تمکو نہین مرا معلوم

جب ملیگا نہ باوفا ہم سا
تب تجہے ہوگا بیوفا معلوم

نہ ملو دیکہو اوس سے حضرتِ دل
وہ تو ہوتا ہے بیوفا معلوم

کیا چہپاتے ہو میری جان مجہسے
مدعی کا ہے مدعا معلوم

نہ چہپا رازِ عشق اے ثروت
میری صورت سے ہوگیا معلوم

ردیف حرف نون

شبِ وصلت تو گھونگھٹ روے انور سے اُٹھا بیٹھین
جو آئے ہین تو شرماتے ہین کیون کھلکر ذرا بیٹھین
نکلکر گھر سے وہ کیون بزم مین دشمن کے جا بیٹھین
مرے دلمین سما جائین مری آنکھون مین آ بیٹھین
ہزارون وار ہوتے ہین نگاہ شوخ کے ہمپر
ہزارون چٹکیان لیتے ہین اونکے پاس کیا بیٹھین
سنبھال کس لئے تلوار کیا دل مین ہے کہے تو
اگر ہو امتحان منظور ہم گردن جھکا بیٹھین
لگائین داغ ہم اپنی وفا کو بے وفا بن کر
ترے ملنے سے کیونکر ہاتھ او ظالم اٹھا بیٹھین
اُٹھا دیتا ہے جب ہر بار تو دشمن کے کہنے سے
اب اُسکے در پہ بیٹھین گے ترے کوچے مین کیا بیٹھین
ستانا ان حسینونکا نہین اچھا ہے اے ثروت
کہین ایسا نہو تم سے قسم ملنے کی کھا بیٹھین

کیون تیر یار تیری توجہ ادھر نہین
اب بھی کھو گئے آہ مین تیری اثر نہین
ہان ہان سنا سنا نہین آئی کہین سحر تم
پہلو مین دل نہین کہ ہمارے جگر نہین
بیچین دل نہین کہ پریشان نظر نہین
یہ بھی ہے جھوٹ آپ پسینے مین تر نہین

گھبرا کے بوسے مینے جو رکھی گلے پہ تیغ
بازآ خدا کیواسطے بے موت مر نہین

دل خون ہو کے بہہ گیا مدت کا ہمنشین
اشکون سے لال اب وہ مری چشم تر نہین

ناحق گھمنڈ تمکو ہے اپنی نگاہ پر
اُسکی لگاوٹون پہ تمہاری نظر نہین

ہون مبتلائے لذت انکار اس قدر
سنتا ہون بار بار اُنہین چھیڑ کر نہین

بجلی تڑپ رہی ہے گھٹا مین یہ بار بار
گھونگھٹ مین بیقرار تمہاری نظر نہین

کیا ہو گیا وہ ثروت دیدار اسے بتو
مدت ہوئی کہ حال سے اُسکے خبر نہین

ستم یار کا اظہار کرون یا نکرون
نالے دل کھولکے دو چار کرون یا نکرون

نہ وہ پاس آتا ہے میرے نہ بلاتا ہی مجھے
شکوۂ فرقت دلدار کرون یا نکرون

نہ عنایت نہ مروت نہ محبت نہ وفا
اب کہو مین گلۂ یار کرون یا نکرون

دل تو سو جان سے ہے اُسکی اداؤن پہ فدا
آنکھ کہتی ہے کہ مین پیار نکرون یا نکرون

چاہ کے نام سے تجھکو تو ہی نفرت ظالم
تری تصویر کو بھی پیار کرون یا نکرون

اپنی محفل مین تو آنے نہین دیتے مجکو
کہدو نالے پس دیوار کرون یا نکرون

صبح ہوتے ہی چلے جائینگے اٹھکر ایدل
تو بتا مین انہین بیدار کرون یا نکرون

غیر سے چاہ بھی ہے پیار بھی ہے لطف بھی ہے
شکوہ تیرا مین دل آزار کرون یا نکرون

عشق اک پردہ نشین کا ہے مرے دل مین نہان
کہو ثروت اسے اظہار کرون یا نکرون

تجھے بھی تو محو ادا دیکھتے ہین
ہم اپنا سا نقشا ترا دیکھتے ہین

ستم دیکھتے ہین جفا دیکھتے ہین
دکھاتا ہے جو کچھہ خدا دیکھتے ہین

ستانیکے انداز ہر دم جدا ہین
نئی روز طرز جفا دیکھتے ہین

نہ آیا تری طرح پیغامبر بھی
خدائی کو ہم بے وفا دیکھتے ہین

ہمین آنیوالون سے فرصت کہان ہی
کہ دن رات تانتا لگا دیکھتے ہین

وہ زلفون سے اپنی اُلجھتے ہین پہرون
اُنہین خود اُنہین سے خفا دیکھتے ہین

چلے آئین وہ آج بیچین ہو کر
اثر تیر آہ رسا دیکھتے ہین

ندامت ہے کس بات کی وصل کی شب
پسینے مین ڈوبی قبا دیکھتے ہین

یہ موج تبسم کا احسان ہے ہمپر
کنول اپنے دلکا کھلا دیکھتے ہین

جھجکتے ہین آتے ہوے پاس میرے
بہت غور سے منہ مرا دیکھتے ہین

وہ چلمن سے جلوہ دکھانے لگے ہین
اثر تجھ مین اب اے دعا دیکھتے ہین

بنائی یہ گت کسکی الفت مین ثروت
برا حال مرد خدا دیکھتے ہین

مژدۂ یار کیا نظر مین نہین
کیون کھٹک اب دل و جگر مین نہین

خبر مرگ غیر سنکے کہا
سچ ذرا سا بھی اس خبر مین نہین

وعدۂ وصل پر وہ آجائین
ایسا دن میری عمر بھر مین نہین

کس سے پوچھون مین راہ ملک عدم
جان بھی ساتھہ اس سفر مین نہین

سانچے مین ڈھل رہے ہین یہ موتی
قطرۂ اشک چشم تر مین نہین

قتل کرنے وہ آج آتے ہین
جنکے تلوار بھی کمر مین نہین

تیغ ابرو سے قتل کر قاتل
نیمچہ گر تری کمر مین نہین

کیا سمجھے اب لگی مرے دلکی
چار آنسو بھی چشم تر مین نہین

آرہا ہے کوئی عیادت کو
مٹس وہ درد کی جگر مین نہین

دیکھون کیونکر مین اونکو بے پردہ
تاب دیدار ابھی نظر مین نہین

مین نے آواز دی تو ہنسکے کہا
کوئی کہدے کہ وہ تو گھر مین نہین

کیا کرون مین ترے سوا ظالم
کوئی جنچتا مری نظر مین نہین

شام ہی سے پکارے ہے یہ پچی
آج جوبن یہ رات بھر مین نہین

کس پتے سے کوئی تجھے ڈھونڈے
نقش پا بھی تو رہ گذر مین نہین

میرے پہلو سے کیا ہوا ثروت
دل اگر انکی زلفِ تر مین نہین

کشش پیدا ہے جسکے بانکپن مین
وہی ہے ایک ساری انجمن مین

حیا آنکھون مین ڈرسی جا چھپی ہے
شرارت قہر کی ہے بانکپن مین

کہے دیتی ہین اونکی نیچی نظرین
چھپائے دل ہین زلفِ پرشکن مین

اڑائی ہین تمھاری گھاتین اُسنے
کہان یہ بات تھی چرخِ کہن مین

بناوٹ ہے ستم کی سادگی ہین
غضب کی سادگی ہر بانکپن مین

زمانا یاد ہے تم کو ہمارا
کہین ہم تھے تمھاری انجمن مین

وہ آئے ہین شبِ وعدہ یہ کہتے
کمی اب تو ہوئی دلکی جلن مین

اسی سے غیر سے وعدہ کیا ہے
نہ و جھوٹی زبان میرے دہن مین

شرارے یہ نہین اے شمعِ محفل
ہین پروانون کے دل تیری لگن مین

بہت اغیار وان کھوئے گئے ہین
بنے بیٹھے ہین بت سے انجمن مین

تسلی ہوگئی دل کو ہمارے
کن آنکھیون سے جو دیکھا انجمن مین

یہ کہتا ہے مرا شوقِ تصور چلو ہو آئین انکی انجمن مین
نگہ نیچی کیے بیٹھے ہین چپ چپ زبان گویا نہین اسدم دہن مین

گلے لگ کر کسی گل سے ہو آئے
ہے خوشبو آج ثروت پیرہن مین

ہجر کی شب ہمین قرار نہین کیا کرین تجھپہ اختیار نہین
دلکو اب تابِ انتظار نہین ختم ہوتا ترا سنگہار نہین
ہان نمانون گا بے لیے بوسہ تم کہے جاؤ بار بار نہین
ہین پریشان سب مرے غم مین زلف کیا تیری سوگوار نہین
وعدہ کرتے ہین وہ قسم کہا کر کیا کرون مجکو اعتبار نہین
داغ مرجہا گئے مرے دلکے اس چمن کی وہ اب بہار نہین
جان دین اہل عشق کس کس پر ستمون کا ترے شمار نہین

ہجر جانان ہے اور ہم ثروت
کوئی مونس نہین ہے یار نہین

نہ پوچھو جو تمہارے عاشقِ ناکام کرتے ہین سحر سے نالہ و آہ و فغان تا شام کرتے ہین
تمہارے ظلم اٹھا کر عاشقون مین نام کرتے ہین سرِ آغاز سے اندیشۂ انجام کرتے ہین
ملو سیدھی طرح مجھسے تو رسوائی جہان کیون ہو تمہارے ناز ہی صاحب تمہین بدنام کرتے ہین
نگاہِ مستِ ساقی دیکھکر جب مست ہوتے ہین عجب کچھ میکدہ مین سیر مے آشام کرتے ہین
نہ چھوڑونگا محبت یار کی انکی نصیحت سے عبث یہ حضرتِ ناصح خیالِ خام کرتے ہین
بھروسا زیست کا کیا میری کیون ابرام کرتے ہین مطلع اگر آنا ہے دن سے آئین ناحق شام کرتے ہین

بدی کرتے نہین زندونکی واعظ انکی غیبت مین
اس اپنے جبہ و دستار کو بدنام کرتے ہین

کیا شکوہ جفاؤنکا جو مین نے یاس سی رو کر
کہا ہنسکر کہ مجکو آپ کیون بدنام کرتے ہین

بلا نازل ہمارے دلپہ ساری رات رہتی ہے
خیال اون گیسوؤن کا ہم جو وقت شام کرتے ہین

مبارک بندہ ہواے حضرت دل مرو آخر ہین
جو کچھہ کرتے ہین وانا سوچکر انجام کرتے ہین

یہ بت تیغ نگہ سے اے کیا کیا کام کرتے ہین
جدہر جاتے ہین خون راحت و آرام کرتے ہین

گلے مین ڈالکر زنار جاتے ہین وہان عاشق
اسی صورت سے یہ ثروت بتونکو رام کرتے ہین

گر کہیے تمکو پاس محبت ذرا نہین
تو کہتے ہین کسیکو نہین ہمکو کیا نہین

اس ظلم پر بہی تمسے مجھے کچھہ گلا نہین
پہر بہی کبہی کہوگے کہ تو باوفا نہین

پوچھا جو مین نے دل مرا لوگے کہا کہ ہان
مینے کہا کہ بوسہ ملیگا کہا نہین

تم آؤ یا نہ آؤ بلا سے ہمین بہی اب
مطلب نہین غرض نہین کچھہ مدعا نہین

ملتے ہین دشمنون سے مگر مجہسے کہتے ہین
تیرے سوا کسی سے مجھے واسطا نہین

خود گالیان سنائین مجھے خود بگڑ گئے
مین نے تو کچھہ زبان سے اپنی کہا نہین

اس نازنین کا عرش پہ کیونکر نہ ہو دماغ
چلتا ہے اور زمین پہ کوئی نقش پا نہین

معشوق ہین بہت بت بیداد گر مگر
عاشق پہ اپنے یون کوئی کرتا جفا نہین

مین پاؤن پر گرا تو کہا اسنے ناز سے
ثروت مین تیرے سر کی قسم کچھہ خفا نہین

ہر گھڑی اضطراب ہے دلمین
وہی خانہ خراب ہے دل مین

ہر طرف میکشون کا مجمع ہے
کیسا زاہد کباب ہے دل مین

ہجر مین آپکے خدا کی قسم
نہ تو طاقت نہ تاب ہے دل مین

شیخ بھی اُسکو پیار کرنے لگے
ابھی جوشِ شباب ہے دل مین

بولے وہ بیحساب کر کے ستم
خوفِ روزِ حساب ہے دل مین

روئے جاناں کی یاد اسمین نہین
جلوۂ ماہتاب ہے دل مین

آئے کیونکر خوشی یہان ثروت
عشق خانہ خراب ہے دل مین

جانیکا قصد یار کے گھر کچھ مرا نہین
پر کیا کرون کہ دل تو مرا مانتا نہین

ملجائیگا سراغ جدہر کو وہ جائینگے
کیا اُنکے نقشِ پا مجھے دینگے پتا نہین

بولے وہ وصل مین مجھے کہتا تہا سنگدل
ظالم تو اپنی سنگدلی دیکھتا نہین

مر کر بھی تو نہ جائیگا دل سے مرا خیال
معلوم ہے کہ روح کو میری فنا نہین

خاموش کیون ہو حضرتِ دل نالے کیجیے
یہ جاگنا ہے ہجر کا کچھ رتجگا نہین

آ آگیا مزا اُنہین اصرارِ وصل پر
کہتے ہین پہر کہو ابھی ہمنے سنا نہین

ثروت سے دلکو دیکھ کے کہتے ہین ہنسکے وہ
کیون یہ بھی کیا تمہارا کہا مانتا نہین

آپ غیرونکو منہ لگاتے ہین
اور پھر ہمکو منہ دکھاتے ہین

دل ہے جوڑ ہین یا گلاب کا پھول
کیون وہ پھولے نہین سماتے ہین

شب کی باتین جو یاد آئی ہین
رو دیتے ہین چہپے جاتے ہین

میری صورت کو دیکھکر دمِ قتل
ہاتھ قاتل کے تھرتھراتے ہین

بے سبب کچھ ہنسی نہین میری
دلمین بیٹھے وہ گدگداتے ہین

جب سے دیکھا ہے ابرائے واعظ
پاؤن توبہ کے لڑکھڑاتے ہین

مر گئے پر بھی ہمکو چین نہین
اور بھی اب وہ یاد آتے ہین

آہی جائینگے وہ کبھی ثروت
آپ کیون ایسے تلملاتے ہین

مسکرا کر دلِ نالان کو جلا دیتے ہین
ہے غضب آگ وہ پانی مین لگا دیتے ہین

کشتۂ ہجر کو فی الفور جلا دیتے ہین
زلف شکین جو دم نزع سونگھا دیتے ہین

بد زبانی کا وہ جب رنگ جما دیتے ہین
ایک کہتا ہون تو سو مجکو سنا دیتے ہین

باندہ کر زلف مین لٹکا دئے ہین دلکو میرے
بیخطا اسکو وہ پھانسی کی سزا دیتے ہین

کہتے ہین وہ تجھے گھر اپنے بلاؤن کیونکر
تیرے نالے تو مرے ہوش اڑا دیتے ہین

آتے ہی گھر مرے کہتا ہے کہ لو جاتا ہون
یہی انداز تو ظالم کے مزا دیتے ہین

پوچھتے کیا ہو کہ ہے کیسی طبیعت ثروت
جیتے ہین آپ کو ایجان دعا دیتے ہین

وہ خوبی ہے مرے گل پیرہن مین
کہ چرچے جسکے ہوتے ہین چمن مین

وہی کہتے ہو جو کہتا ہے دشمن
زبان کیا اسکی رکھ لی ہے دہن مین

نہین آسان جوئے شیر لانا
پڑا رعشہ ہے دستِ کوہکن مین

کئے جاتے ہین وہ گرمی پہ گرمی
کمی ہو کیا مرے دلکی جلن مین

ندیکھو آئینہ للہ دیکھو
نہ یکتائی رہیگی بانکپن مین

مین کشتہ ہون کسی گل پیرہن کا
لگاؤ عطرِ گل میرے کفن مین

نکل بھاگے دلِ وحشی تو کیا ہو
گرہ دو کسکے زلف پرشکن مین

مجھے آتے ہین بیٹھے بیٹھے چکر
مزا غربت کا ملتا ہے وطن مین

تمہین سے کیون مخاطب ہون وہ ثروت
اونکے کیا تمہین ہُوا انجمن مین

سوال وصل جو ہم اُن سے ایکبار کرین
نہین نہین وہ بگڑ کر ہزار بار کرین
گلہ یہ عہدہ خلافی کے وہ یہ کہتے ہین
ہماری بات کا کیون آپ اعتبار کرین
بتونکی سنگدلی اور جائیگی تو یہ
ہزار عجز کرین لاکھ انکسار کرین
نہین نہین تو دلا اونکی بات بات مین ہر
ہم اپنی جان کس امید پر نثار کرین
ہم اُسکے عشق سے ناصح نہ باز آئین گے
اگرچہ منع ہمین آپ لاکھ بار کرین
کہان نصیب ہے ایسا کہان مقدر ہے
گلے لگا کے جو ہم اُس پری کو پیار کرین
صفائی آپ سے دم بھر مین آج ہو جائے
حضور دل سے ذرا دور اگر غبار کرین
ہم اور شکوہ وصلِ عدو کرین اونسے
یہ ہم سے ہو نہین سکتا کہ شرمسار کرین
بڑی خطا ہوئی حور آپکو جو مین سمجھا
قصور عفو مرا پھر کردگار کرین
وہ کہتے ہین جو رلا غیر سے تو خوب کیا
یہ ذکر مجھسے نہ اب آپ بار بار کرین

بہارِ عارضِ جانان جو دیکھ لین ثروت
ہم اپنے جیب و گریبان کو تار تار کرین

اک جگہ پر نہین ملتا بتِ خود کام کہین
صبح ملتا ہے کہین اور شام کہین
ہمنشین مین ہون کہین اور دلآرام کہین
کیسے کیا خاک ملیگا مجھے آرام کہین
لیچلے دل مرا آئے تھے عیادت کو مری
اپنے مطلب سے نہین چوکتے خودکام کہین
بات کیا ہے جو ملاتے نہین آنکھین مجھسی
وصل کا غیر نے بھیجا ہو نہ پیغام کہین
یہ سمجھلو کہ قیامت ہوئی پھر رندون پر
عین گردش مین اگر ڈوب گیا جام کہین

ماہ گردون پہ نمایان ہوا سب کہتے ہین ۔ آ کے بیٹھا تھو شبکو وہ لب بام کہین

وجد مین آ گئے اشجار چمن کیون ثروت
سیر گلشن کو نہ آیا ہو وہ گلفام کہین

کسی سے لو ہم لگا چکے ہین چراغ ہستی بجھا چکے ہین
نتیجہ الفت کا پا چکے ہین کہ جان و دل تک جلا چکے ہین
عدو کے کہنے مین آ چکے ہین یہ بت مجھے آزما چکے ہین
مٹا چکے ہین جلا چکے ہین رولا چکے ہین ستا چکے ہین
کسی کی جان کو جلا چکے ہین کسیکے دل کو ستا چکے ہین
ہزارون عاشق نبا چکے ہین وہ لاکھون فتنے اوٹھا چکے ہین
نقاب منہ سے اُٹھاؤ صاحب یہ کیسی ہے شرم آؤ صاحب
نہ ہم سے آنکھین چراؤ صاحب کہ صدمہ ہجر اُٹھا چکے ہین
کہان انہین خواب ہو میسر گزارین جو رات تارے گنکر
کہو لگے آنکھ اونکی کیونکر جو آنکھ تمسے لگا چکے ہین
وہی ہے عشق اور وہی محبت وہی ہے دلمین تمہاری الفت
اگرچہ ہم آپکی بدولت ہزارون ایذائین پا چکے ہین
نہ کیون پہنسے مرغ دل ہمارا ہے دام اور دانہ سب مہیا
کہ خال عارض پہ آج اپنا وہ دام گیسو بچھا چکے ہین
غبار دلمین نہ رکھ ستمگر ملا لے اپنے مکان کے اندر
کہ تیرے کوچے کی خاک دلبر بہت دنون ہم اُڑا چکے ہین

بتائین کیا اُس گھڑی کا عالم سنا تہا قاصد سی ہمنے جسدم
اب آئے کرتے ہوئے وہ چھم چھم کہ مہندی سر پہ لگا چکے ہین

نہین ہے لکہنے کا کچھ نتیجا زبانی سب اُنسے حال کہنا
پڑہین سے گے قاصد نہ خط وہ میرا رقیب اُنکو پڑہا چکے ہین

ہو جنکے تیر نگہ کے گہائل ہو جنکی تیغ ادا کے بسمل
فدا ہو تم جن پہ حضرت دل وہ اور سے دل لگا چکے ہین

شب وصال اب کرو نہ جھگڑا سحر نہو جائے ڈر ہے اسکا
یہ روٹھنا بار بار کیسا ابھی تو تمکو منا چکے ہین

کہا جو اُس بت سے حال دلکا غضب ہی تیوری چڑہا کے بولا
کہ کیا کہی بات کا ہے کہنا یہ قصہ ہم سن سنا چکے ہین

کلام شیرین مین اپنے ثروت بہری ہے کیا کوٹ کر لطافت
نہین ہے کم اشتیاق خلقت غزل بہی گو ہم سنا چکے ہین

جھوٹ ہے غیر سے الفت وہ کہان رکہتے ہین
اُنپہ کیون حضرت دل ایسا گمان رکہتے ہین

غیر کیا چیز ہے گردون کو جلا دین دم مین
دل مین وہ آگ ہرے سوختہ جان رکہتے ہین

چال چلتے ہین قیامت کی بتان خوش قد
حشر ہوتا ہے بپا پاؤن جہان رکہتے ہین

کیا مری نعش کو ٹہکراتے ہین ہو لین سے
آپ اب تک مری جینے کا گمان رکہتے ہین

کہتے ہین جہوٹ ہے سب دعوی مہر و الفت
چاہنے والون پہ اپنے یہ گمان رکہتے ہین

کیون نہو تجھپہ دل و جان سے خلایق صدقے
یہ ادا حور و پریزاد کہان رکہتے ہین

بے زبان بنتے ہین گر مانگیے بوسہ اُنسے
گالیان دینے کو ہان منہ مین زبان رکہتے ہین

جو خریدار ہین سودائے محبت کے ترے
ہوسِ سود نہ کچھ خوفِ زیان رکھتے ہین

اس کو پر داغ جو رکھتے ہین تو اسکو افگار
جگر و دل مین ہم الفت کا نشان رکھتے ہین

گالیان اونکی سنے جائین کہانتک ثروت
بے زبان ہم بھی نہین منہ مین زبان رکھتے ہین

بغیر اُنکے فغان ہم صبح سے تا شام کرتے ہین
وہ خلوتخانہ اغیار مین آرام کرتے ہین

نہ ہمکو در بدر بھٹکا پڑا رہنے دے اُس در پر
بھلا کیا ہم ترا اے گردشِ ایام کرتے ہین

نہ لکھنے پر جوابِ خط کے جسکو ہمنے چھوڑا تھا
پھر اُس بت سے شروعِ نامہ و پیغام کرتے ہین

موے اپنی قضا سے ہم یہ اسمین کیا قصور اُنکا
ہمارے سوگوار اُنکو عبث بدنام کرتے ہین

لگایا وصلکی شب مین سے ہاتہ اُنکو تو فرمایا
نچھیڑو نیند آتی ہے ہمین آرام کرتے ہین

ہزارون مر گئے ایسے نہین جنسے کوئی واقف
جو اُسکے نام پر مٹتے ہین وہ کچھ نام کرتے ہین

جو کہتا ہون بدولت آپکے اس حال کو پہونچا
تو فرماتے ہین مجکو آپ کیون بدنام کرتے ہین

گریبان چاک کرنے پر ہمارے طعنہ زن کیون ہو
یہ اک پردہ ہے جسمین ہم تمہارا نام کرتے ہین

بڑہی ہے چشم بد دور اب تو ایسی مشق سفاکی
نظر وہ جس طرف کرتے ہین قتلِ عام کرتے ہین

گلون کو بلبلِ شیدا بنا لیتے ہین حیرت ہے
جو گلگشتِ گلستان جا کے یہ گلفام کرتے ہین

نہ نکلے گی زبان سے بات بھی اُس شوخ کے آگے
عبث یہ حضرتِ ناصح خیالِ خام کرتے ہین

وہی لے جو بڑھے ہے غمزہ ہو یا شوخی ہو یا عشوہ
دلِ شیدا کا ثروت اپنے ہم نیلام کرتے ہین

اب ایسے مری کہنے مین وہ آئے ہوئے ہین
اغیار سے ملنے کی قسم کھائے ہوئے ہین

وہ ایسے پریشان ہین مرے نالونکو سنکر
دل تھامے ہوئے پھرتے ہین گھبرائے ہوئے ہین

ارمان مرے کیا خاک نکالینگے شب وصل
منہ پھیرے ہوئے بیٹھے ہیں شرمائے ہوئے ہیں

آئے تو ہیں وعدہ پہ مگر حال ہے ایسا
منہ زرد ہے لب خشک ہے گھبرائے ہوئے ہیں

ظالم ہیں محبت نہ مروت نہ وفا ہے
دل دیکے بت ہم اوسے پچھتائے ہوئے ہیں

ملنے کو گیا اونسے تو گھر میں سے وہ بولے
فرصت نہیں اک دوست یہاں آئے ہوئے ہیں

ہوتے ہیں مجھے دیکھتے ہی آگ بگولا
کچھ ایسے وہ اغیار کے بھڑکائے ہوئے ہیں

کیوں آج مزاج آپکا ثروت نہیں ملتا
کیا عطر ملا اونسے جو اترائے ہوئے ہیں

نباہوگے مری جان ایک بھی مجھسا ہزاروں میں
نظیر اپنا نہیں رکھتا تمہاری جان نثاروں میں

بہت گنتے ہیں اپنے آپکو پرہیزگاروں میں
مزہ ہو شیخ صاحب آپ نہیں گر بادہ خواروں میں

یہ مانا میں نے تمکو غیر سے الفت نہیں لیکن
ہوا کرتی ہیں ہر دم اونسے کیا باتیں اشاروں میں

وہ کہتے ہیں کہ ہم دل لیکر بوسہ آپکو دینگے
غضب ہے کیا ہم الٰہی ہو گئے بے اعتباروں میں

قیامت ہے ترا ٹھوکر لگا کر ناز سے چلنا
مجھے ڈر ہے نہ جی اٹھیں کہیں مردے مزاروں میں

اداسے پھیر کر منہ مسکرا کر دیکھ لو ہمکو
کھڑے ہیں ہم نگاہ ناز کے امیدواروں میں

کرے کسپر بھروسا کوئی اب تو وہ زمانہ ہے
نہ دلداری ہے دلداروں میں یاری ہے نہ یاروں میں

کرینگے یاد کیوں مجھکو کہیں گر مجھسے کیوں مطلب
ہوئے اغیار اب انکے اے دل غمگساروں میں

ہمارے سامنے سرگوشی اوس سے ہوتی ہے ثروت
خدا کی شان اب دشمن ہوا انکے رازداروں میں

ردیف حرف واو

ذرا افسانہ ہے شب ہجر کا سنانے دو
وہ پھر کہیں تو میں جانوں اسے تو آنے دو

حسین نزع مین بہی چہوڑتے نہین مجکو
ہین پائینتی جو مرے چار تو سرہانے دو

چہپاؤ منہ نہ ڈوپٹے مین وصلکی شب ہے
خدا کو مانو اودہر آؤ شرم جانے دو

خدا کیواسطے مانو کہا عزادارو
اُسے نہ اشک مری نعش پر بہانے دو

رقیب اُسنے یہ کہتا ہے دیکہکر مجکو
یہ جا لیا ہے بڑا تم اسے آنے دو

تمہارے ہو کے رہین وہ تو بات ہی ثروت
عدو جو بزم مین جاتا ہے اونکی جانے دو

عبث کہتے ہو ہردم ہمیہ کوئی مبتلا کیون ہو
یہ حسنِ عالم افروز آپ کا جلوہ نما کیون ہو

خفا ہو زندگی سی اپنی جو اُس سی خفا کیون ہو
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسپر ای صاحب جفا کیون ہو

سمجہتا ہو جو بازی توڑنا عشاق کے دلکا
تم ایسے سنگدل کو حضرتِ دل مبتلا کیون ہو

قیامت ہے ہزارون گالیان دین سیکڑون طعنے
کہا مین نے جو اُنسے میری جان مجہسے خفا کیون ہو

شکایت کی جو مین نے بیوفائی کی تو فرمایا
جو ایسا جانتا ہو وہ کسیکا مبتلا کیون ہو

گلی مین اونکی جائیگی ہوا کی شتو تمین اوڑکر
تری ممنون میری خاک ای باد صبا کیون ہو

جو میرا پیار کرنا ان بتونکو ناگوارا ہے
تو میرے سامنے پہر غمزہ و ناز و ادا کیون ہو

بلاکر ہم کو خلوت مین نہ کیجے یاد دشمن کو
جہان ہم اور تم دو ہون وہان تیسرا کیون ہو

کہون غیرونکو اچہا کیون نہ ثروت اونکی خاطر سے
بہلا انکو برا کہکر کوئی اونکا برا کیون ہو

ستم یار کا شکوہ نہ کرو
حضرتِ دل مجہے رسوا نہ کرو

ہے جو عیسےٰ سے شفا ناممکن
تم علاجِ دلِ دیوانہ کرو

قبر پر عاشقِ جانباز کے تم
ساتھ اغیار کو لایا نہ کرو

ہوگئی شام ہمین رہجاؤ
گہر کے جانیکا ارادہ نہ کرو

دلِ شیدا ہے تمہارا مفتون
تم خیال اسکا کرو یا نہ کرو

دیکہہ خونِ دلِ عاشق ہوگا
مہندی ایجان لگایا نہ کرو

ابہی کٹ جائینگے لاکہوں کے گلے
دیکہو ابرو کا اشارا نہ کرو

دل وہان جائیگا اُسکا ثروت
دردِ دل اسکو سنایا نہ کرو

عاشق یہ کر رہا ہے جور و جفا بہت تو
یہ بیوفائی ظالم ہے بیوفا بہت تو

کہینچی جو آہ مین نے دل تہام کر وہ بولے
اُف تو نے پہونک ڈالا ہے دہلا بہت تو

آنکہین لڑا رہا ہے دشمن سے میرے آگے
یہ بیحیائی ظالم ہے بیحیا بہت تو

چہوڑینگے کہول کر ہی گستاخ ہاتہہ میرے
جہگڑالو ہے یہ مانا بدقبا بہت تو

اُٹہی نہ آنکہہ اونکی جب وصل مین تو شوخی
بولی نثار تجہپہ ہے مری حیا بہت تو

جانا سنبہل کر ایدل اس بزم مین وگرنہ
مارا پڑیگا ظالم ہے منچلا بہت تو

حسرت بہری نظر سے دیکہا جو مین نے بولے
کیا گہورتا ہے مجکو او بیحیا بہت تو

اُلجہن مین ہمکو ڈالا اُلجہا کے انکی زلفین
چل ہی بنا نہ باتین بس اوہوا بہت تو

بوسے لئے ہین شاید اُس زلفِ مشکبو کے
اترائی پہر رہی ہے بادِ صبا بہت تو

حورون کے غم مین گہلکر یہ شکل ہوگئی ہے
اب کر نہ یاد اُنکی اے پارسا بہت تو

صدمہ اُٹہایا ایسا کیا ان بتون سے ثروت
کرتا ہے رات دن اب یادِ خدا بہت تو

پری تم ہو حسین تم ہو مری جان مہ لقا تم ہو
مگر افسوس بس یہ ہے عدو کا مدعا تم ہو

عدو کی بزم مین تنہا نڈر ہو کر نہ جانا تم
ابھی کمسن بہت نام خدا اے مہ لقا تم ہو

سر بالین جو آجاؤ تو صحت مجکو ہو جائے
مرے دلکی تسلی ہو مرے دل کی دوا تم ہو

تمہاری بھولی صورتکی زمانہ قدر کرتا ہے
کسیکی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

نکل جائین دل بسمل کے ارمان وصل ہو جائے
مری حاجت ہی بر آئے اگر حاجت روا تم ہو

وہ میرا بوسۂ رخ باتون ہی باتونمین لے لینا
وہ کہنا اُسکا شرما کر بڑے ہی پر دغا تم ہو

ہمین تو چھپکے بزم غیر مین راتونکو جاتے ہین
بہت ہی متقی تم ہو بڑے ہی پارسا تم ہو

وہ دینا سمجھکر غیر مجکو بوسۂ عارض
پھر اُنکا جھیپ کر کہنا بڑا دھوکا ہوا تم ہو

ہم ان پر جان دیتے ہین تمکو پیار کرتا ہون
تمہاری آرزو دشمن ہین میرا مدعا تم ہو

خطا ساری ہماری ہے کہ کیون تم سے محبت کی
تمہاری کچھ نہین اسمین خطا ان کی خطا تم ہو

زمانے کے حسینونمین تمہین بس ایک ہو صاحب
کوئی ثروت سے پوچھے اُسکے جی سے مہ لقا تم ہو

ردیف ہائے ہوز

وہ کہتے ہین کرنا نہ الفت زیادہ
کہین بڑھ نہ جائے عداوت زیادہ

وہ کرتے ہین مجھسے محبت زیادہ
مرے حال پر ہے عنایت زیادہ

ہے کیون غیر سے تمکو الفت زیادہ
کرونگا مین اُس سے اطاعت زیادہ

ہے اونکو عدو سے محبت زیادہ
نہ کیون ہو مجھے یاس وحسرت زیادہ

کہین جی نہ اُٹھے وہ اے رشک عیسے
نہ ٹھکراؤ عاشق کی تربت زیادہ

بگڑ جائیگا اُنکے دھڑکا لگا ہے
کرون جور کی کیا شکایت زیادہ

وہ کہتے ہین اچھا نہین روز ملنا
کہین ہو نہ جائے محبت زیادہ

کہان پائیگی وہ یہ محشر خرامی
بھلا تم سے ہوگی قیامت زیادہ

شب ہجر جو جو گذرتی ہے ہمدم
بگڑتی ہے میری طبیعت زیادہ

جو شب کو مقابل کیا مہ سے تمکو
تو نکلے تمہین خوبصورت زیادہ

ترقی پہ ہے سن کے ہمراہ شوخی
جوانی مین ہوگی شرارت زیادہ

مرے پاس سے اُٹھ گئے ہوکے ناخوش
جو کی وصل مین مینے منت زیادہ

گلے پر رقیبون کے فرمایا مجھسے
بس اب کچھ نہ کیجے شکایت زیادہ

وہ عرض تمنا پہ اُس گل کا کہنا
بگاڑو نہ بس اپنی نیت زیادہ

مری بزم مین آج آیا ہے وہ گل
نہ کیون ہو رقیبون کو کلفت زیادہ

مزا دیگئی اونکو الفت کچھ ایسی
وہ کرنے لگے ہین محبت زیادہ

ملے دولت دید اُس حور وش کی
نہین ہمکو درکار ثروت زیادہ

بتاؤن کیا تجھے مین ناصحا ہون اُسکا دیوانہ
یہ دل ہے جسکے جلوی کے تصور سے پریخانہ

پلا دے آج جو جی بھر کے ساقی اپنے رندونکو
رہے میخانہ کی ہو خیر بھر دے انکا پیمانہ

نکلتا ہے دم اُسپر میرا اسپر جان جاتی ہے
ادا بانکی ہے جسکی شوخ چتون چال مستانہ

محبت اُٹھ گئی دنیا سے اب یہ وہ زمانہ ہے
نہ غمخوار و نہین غمخواری نہ یارو نہین ہے یارانہ

نہ کیون دیوانگی پر اپنے مین قربان ہی جاؤن
وہ مجکو دیکھکر کہتے ہین میرا ہے یہ دیوانہ

نظر شاید لگی ہے حضرت زاہد کی اے ساقی
نظر آتا ہے خالی مے سے جو ہر ایک پیمانہ

نہ زلفین اسقدر اُلجھین نہ یون بگڑو بنا ہمین
دل صد چاک کا میرے بنا لو تم اگر شانہ

رقیب روسیہ سے گرمجوشی کرکے تم ہردم ‏ سر محفل جلاتے ہو مجھے کیون مثل پروانہ
پریزادان عالم کی زبس رہتی ہری یاد اسمین ‏ ہمارا خانۂ دل بنگیا ہے اک پریخانہ
بکھرنا خال عارض پر غضب ہی تیری گیسو کا ‏ پھنسے کیونکر نہ مرغ دل جو ہو یہ دام یہ دانہ

ہر ایک شعر اسکا سنکر وجد آتا ہی ہمین ثروت
غزل تمنے سنائی مرحبا کیا خوب مستانہ

ردیف یاے تحتانی

اللہ نے ہماری دعا مستجاب کی ‏ صورت دکھائی ہم کو تمہارے شباب کی
سیخ کباب آتش غم نے ہمین کیا ‏ ملتی ہے شکل دل سی ہمارے کباب کی
گردون نے دیکھکر تری عارض کو یون کہا ‏ وقعت ہے اسکے سامنے کیا ماہتاب کی
دیکھا تھا صبح اٹھکر رقیبون کا ہمنے منہ ‏ معلوم وجہہ ہوگئی اونکے عتاب کی
امید مغفرت کی ہو کس طرح ہمین ‏ الفت بھری ہے دل مین رسالتمآب کی

ثروت کو نفحۂ عرق یار سے ہے کام
خواہش نہین ہے نکہت عطر گلاب کی

ناقوس صفت نالہ و فریاد کرین گے ‏ اس بت کی اداؤن کو جو ہم یاد کرینگے
کاٹی ہین مصیبت کی تری ہجر مین راتین ‏ ہم کیا صفت تیشۂ فرہاد کرینگے
جب کوی شمکش نہ ملیگا انہین ہمدم ‏ اسدن مری الفت کو بہت یاد کرینگے
کیون صید کی ہو طائر دل کی تجھے تکلیف ‏ خود اسکو حوالے ترے صیاد کرینگے
کیا خاک بچینگے یہ اسیران محبت ‏ گر اپنی غلامی سے وہ آزاد کرینگے

ہمدم مرا دل اور یہ بت ہاتھ مین لینگے
کیا رحم مرے حال پہ جلاد کرینگے

مجنون ہین ترے عشق مین اے غیرت لیلے
اب ہم کسی ویرانے کو آباد کرینگے

یاد آئیگی اُس روز تمہاری اُنہین ثروت
جب کوئی نیا ظلم وہ ایجاد کرینگے

وہ جو راضی ہون ہمارے پاس آنیکے لئے
ہم ہین حاضر راہ مین آنکھین بچھانیکے لئے

حالِ دل ہم اُنسے کہتے ہین تو فرماتے ہین وہ
جھوٹی باتین ہین یہ سب میرے سنانیکے لئے

وان سے آئین تو کرتے ہو بہت لیت و لعل
ہوگئے تیار فوراً یان سے جانیکے لئے

عشوہ و ناز و ادا و غمزہ و جور و جفا
سب یہ گھاتین اونکی ہین عاشق بنانیکے لئے

گرم رکھکر رات بہر غیرونسے صحبت صبحدم
مسکراتے آئے یان میرے جلانیکے لئے

آپ تو محفل مین بیٹھے شمع بنکر رات کو
وان بلایا مجھکو پروانہ بنانیکے لئے

غش پہ غش آیا مجھے اُسنے کہا جب نازسے
لخلخہ لانا ذرا اِنکے سونگھانیکے لئے

دیکھئے کیا کیا پریشانی ہو ثروت کو نصیب
بال اُس کافر نے کھولے ہین نہانیکے لئے

فتنہ گر قد کی طرح نرگسِ دلدار بھی ہے
میری ایمان کی دشمن یہ سیہ کار بھی ہے

حسن ہی صرف نہین ہے دل و دین کا دشمن
اونکا انداز بھی گفتار بھی رفتار بھی ہے

واہ کیا کہنا ہے اس آنکھ پہ نازان ہو تم
کہ جو مخمور بھی بدمست بھی بیمار بھی ہے

اے مسیحائے زمان جلد خبر لے میری
دل ہی پرسوز نہین کچھ جگر افگار بھی ہے

جس جگہ یار ہو وان غیر نہو کیا معنی
سچ ہے جس باغ مین ہے پھول وہان خار بھی ہے

اب مرے قتل سے انکار کروگے کیون کر
مین بھی ہون تم بھی ہو اور ہاتھ مین تلوار بھی ہے

ہوش اُڑائے نگہ یار نے دنیا بھر کے
سب ہیں اس بزم میں بیخود کوئی ہشیار بھی ہے

اُسکی ظاہر کی محبت پہ نجانا اے دل
ہم کہے دیتے ہیں وہ شوخ دل آزار بھی ہے

دل بہلا اُس سے کہاں جائیگا بچکر ثروت
کہ وہ ظالم بھی ہے نٹ کھٹ بھی ہے عیار بھی ہے

یہ تیری لو نہیں ہے ستمگر لگی ہوئی
ہے تن بدن میں آگ سراسر لگی ہوئی

اُنکی نہیں نہیں سے نہیں ہوں میں ناامید
آس اُنکے وصل کی ہے برابر لگی ہوئی

کیا ہوئے بن کر پوچھتے ہیں وہ کہو تو کچھ
دل بیقرار کرتی ہے کیونکر لگی ہوئی

وعدہ کیا ہے رات کے آنے کا یار نے
ہے آنکھ ابھی سے اپنی سُوے در لگی ہوئی

مانیگا بات اہل محبت کی کیا وہ بت
کافر کے دل پہ مہر ہے یکسر لگی ہوئی

اے شیخ ترک مے کوئی آسان نہیں ہے کام
کیا کیجیے ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

شاید ہے آج قتل کسی بیگناہ کا
ثروت ہے بھیڑ یار کے در پر لگی ہوئی

جب سے او مہر لقا تجھپہ طبیعت آئی
مثل شبنم کے مری جان پہ آفت آئی

وصل میں یاد جو مجکو شب فرقت آئی
سانس ہمدم مرے سینے میں بدقت آئی

بہر گلگشت گلستان جو گیا وہ خوش قد
بولی شمشاد سے قمری کہ قیامت آئی

جسقدر آپکو غرا ہے ہو وہ سب زیبا ہے
آپکے حصے میں ہر حسن کی دولت آئی

عاشقِ رخکو تری زلف کا سودا اوچھلا
یہ مصیبت پہ نئی اور مصیبت آئی

چھو لیا زلف کو اونکی تو بگڑ کر بولے
یہ سمجھ لیجیے کہ اب آپکی شامت آئی

خوبرویوں کو سبھی پیار کیا کرتے ہیں

کیا ہوا ستم یہ جو ثروت کی طبیعت آئی

کیسی نگاہ پڑتی ہے اُنکی غرور کی
گویا بچیگی جان نہ مجھہ ناصبور کی

بجلی یہ کوندتی ہے کہ چہرہ کی تاب ہے
روشن چراغ ہے کہ تجلی ہے طور کی

آتا ہے تذکرہ جو مرا اُنکی بزم مین
کہتے ہین بس اُنہین تو محبت ہے دور کی

کیونکر نہ آئے غش مجھے حسن اُسکا دیکھکر
اک شمع نور ہے کہ تجلی ہے طور کی

دشمن کو بھیجدون کہ نہ آئے پھر اُسکو پیار
تصویر کھینچدے کوئی تیرے غرور کی

آئے جو خواب مین عمر اللہ ری نازکی
تھک جائینگی عدو سے شکایت ضرور کی

یہ چاند کی کرن نہین معلوم ہو گیا
موباف کی کرن ہے کسی رنگ حور کی

اپنی غزل گوائینگے ثروت ضرور ہم
پیاسی ہے اوس پری سے بھی آواز نور کی

پھر مرے گھر وہ آنے جانے لگے
پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے

غیر کے گھر وہ آنے جانے لگے
پھر وہ دیکھو ہمین ستانے لگے

دیکھی الفت تو منہ چھپانے لگے
دل بڑہا حوصلہ گھٹانے لگے

اپنے در سے اُٹھا نہ پھر خدا
یہین مٹی مری ٹھکانے لگے

غیر کی بات اور ہے ہمدم
ہمکو بیوجہ کیون منانے لگے

کوئی ہمدم نہین رفیق نہین
دوست بھی اب تو منہ چھپانے لگے

یاد اُسنے کیا جو محفل مین
ہاتھ گویا مرے خزانے لگے

کہ رہے تھے بُرا بھلا مجھکو
مین جو پہونچا تو مسکرانے لگے

ہنسنے اور لگا جو لے لیا بوسہ
مارے غصہ کے تھرتھرانے لگے

روئے خندان جو اُسکا دیکھہ لیا — پھول گلشن مین کھل کھلانے لگے
اپنے عشاق کی خبر جو سنی — بولے اچھا ہوا ٹھکانے لگے
اچھی توبہ تھی ابر آتے ہی — میکدہ کے خیال آنے لگے
خود بخود آ گئی ہنسی لب پر — کسکے ارمان گدگدانے لگے

پُر اثر ہے مری غزل ثروت
ہو مزہ گر کہین وہ گانے لگے

چاہیے دیر ابھی گھر سے نکلنے کیلیے — ابتو بیٹھے ہین وہ پوشاک بدلنے کیلیے
چال اچھی ہے کہ پانو نہین لگالی مہندی — دو قدم ساتھہ جنازے کے نہ چلنے کیلیے
تجکو دلمین تو جگہہ دی ہے مگر نخل امید — چاہیے عمر ابھی پھولنے پھلنے کیلیے
مجھسے کہتے ہین کہ تصویر ہماری لے لو — خوب تدبیر ہے یہ دل کے بہلنے کیلیے
گدگدی اُٹھتی ہے رہ رہکے پے وصل بتان — دلمین بیچین ہین ارمان نکلنے کیلیے
گر پڑین کاتب اعمال نہ بیخود ہو کر — اس ادا سے نہ اُٹھو تم کہین چلنے کیلیے
اُسنے کہدے کوئی آتے ہین تو جلد آجائین — دم مری آنکھونمین اٹکا ہے نکلنے کیلیے
بولے وہ دیکھہ کے خون شہدا کی رنگت — ایسی مہندی ہو مرے ہاتھونمین ملنے کیلیے
بزم سے اپنی عدو کو جو نکلواتے ہو — کیا نہین ہین مرے ارمان نکلنے کیلیے
شمع رکھوائی ہے کسواسطے تونے ظالم — مین ہی کیا کم ہون تری بزم مین جلنے کیلیے
نزع کا وقت ہے ارمان ہون ویسے باہر — راستہ ڈھونڈھتی ہے جان نکلنے کیلیے

آؤ آج اونکو تصور مین بلائین ثروت
شغل بھی چاہیے کچھہ جی کے بہلنے کیلیے

آپ سے مجکو محبت نہ سہی ‌‌ ‌ آپکو مجھسے عداوت نہ سہی
چاہنے والے ہین لاکہون اسکے ‌ دلکی تمکو نہین حاجت نہ سہی
نظر لطف عدو پر ہی رہے ‌ ہم سزاوار عنایت نہ سہی
گل رخسار سونگہا دو مجھکو ‌ نہین جو اسمین ہو نگہت نہ سہی
دل کو لیجاؤ مری خاطر سے ‌ گر نہین تمکو ضرورت نہ سہی
دل کبہی مانگ تو دیکہو ہمسے ‌ نہی ہمکو مروت نہ سہی
اے ستمگار محبت مین ترے ‌ کونسی ہمنے مصیبت نہ سہی

دشمنی کی بہی کوئی وجہہ نہین
آپکے دوست وہ ثروت نہ سہی

جی چاہتا ہے خلد کا بازار دیکھیے ‌ چلکر بہار حسن رخ یار دیکھیے
چلنا ذرا خدا کے لئے دیکہہ بہال کر ‌ پامال ہو نہ کوئی دل زار دیکھیے
پرہیز کیون ہے آپکو اے غیرت مسیح ‌ آکر کبہی تو حالت بیمار دیکھیے
نظارہ پری کی ہوس ہے نہ حور کی ‌ جی چاہتا ہے یار کا دیدار دیکھیے
اقرار کرلیا تہا ستائینگے اب نہ ہم ‌ پہر آپ ہمسے ہوگئے بیزار دیکھیے

ثروت بناؤ دید کے قابل ہے یار کا
گہنے کے ساتہہ پہنا ہے زنار دیکھیے

مینے ایجان کیا برائی کی ‌ ہان بس اتنی کہ آشنائی کی
عرض مطلب پہ کیون ہوے ناراض ‌ بات کیا ایسی تہی برائی کی
ہاتہہ آئی نہ اُسکی زلف دراز ‌ بخت نے اپنے نارسائی کی

شکوہ ہاے عدو پہ کہتے ہین
اُسنے کیا تجہسے بیوفائی کی

دل لگائین بتون سے کیا ممکن
دہوم ہے اپنی پارسائی کی

اب تو ہیر خدا ملی او کافر
تاب دلمین نہین جدائی کی

غیر سے وہ ملے مرے آگے
اُنکی ہر بات ہے صفائی کی

بزم خوبان مین حضرتِ ثروت
تمنے پیدا عجب رسائی کی

کوئی تدبیر نہین اُسکے یہان آنیکی
اور نہ ہے تاب مجہے ہجر مین غم کہانیکی

آج ترسانہ مجہے جام لگادے منہ سے
ہے دعا خیر ہو ساقی ترے میخانیکی

آج اے آہ رسا تیرا اثر دیکہین گے
کہ ہے رٹ اونکو لگی شام سے گہر جانیکی

تمنے اک بوسہ دیا مین تمہین دو دیتا ہون
اور کیا وجہ ہے صاحب کے مکر جانیکی

خیر گر چاہتے ہو جبہ و دستار کی تم
شیخ اب کیجیو نہ غیبت کسی مستانیکی

بس خدارا نہ ستا اے بتِ کافر اتنا
اب دلِ زار مین طاقت نہین غم کہانیکی

آج ثروت کی مسرت سے گمان ہوتا ہے
کچہہ خبر پائی ہے دلدار کے آجانیکی

ستم تو نے کیا مجہپر جفا کی
ہوا آزردہ خاطر مین نہ شاکی

دیا دل ہمنے جان اپنی فدا کی
نہ تو نے قدر او ظالم ذرا کی

کیا شکوہ جفاؤن کا تو بولے
بہلا پہر تمنے کیون ہے وفا کی

بتِ بیداد گر نے لے لیا دل
خطا اُسکی نہین مرضی خدا کی

جلایا ناز سے مارا ادا سے
انوکہی شان ہے اُس دلربا کی

ڈسا زلفِ سیاہ یار نے دل
سزا بہی تہی یہی اس نا سزا کی

یہ ہے رنگ حنا یا خونِ عاشق
عجب رنگت کہلی ہے دست وپا کی

چلا دل لیکے پہر اُسکی گلی مین
الٰہی خیر جانِ مبتلا کی

کسیکا قد مجہے جب یاد آیا
قیامت مین سنے آہو نے بپا کی

نہ پہونچا ہاے اُس زلفِ رسا تک
یہ کوتاہی ہے دستِ نارسا کی

برے ٹہرے ہمین اُسکی نظر مین
رقیب اچہے ہوئے قدرت خدا کی

خط اپنا طائرِ دل لے اُڑیگا
خوشامد کیون کرون بادِ صبا کی

غزل سرکار کو ثروت سناؤ
ملیگی داد یان طبعِ رسا کی

الفت تری اے یار مرے دلکے لئے ہے
سچ ہے کہ یہ لیلی اسی [illegible] کے لئے ہے

اڑ کر نہ پڑے چھینٹ کوئی خونکی میرے
یارب یہ دعا اور بہی تو [illegible] کے لئے ہے

سو وار کیئے تو نے مگر جان نہ نکلی
اب وقت دعا کا ترے بسمل کے لئے ہے

ہو جلوہ گری حسن کی تیری مرے دلمین
یہ شمع تو موزون اسی محفل کے لئے ہے

الفت کا گنہگار ہے زلفونمین جگہ دو
دیوانہ دلِ زار سلاسل کے لئے ہے

کافور و کفن ساتہ نجاینگے عدم مین
سامان یہ سب پہلی ہی منزل کے لئے ہے

اللہ رہے اسکا مددگار ہمیشہ
ثروت کی دعا یہ شہ عادل کیلئے ہے

اغیار سے گفتگو بہت ہے
وہ چہیڑ بہی جنگ جو بہت ہے

امید وصال کچہہ نہین ہے
دیدار کی آرزو بہت ہے

گردش مین ہو تپلیو یہ کیون تم ۔۔۔ کسکی تمہین جستجو بہت ہے
زاہد کی طرح ہوس نہین ہے ۔۔۔ سیکش کیلئے سبو بہت ہے
کہتے ہین وہ مجھسے رو نہ دنیا ۔۔۔ ہنسنے کی ہماری خو بہت ہے
دنیا مین حسین گو ہین لاکھون ۔۔۔ میرے لئے ایک تو بہت ہے
وعدہ نکرو وصال کا تم ۔۔۔ اتنی ہی سی گفتگو بہت ہے
نازک وہ مزاج ہے کہ ساقی ۔۔۔ میرے لئے مے کی بو بہت ہے

سرکار کا دم رہے سلامت
ثروت کی یہ آرزو بہت ہے

سب ہان مین ہان ملاتے ہین اُس شنگ حور کی ۔۔۔ سنتا ہے کون میرے دل ناصبور کی
پھولی جو خواب مین تو ہین نیل پڑ گیا ۔۔۔ نازک کلائی ایسی ہے اُس شنگ حور کی
آتے تو ہین وہ جلوہ دکھانیکو بام پر ۔۔۔ موسیٰ نہ کرکری ہو کہین برقِ طور کی
پھیلی ہے روشنی ترے گھر مین اسقدر ۔۔۔ دہوکا یہ ہو رہا ہے تجلی ہے طور کی
جنت کا عیش مجکو عذاب جحیم ہے ۔۔۔ صورت جو یاد آتی ہے اُس شنگ حور کی
نکھی کے ساتھ ساتھ صبا بھی چنور لئے ۔۔۔ گلگشت کو چلی جو سواری حضور کی
مجکو جتا کے غیر کو بوسہ عطا کیا ۔۔۔ مجھسے عداوت آپ نے ظاہر ظہور کی
بیوجہ ہچکیان مجھے آتی نہین کبھی ۔۔۔ غیرون سے اُسنے میری شکایت ضرور کی

ثروت کو ان بتون کی خوشامد سے کیا غرض
سیدھی نگاہ چاہیے ربِ غفور کی

روح قالب سے تہی پرواز چلے جانیسے ۔۔۔ جان آئی ہے مری جان ترے آنیسے

اتنی الفت ہے بس مرگ بھی پیمانے سے — کہ نکلتی نہین مٹی مری میخانے سے

آپ خوش ہون کہ خفا بوسہ تو مین لونگا ضرور — کون ڈرتا ہے بھلا آپ کے دھمکانے سے

چارہ گر تجھہ سے نہ ہوگا دلِ بیمار اچھا — ہان شفا ہوگی ابھی یار کے آجانے سے

امتحان مدِ نظر ہے تو یہ سر حاضر ہے — مین تو باہر ہی نہین آپ کے فرمانے سے

پختہ کارانِ محبت کو نہ سمجھا ناصح — یہ نہ سمجھین گے کبھی اب ترے سمجھانے سے

کھل کے بیٹھو زرا اے جان حیا جانے دو — دل ہے بیتاب بہت آپ کے شرمانے سے

جذب دل کھینچ ہی لایا تمھین آخر دیکھا — کھچ کے بیٹھے تھے بہت غیر کے بھڑکانے سے

وصلِ اغیار پہ للہ اُٹھاؤ نہ حلف — فایدہ کیا ہے بھلا جھوٹی قسم کھانے سے

دیکھو۔ دیکھو نہ سرِ بزم رقیبونکی طرف — تم کو مل جائیگا کیا اس مرے تڑپانے سے

آتے جاتے ہین وہان غیر ہمیشہ ثروت
تم تو اب عہد کرو یار کے گھر جانے سے

یہ تعلق تھا صبا کو ترے دیوانے سے — کھینچ لائی ترے در پر اسے ویرانے سے

وعظ کہنے مین بہکتا ہے بہت تو واعظ — آج کیا پی کے چلا آیا ہے میخانے سے

قصہ ہجر لکھا تو ہے مگر ڈرتا ہون — دل تڑپ جاے نہ اُسکا مرے افسانے سے

چشمِ مخمور زرا اپنی دکھا دے ساقی — نہ بھرے گی مری نیت ترے پیمانے سے

ساقیا رہتا ہے یہ ہوش مجھے مستی مین — گرتے گرتے مین لپٹ جاتا ہون پیمانے سے

نہ وہان ایسی لطافت ہے نہ یہ دلچسپی — خلد کمتر ہے کہین آپ کے کاشانے سے

سنکے آواز مرے نالونکی جھنجلا کے کہا — پھٹ گئے کان کے پردے ترے چلانے سے

راہ پر ہم تو لگا لاے تھے باتون مین انھین — پھر گئے ہاے مگر غیر کے بہکانے سے

شیخ لیتے تھے بہت دونکی ہنسی لیکن	آج آئے ہین بہکتے ہوے میخانے سے
بندۂ عشق ہون مطلب ہے درِ جانان سے	نہ مجھے کعبے سے کچھ کام نہ میخانے سے

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD-1

جذبِ الفت نے دکھایا یہ اثر ای ثروت
نہین گھبراتے ہین اب وہ مرے افسانے سے

ہم تو دشمن اور ہین اغیار پیارے آپکے	جائیے بس ہو چکی الفت ہماری آپکے
ہو گئے ہمپر عیان اطوار سارے آپکے	فیصلہ ہو جائے بس صاحب ہماری آپکے
پھر اثر دکھلا دیا جذبِ محبت نے مرے	رحم کچھ کچھ آگیا ہے دلمین پیاری آپکے
وعدہ ہم سے کرکے دشمن کے یہان شب بھر رہے	کیون ہی اقرار تھا صاحب ہماری آپکے
عشوہ و ناز و ادا و شوخی و غمزہ حیا	منتخب ہین جانمن انداز سارے آپکے
آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھ حال ہمنے کہدیا	پردے پردے مین ہوئین باتین ہماری آپکے
تل رہی ہین سرمگین آنکھین ہمارے قتل پر	خوب ہم پہچانتے ہین یہ اشارے آپکے
کیون پریشان ہو گیا دل میرا انکو دیکھکر	کیا عدو نے گیسوے پرخم سنوارے آپکے
نکلے ہین اغیار کے ارمان بیشک رات کو (ق)	کہہ رہے ہین جان جان انداز سارے آپکے
چولی مسکی ہے مسی چھوٹی ہے آنکھین سرخ ہین	نیل بوسون کے بنے ہین رخ پہ پیارے آپکے

آج تو بیساختہ اُنکی زبان پر آگیا
اب محبت ہو گئی ثروت ہمارے آپکے

عدو ہین دور ہی سے کج ادائی دیکھنے والے	تمہارے ہاتھ کی ہم ہین صفائی دیکھنے والے
حسینو مین ہمارا خون چھپ جاتا تو اچھا تھا	لہو روتے تھے بہت دستِ حنائی دیکھنے والے
دمِ آخر تو قاتل اپنے بسمل سے نہ پھیر آنکھین	ادھر بھی دیکھیو نازک کلائی دیکھنے والے

شعاعِ پنجۂ خورشید سے آنکھیں چھپائیں
نظر ہیں یہ تیر اوستِ حنائی دیکھنے والے

اشارے جلوہ گاہِ ناز میں کوی یہ کرتا ہے
بچائیں اپنی اپنی پارسائی دیکھنے والے

اجازت دیکھنے کی عام اگر ہوتی تو اے موسیٰ
دکھا دیتے کسیکی دلربائی دیکھنے والے

جو دیکھا نامۂ ثروت تو برہم ہو کے فرمایا
ذرا دیکھیں تو یہ اُنکی ڈھٹائی دیکھنے والے

جان بلب ہوں جو عنایت کوی ساغر ہو جائے
مشکل آسان مری ساقی کوثر ہو جائے

سے ہے تری چشم سیہ مست وہ کافر ظالم
مست و سرشار جسے دیکھلے ساغر ہو جائے

کہتے ہیں وصل کا اقرار تو کر لوں لیکن
ڈر یہ لگتا ہے کہیں تو نہ مرے سر ہو جائے

قدم آہستہ پڑے اُسنے حیا کہتی ہے
نقشِ پا کوچۂ دشمن کا نہ رہبر ہو جائے

چھیڑتا ہوں جو شبِ وصل تو وہ کہتے ہیں
اسطرح بھی نہ کوی آپے سے باہر ہو جائے

اُوس پڑ جائے وہیں سوکھ کے کانٹا ہو جائے
گر مقابل ترے گالوں سے گل تر ہو جائے

باہیں گردن میں جو ڈالیں تو جھٹک کر بولے
بات کیوں ایسی کرے کوئی جو دو بھر ہو جائے

حشر پر دعوی خون میں نے اُٹھا رکھا ہے
کیا کرونگا جو اُدھر داورِ محشر ہو جائے

مانگتا ہوں یہ دعائیں میں شبِ وصل عدو
میرے دشمن سے الٰہی وہ مکدر ہو جائے

ہے ستم وصلکی شب اُسکا یہ کہنا ثروت
تم جو کچھ چاہتے ہو ہاے وہ کیونکر ہو جائے

کہتے ہیں تربتِ عاشق پہ گذرنیوالے
ہائے کس چین سے سوتے ہیں یہ مرنیوالے

جو بن اُبھرا تو حیا سے یہ کہا شوخی نے
تجھکو بدنام کرینگے یہ اُبھرنیوالے

کسطرف دیکھئے گرتی ہے یہ بجلی ازل
آج بیطرح سنورتے ہیں سنورنیوالے

دیکھ کر آئینہ مین عکس یہ ارشاد ہوا
مجھپہ اک آپ ہی ہین غیر سے مرنیوالے

وصل کا یہ ابھی کس منہ سے ہوا تھا اقرار
کچھ تو شرمائین ذرا جی مین مکرنیوالے

موت سے میری وہ کہتے ہین یہ اب کیون آئی
جان تو اپنی مجھے دیچکے مرنیوالے

لاکھ ڈُہرائے ڈوپٹے کو کوئی سینے پہ
کہین چھپتے ہین چھپائے سے اُبھرنیوالے

آج یہ کس کا نصیبا ہے چمکنے والا
کسکے گھر جائینگے بن ٹھن کے سنورنیوالے

صاف انکار ہو دل لیکے بھری محفل مین
ایسے بھی ہوتے ہین دنیا مین مکرنیوالے

کشتۂ ناز کی تربت پہ وہ کہنا اُس کا
مین فدا تجھپہ مرے نام پہ مرنیوالے

گہنا پہولونکا پہن کر وہ ہم آغوش ہوئی
بنگئے پہول مرے داغ اُبھرنیوالے

خوب جھنجھلائے شب وصل وہ سلجھائینین
دیکھئے آج مزہ بال بکھرنے والے

کیسی ارمانون سے ہلچل ہے مرے سینے مین
کہ اب آنکھون سے ہین وہ دلمین اُترنیوالے

سرکشی دیکھکے جوبن کی وہ اسنپے بولے
مجھکو بدنام کرینگے یہ اُبھرنیوالے

رات دن رہتی ہے غیرونسے اب انکی خلوت
کیسے کھُل کھیلے ہین یہ بات نکرنیوالے

جھوٹے وعدون سے ہو کیا خاک تسلی دلکو
چتونین کہتی ہین تیور ہین مکرنیوالے

سب بے تکلف یہ کیا نشۂ مے نے ثروت
پاس بیٹھے ہین مرے بات نکرنیوالے

کہتے ہین وصل سے ارمان وصال اچھا ہے
پاس رہنے سے مرے میرا خیال اچھا ہے

تیرے ان ہونٹونکے صدقے کبھی یہ بھی کہدے
چوم لو چوم لو بوسون کا سوال اچھا ہے

کستے ہین مر نہین چکتے کہین مرنیوالے
دیکھو جب جا کے بھلے چنگے ہین حال اچھا ہے

دیکھہ لیتا ہون وہ گدرائی ہوئی شے جو کبھی
گدگداتا ہے مرا دل کہ یہ مال اچھا ہے

مجھسے کہتے ہین شبِ وصل وہ کروٹ لیکر
یہ کہچاوٹ ہی بہلی اس سے ملال اچھا ہے

رخِ وابرو کو ترے دیکھکے کہتے ہین ملک
بدر اچھا ہے فلک پر نہ ہلال اچھا ہے

کہتے ہین ہجر کی شب چین سے کاٹی عاشق
دلکی تسکین کیلیئے میرا خیال اچھا ہے

فیض ہو جس سے جہان کو وہ بشر بہتر ہے
جس سے پہل پاے زمانا وہ نہال اچھا ہے

آپ ناحق ہی کہنچے جاتے ہین مانندِ کمان
کون کہتا ہے کہ ابرو سے ہلال اچھا ہے

یون تو ہر سال جوانی کا ہے اچھا لیکن
وصل جس سال مین ہو بس وہی سال اچھا ہے

سنیے منہ چوم لیا بسترِ غم سے اُٹھکر
خوش ہوے کہکے مریجان کہ حال اچھا ہے

آنکھ کہتی ہے کہ دیدار کی حسرت ہی بہلی
دل کا ہے قول کہ ارمانِ وصال اچھا ہے

ہو گئے پہول بہی ایجان مریضِ غم کے
اور تم اب پوچھنے آئے ہو کہ حال اچھا ہے

بولے وہ دیکھ کے تصویرِ مہِ کنعان کی
ہم تو سنتے تہے بہت حسن و جمال اچھا ہے

موت سے ہے ترے مریضونکو حیاتِ ابدی
جسقدر اُنکا بُرا حال ہے حال اچھا ہے

تیرا بوٹا سا یہ قد دیکھکے کہتے ہین حسین
باغِ عالم مین یہی ایک نہال اچھا ہے

ضبط کہتا ہی تڑپتا ہون جو مین فرقت مین
صبر کر صبر کہ الفت کا مآل اچھا ہے

کون ساقی کی خوشامد کرے ساغر کیلئے
ٹوٹا پہوٹا یہ مرا جامِ سفال اچھا ہے

مجھسے کہتا ہے شبِ وصل وہ ظالم ثروت
دلکو تہامے ہوے کیون بیٹھے ہو حال اچھا ہے

ہاے یہ کہکے مجھے اُسنے لٹا رکہا ہے
کہ تو کمبخت مزا وصل مین کیا رکہا ہے

دل مرا مٹھی مین ظالم نے دبا رکہا ہے
اور پہر پوچھتا ہے مجھسے یہ کیا رکہا ہے

چشم میگون مجھے دکھلا کے یہ بولا ساقی
لے ترے واسطے شیشہ یہ بہرا رکہا ہے

شب وعدہ بھی تصور مین نہین وہ آتے
کیا رقیبون نے انہین دلمین چھپا رکھا ہے

بولے وہ سرمگین آنکھونمین لگا کر کاجل
ہمنے سوتے ہوے فتنونکو جگا رکھا ہے

دیکھکر وصل کا ارمان مرے دلمین کہا
میرے دشمن کو مرے گھر مین بسا رکھا ہے

وعدۂ وصل کا طالب ہون تو فرماتے ہین
حشر پر ہمنے تو جھگڑا یہ اٹھا رکھا ہے

شکوۂ جور پہ ظالم کا وہ جھلکر کہنا
تمنے پھر کسلئے دل مجھسے لگا رکھا ہے

ہمدمون سے کہا سنکر مرے نالونکی صدا
کسنے دروازے پہ یہ شور مچا رکھا ہے

ہجر مین ہے یہ بہت جی کے بہلنے کا سبب
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

دم الجھتا ہے جو چہرے پہ بکھرتے ہین حضور
سر پہ کیون گیسوے پیچان کو چڑھا رکھا ہے

آنکھین ملنا تو کجا اب نہین ملتا ہے مزاج
روبرو یار کے آج آئینہ کیا رکھا ہے

جان و دل دونون ہوی حسرت دیدار مین خون
دیکھتے کیا ہو مرے سینے مین کیا رکھا ہے

پوچھتے کیا ہو پریشانی کا باعث ثروت
اک پریزاد نے دیوانہ بنا رکھا ہے

ہوتی ہے غیر اسے دیکھکے حالت میری
جان جاتی ہے کہ آتی ہے طبیعت میری

آپ احسان جتا کر نہ چڑھا مین دو پھول
کہ دبی جاتی ہے اس بوجھ سے تربت میری

کیا وفادار ہے اللہ سلامت رکھے
غیر کے گھر نہین جاتی شب فرقت میری

جب کبھی میری وفا یاد انہین آتی ہے
آ کے سینے سے لگا لیتے ہین تربت میری

توشگفتہ جو ہوا کھل گئین باچھین میری
سے ہے تری دلکی طرح یار طبیعت میری

وصلکی شب بھی نکلنے نہین دیتا ظالم
دلمین گھبرای ہوئی پھرتی ہے حسرت میری

جا بجا تذکرے ہوتے ہین مری الفت کے
انکو بدنام کئے دیتی ہے شہرت میری

موت کو جان لی آپ کو دل غیر کو عیش
کیسے گھبرا سے ہوے آئے ہو کچھ خیر تو ہے

میرے حصے مین رہی ایک مصیبت میری
کیا اثر کر گئی کچھ یار محبت میری

جان و دل نذر ہوئے دولت و ایمان بہی گئے
اسپہ بہی قدر نہ کی یار نے ثروت میری

کہتی ہے یہ تیغ جنگجو کی
آنکھین اپنی دکھا دے ساقی
ارمان نہین ہین میرے دلمین
دست رنگین مین تیرے قاتل
آنکھون ہی مین مجھسے کہہ گیا سب
پونچھے آنچل سے اُسنے آنسو
شرما کے جھکا لین اپنی آنکھین
کھو کر دل گمشدہ نپایا
کیون آتے ہین میکدہ مین زاہد
پایا نہ ہمارا جسم لاغر
ہٹنا نہ تھا انکے رخ پہ جھکر

پیاسی برسون سے ہون لہو کی
ہم کو حاجت نہین سبو کی
کلیان ہین یہ نخل آرزو کی
بو آتی ہے کچھ مرے لہو کی
پردے ہی مین اُسنے گفتگو کی
رونیسے ہمارے آبرو کی
جب ان سے ہنے روبرو کی
سارے عالم مین جستجو کی
حاجت ہے انہین بہی کیا سبو کی
لاکھہ انکی نظر نے جستجو کی
افسوس مری نگاہ چو کی

آنکھین وہ لگا لیتے ہین ثروت
کیون وعدہ کی ہم نے آرزو کی

نگاہون سے عہد وفا ہو رہا ہے
مرا دل جو تڑپا تو گھبرا کے بولے

اشارے مین مطلب ادا ہو رہا ہے
الٰہی یہ زلفون مین کیا ہو رہا ہے

مرے ہی تو کہنے پہ چلتے ہو اب تم
مجھی سے تو عہدِ وفا ہو رہا ہے

مرے ہی تو پہلو مین بیٹھے ہو آکر
مجھی سے تو وعدہ وفا ہو رہا ہے

شب وصل کہتے ہین کس ناز سے وہ
خدا کی قسم دم فنا ہو رہا ہے

خلش تیرے آنے سے کم ہو گئی ہے
مگر دردِ دل مین سوا ہو رہا ہے

ادائین جوانی کی توبہ شکن ہین
فدا اُنپہ ہر پارسا ہو رہا ہے

دعائین وہ دشمن کو دیتے ہین شاید
بلند آج دستِ دعا ہو رہا ہے

علاجِ تبِ غم کو آتا ہے عالم
مکان تیرا دار الشفا ہو رہا ہے

لکھو کچھ نہ ثروت کو اب اے بتو تم
کہ وہ محوِ یادِ خدا ہو رہا ہے

پھوکا جاتا ہے دل سوزِ نہان سے
الٰہی الامان عشقِ بتان سے

اثر ڈرتا ہے شاید آسمان سے
کہ ہلسکتا نہین میری فغان سے

وہ کہتے ہین اُٹھا کر آستان سے
کلیجا پک گیا تیری فغان سے

نکرنا وصل کا اقرار پورا
مگر تم ہان ذرا کہدو زبان سے

پریشان مضطرب بیچین مدہوش
تم آئے ہو خدا جانے کہان سے

نہ ہوگا ایک بھی اقرار پورا
ہے ثابت آپکے طرزِ بیان سے

پئے تسکین نہ لکھا ایک خط بھی
شکایت ہے کسی نامہربان سے

قیامت لاکھ اُٹھے لاکھ اُٹھائیے
نہین اُٹھنے کے ہم کوی بتان سے

تسلی دلدہی تسکین تشفی
وہ میرے واسطے لائین کہان سے

سمجھکر ایدل آج اُس در پہ جانا
عدو کچھ کہہ رہا تھا پاسبان سے

وہ سن کر و ردول مجھسے یہ بولی
مجھے نفرت ہے ایسی داستان سے

خدا کیواسطے سچ سچ بتا دو
تم اس وقت آے ہو ثروت کہا ںسے

ہجر میں ہے جان ہی جانی مری
ہے شب غم دشمن جانی مری

رات دن ہے زلف پیچاں کا خیال
پوچھتے کیا ہو پریشانی مری

گریہ میں سیلاب اشکو نکا رہا
مجکو لے ڈوبیگی طغیانی مری

ہیں اشارے کاکل پر پیچ کے
سنبل پیچاں سے ہے ویرانی مری

حرف مطلب کیوں کہا وہ اُٹھ گئے
مجکو تڑپاتی ہے نادانی مری

شعلہ حسن اپنا دکھلا شعلہ رو
ہے جو دل کی آگ بھڑکانی مری

نالے اک شب کھینچ لائیں گے انہیں
رنگ لائیگی عمل خوانی مری

پوچھتے ہیں کر کے لاکھوں کو شہید
کیا نہیں شمشیر لاثانی مری

وصلکی شب چاہتی ہے ہو ہوا
جان بھی ہے دشمن جانی مری

غمزے سے کہتی ہے عصمت یار کی
کیجیے کچھہ دن نگہبانی مری

گر رہے ہیں رو نہیں موتی آنکھہ سے
دیکھیے یہہ گوہر افشانی مری

ہجر کی شب اور یاد زلف یار
کیوں نہو دونی پریشانی مری

بولے جب رک کر چلی گردن پہ تیغ
جھومتی چلتی ہے مستانی مری

رحم کہا کر دے دیا ملبوس خاص
کام آئی میرے عریانی مری

شہرہ ہے ثروت سخن میں دور دور
لے اُڑی مجکو سخندانی مری

جب سے کہے کہ اب مرتے ہین باز آو جفا سے
فرماتے ہین مرجاے کوی میری بلا سے

ہو ہے دل مضطر کو پڑا کام قضا سے
اللہ لڑی آنکھہ یہ کس شوخ ادا سے

کہلتے جو نہین وصل مین وہ شرم و حیا سے
دیتا ہون بڑی پیار سے منت سے دلا سے

کہتی ہے تری نیچی نظر چپکے جگر مین
باز آتے ہین ظالم بہی کہین جور و جفا سے

رہتے ہین کہنچے ہمسے ترے خنجر و پیکان
یہ جانکے دشمن ہین تو وہ خونکے پیاسے

فرماتے ہین آہونکا اثر ہمپہ نہو گا
ہم بچکے نکلتے ہین تری گہر کی ہوا سے

دل لینے پہ آتے ہین تو لیلیتے ہین دلکو
غمزہ سے لگاوٹ سے کرشمہ سے ادا سے

آکر وہ شب وصل بہی نیچ جاتے ہین کوری
شوخی سے نزاکت سے شرارت سے حیا سے

بڑہ چڑہ کے ہین ظلم و ستم مین تری آنکھین
فتنے سے قیامت سے چہلاوے سے بلا سے

تیوری ہی چڑہی سر سے جہکا چین جبین ہین
آئے ہین شب وصل تو بیٹہے ہین خفا سے

فریاد و بکا آہ و فغان نالہ ثروت
سب دور ہین گوش صنم ناشنوا سے

سو جان سے نثار ہر حسین ہے
تصویر تری وہ نازنین ہے

کیا بات حضور یاد آئی
کیون وصلکی شب نہین نہین ہے

نظرین نہ ملاؤ دل ملاؤ
آنکھین ہین یہان تو دل کہین ہے

بوسہ ہے لیا کسی نے شاید
جہیپی ہوی چشم شرمگین ہے

سنکر مری داستان وہ بولے
قصہ یہ بہت ہی دلنشین ہے

دربان سے کہا جواب دیدئے
گہر مین کوئی آجکل نہین ہے

جاؤن گا کہان مین اٹھکے ظالم
چوکھٹ ہے تری مری جبین ہے

کیون بات بگڑ نہ جاے میری — دشمن مرا تیرا ہمنشین ہے

زاہد کو چکھا دو تم زرا آج
ثروت کبھی اسنے پی نہین ہے

بیو فا تم سے مری جان بڑی مشکل ہے — تم نکالو مرے ارمان بڑی مشکل ہے
وہ نکالین مرے ارمان بڑی مشکل ہے — ہو یہ مشکل کبھی آسان بڑی مشکل ہے
وصل کیا دور سے دیدار بھی ممکن ہی نہین — غیر ہین انکے نگہبان بڑی مشکل ہے
قتل دشمن سے مجھے دیکھکے خوش وہ ظالم — میرے سر رکھتا ہے احسان بڑی مشکل ہے
ساتھ غیرون کو لیے وعدے پہ وہ آئے ہین — نکلے اب وصل کا ارمان بڑی مشکل ہے
جب کہا آپ پہ مرتا ہون تو فرماتے ہین — جان دینا نہین آسان بڑی مشکل ہے
نہ قضا آتی ہے فرقت مین نہ وہ آتے ہین — کشمکش مین ہے مری جان بڑی مشکل ہے
کسطرح وعدۂ فردا کو مین سمجھون جھوٹا — ہاتھ مین انکے ہے قرآن بڑی مشکل ہے
مرگ دشمن سے جو حال انکا پریشان دیکھا — ہو گئے ہم بھی پریشان بڑی مشکل ہے
بے نقاب آج مری بزم مین وہ آئے ہین — اب سلامت رہین اوسان بڑی مشکل ہے
کسطرح راز محبت مین بیان انسے کرون — غیر کے بھی ہین ادھر کان بڑی مشکل ہے
قبر مین کوئی نہین مونس و ہمدم اپنا — دل مین حسرت ہے نہ ارمان بڑی مشکل ہے
انکی محفل مین رسائی مری آسان نہین — سیکڑون در پہ ہین دربان بڑی مشکل ہے
بزم خلوت مین بھی جاتے نہین اونکے غمزے — ساتھ رہتے ہین نگہبان بڑی مشکل ہے
خواہش وصل عبث ہے دل ناداں تجکو — انسے ملنا نہین آسان بڑی مشکل ہے
وصف مہ انسے نکرنا تھا مجھے اے ثروت — طعنے دیتے ہین وہ ہر آن بڑی مشکل ہے

گر وہ ملے تو ناز نگہبان اٹھائیے
مطلب جو نکلے غیر کا احسان اٹھائیے

دربان کی سنین کوئی کب تک بھلا کرے
پھر اب اپنے در سے مری جان اٹھائیے

جوشِ جنون سے کہتی ہے دیوانگی مری
شورِ فغان سے سر پہ بیابان اٹھائیے

کل رات آپ غیر کے گھر پہ نہین گئے
اچھا اگر یہ سچ ہے تو قرآن اٹھائیے

بل کھا نہ جائین آپکی نازک کلائیان ملو
خنجر نہ میرے قتل پہ ایجان اٹھائیے

لذت اٹھا کے درد کی کہتا ہے دل مرا
تا زیست اب تو جورِ حسینان اٹھائیے

لطفِ وصال پہلے اٹھایا ہے مدتون
کس دل سے ہاے اب غمِ جانان اٹھائیے

عاشق سے اپنے وصل مین پردا نکیجیے
لِلّٰہ نقاب رخ سے مری جان اٹھائیے

ہین دیر سے گہن مین یہ رخسار چاند سے
رخ پر سے اپنے گیسوے پیچان اٹھائیے

پہلو مین وہ رقیب کے سوتے ہین چین سے
رو رو کے کیون نہ رشک سے طوفان اٹھائیے

کیا کیجیے کہ لطفِ ملاقات ہو نصیب
کیونکر مزہ وصال کا ایجان اٹھائیے

جو مانگنا ہو اپنے خدا ہی سے مانگیے
ثروت کسی بشر کا نہ احسان اٹھائیے

ٹوٹنا دم کا کسی بسمل سے پوچھا چاہیے
لذتِ زخمِ جگر گھایل سے پوچھا چاہیے

میرے سینے مین رہے ہین دونون برسون ایکساتھ
حالِ سوزِ ہجر میرے دل سے پوچھا چاہیے

قیس بیچارے کو کیا معلوم کسی شکل سے ہے
حسنِ لیلےٰ پردۂ محمل سے پوچھا چاہیے

کیون ہے مشتاقِ شہادت سے کھچاوٹ اسقدر
اسکا باعث خنجرِ قاتل سے پوچھا چاہیے

آنکھ ہی بتلائیگی باعث وفورِ اشک کا
وجہِ طغیانی لبِ ساحل سے پوچھا چاہیے

آکے قبرِ غیر پر کہنے لگے مجھسے وہ آج
سو رہا ہے کیون یہ اس غافل سے پوچھا چاہیے

آرسی ششدر ہی آئینہ ہی حیران کیا کہے
حسن اوس مہوش کا میرے دل سی پوچھا چاہیے

دیکہکر در پر کہڑے مجکو کہا اغیار سے
کیا طلب کرتا ہے اس سائل سی پوچھا چاہیے

خضر بیچارے ہین اس کوچہ سی بالکل نابلد
راہ الفت کی کسے کامل سی پوچھا چاہیے

جب مین کہتا ہونکہ مجہسے کسلئے ناخوش ہین آپ
نازسی فرماتے ہین یہ دل سے پوچھا چاہیے

جس سے وہ آہوی وحشی رام ہو جاے مرا
چٹکلا ایسا کسے کامل سے پوچھا چاہیے

کیون کہڑا ہی تیغ کہینچے کیون نہین ہوتا ہی وار
کیا ارادہ دلمین ہے قاتل سی پوچھا چاہیے

صیقلِ الفت نی دونون کو کیا ہے آئینہ
حال اونکی دلکا ثروت دلسے پوچھا چاہیے

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ دیوان تاج الکلام مصنفہ سرکار ابد قرار نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کراؤن آف انڈیا ئیس ولاوطبقہ اعلائے ستارہ ہند و رئیسہ بھوپال دام اقبالہا

طرفہ پری لقا ہے تاج الکلام ایسا — دلچسپ اور دل آرا جسکی ہر اک ادا ہے
وہ کونسی ہے خوبی جو ہو عیان نہ اسمین — دیوان ہے اے خدایا جام جہان نما ہے
ہے اسکا صفحہ صفحہ رشک چمن سراسر — دیوان کہو نہ اسکو باغ سخن کھلا ہے
معنی مین وہ ضیا ہے نقطون مین جو چمک ہے — عارض مین کب پری کے یہ تاب یہ صفا ہے
ہر بیت مین فصاحت ہر شعر مین بلاغت — بندش ہے سب نرالی انداز سب نیا ہے
مصرعہ ہر ایک اس کا ہے سحر کا سا پتلا — شعرونمین شوخیون سے جادو بھرا ہوا ہے
پیاری ہیں سب استعارے تشبیہین ساری دلکش — زیبا محاورونکا عالم ہی کچھ جدا ہے
ہین چلبلے مضامین الفاظ سب انوکھے — ترکیب کی نزاکت کچھ حد سے ہی سوا ہے
کب پہلے شاعرونمین شیرین زبانی ایسی — سرکار عالیہ کے شعرونمین جو مزا ہے
ثروت یہ تاجور کی نازک خیالیان ہین — تعریف اسکی جتنی کیجئے وہ سب بجا ہے

تاریخ طبع اسکی دل نے کہی ہے زیبا
دیوان تاجور کا لاریب دلکشا ہے
۱۳۱۵ھ

ایضاً

ہے تاج الکلام ایک محبوب دلکش — نئی اسکی سج دھج نرالی پھبن ہے
لکھا ہے ہر اک شعر جوبن کا اسمین — غضب سادگی ہے عجب بانکپن ہے
مضامین اچھوتے ہین شرم و حیا کی — کہ بیٹھے کوئی سر جھکائے دولہن ہے

ہے اک باغ گویا یہ دیوان سارا
فدا اسپہ ہر ایک غنچہ دہن ہے

کہا دل نے ثروت کہ تاریخ لکھدے
کہ تو بھی تو مشہور اہل سخن ہے

کہا ہینے الہٰی کا نام لیکر
بہار سخن ہے بہار حسین ہے
۱۳۱۵ھ

ایضاً

تاج الکلام ایک طبق موتیون کا ہے
نایاب بھی ہین جسمین گہر لاجواب بھی

معشوق زرنگار ہے اسکا ورق ورق
دکھلا رہا ہے حسن رقم آب و تاب بھی

ہر دائرہ ہے دائرۂ آسمان کی شکل
ہر نقطہ آفتاب بھی ہے ماہتاب بھی

افشانکی ہے چمک تو سیاہی کی ہر دنک
ہے آسمان صفحہ یہ برق و سحاب بھی

دیکھو تو نقطہاے مسلسل کی آب و تاب
پانی ہے جسکے سامنے موتی کی آب بھی

ہر شعر سے عیان قد معشوق کی ادا
آنکھون مین شرم بھی ہے نظر مین حجاب بھی

تاریخ بھی حسین یہ ثروت نے ہے لکھی
حسن سخن کیساتھ ہے حسن کتاب بھی
۱۸۹۷ء

ایضاً

کلام ایسا دنیا مین کسکا بھلا ہے
ہین بہوسے سخنور بیان لنترانی

کوئی کیا کہے گا کوئی کیا سنے گا
نہین کوئی دنیا مین ایسی کہانی

مسلسل مضامین اگر دیکھہ پائین
کرین پھر نہ شاعر کبھی گلفشانی

ہوی فکر تاریخ فصلی کی مجکو
کہ یہ بھی رہے ایک میری نشانی

بآواز ہاتف نے مصرع پڑھا یہ

چھپا تاجور کا یہ دیوانِ ثانی
۱۳۱۰ھ ف

قطعہ تاریخ مثنوی صدق البیان مصنفہ حضور سرکار عالیہ والیہ بھوپال دام اقبالہا

سرکار کی مثنوی چھپی ہے
ہر دل کی کلی کلی کھلی ہے

انداز نرالا طرز انوکھا
تازہ ہے روش ادائی ہے

دلچسپ سخن لطیف مضمون
گر حور ہے یہ تو وہ پری ہے

کہتا ہے جو دیکھتا ہے اسکو
اعجاز ہے یا یہ شاعری ہے

یون مثنویان ہوئین ہزارون
یہ چیز مگر کچھ اور ہی ہے

ہر فرد بشر ہے سنکے شیدا
اشعار مین کیا ہی دلبری ہے

سب حال بیان کئے ہین سچے
بس نام اسی کا شاعری ہے

ثروت کہو دلسے طبع کا سال
کیا خوب دلا یہ مثنوی ہے
۱۳۱۰ھ

در تقریب جشن بسم اللہ نور چشم میان قدر محمد خان طولعمرہ

قدر کی تو نے جو کی آج شہا بسم اللہ
للہ الحمد زبانو پہ ہے یا بسم اللہ

آج پڑہتا ہے جو دلبند ترا بسم اللہ
رکھتی ہے ورد زبان خلق خدا بسم اللہ

اے خوش اقبال پڑہ اسکو کہ ملے دولت علم
گنج ہر علم کی ہے قفل کشا بسم اللہ

کشورِ علم کی تسخیر رہو آسان تجکو
ہے مددگار تری نام خدا بسم اللہ

آج وہ دن ہے کہ انعام ہے سرکار تا عام
ہے پئے خلقِ خدا فضلِ خدا بسم اللہ

جسکو دیکھو دُرِ مقصود بدامن ہے وہ
ہے عجب عقدۂ امید کشا بسم اللہ

فیض سرکار کی تقسیم ہے آئے حاتم
وہ بھی اس خوان کا ہو زلہ ربا بسم اللہ

قیصری جشن سنا کرتے تھے افسانونمین
جشن آنکھونسے ترا دیکھہ لیا بسم اللہ

پہولا جامے مین سمائے کوئی کیا شادی سے
ہے تری تو گل دولت کی شہا بسم اللہ

نسبہ اور قدر یہ اور جملہ ہوا خواہون پر
سایہ گستر رہے ہر صبح و مسا بسم اللہ

واصفِ جشنِ جم اس جشن کو دیکھے آکر
ہاتھہ کنگن کیلئے آرسی کیا بسم اللہ

اہلِ تاریخ مقر ہین کہ سلف سے تا حال
کبھی ایسی نہین دیکھی سخا بسم اللہ

حضرت شاہجہان کو ہو مبارک ثروت
یہ نشاط و طرب و عیش فزا بسم اللہ

قصیدہ

در تہنیت بسم اللہ میان قدر محمد خان سلمہ

جہانمین غل ہی بسم اللہ کا شہرت ہو تو ایسی ہو
زمانا ہی نشاط آگین مسرت ہو تو ایسی ہو

یہ وہ جشن طرب ہے آج کے دن جسکی شادی مین
کرم سے تاجور کا عام رحمت ہو تو ایسی ہو

زہے شاہجہان جسکے حشم کا دیکھکر عالم
سلاطینِ زمان کہتے ہین شوکت ہو تو ایسی ہو

شہا آسودہ ہے خلقِ خدا تیرے زمانے مین
کہ و مہ شاد و خرم ہین فراغت ہو تو ایسی ہو

کیا یہ جشن ایسا تو نے گر جمشید بھی دیکھے
کہے واقع مین بزم عیش و عشرت ہو تو ایسی ہو

عطائے خلعت و شال و زر و سیم و جواہر سے
کیا تو نے غنی سبکو سخاوت ہو تو ایسی ہو

تری باغ بہار افزا کا لکھون وصف کیا شاہا
فدا ہے تازگی جسپر نظارت ہو تو ایسی ہو

یہی کہتے ہین قیصر باغ کو بہی دیکھنے والے
کہ اسکا نام آرایش ہے زینت ہو تو ایسی ہو

نگارین کمرۂ زرکار اوس کا دیکھے گر مانی
کہے انصاف سے واللہ صنعت ہو تو ایسی ہو

بنا ہے یہ مکان دلچسپ و دلکش بینظیر ایسا
نہین ثانی کہین اسکا عمارت ہو تو ایسی ہو

بلند اس درجہ تیرا عتبۂ ایوان دولت ہے
فلک بہی دیکھکر کہتا ہے رفعت ہو تو ایسی ہو

جہا سے نام حاتم مٹگیا تیرے زمانہ مین
جو بخشش ہو تو ایسی ہو سخاوت ہو تو ایسی ہو

شجاعون کے بہی دل تہراتے ہین دربار مین تیرے
شکوہ و فر کے یہ معنی ہین صولت ہو تو ایسی ہو

ہزبران قوی تن کو غزال آنکھین دکہاتے ہین
زہے نصفت ضعیفونکی حمایت ہو تو ایسی ہو

ترے ایام مین بیخوف ہے دراج شاہین سے
اسی کہتے ہین انصاف اور عدالت ہو تو ایسی ہو

شمیم خلق سے تیرے معطر ہے جہان یکسر
جو خوشبو ہو تو ایسی ہو جو نکہت ہو تو ایسی ہو

سخن کی تیرے ارباب سخن یون داد دیتے ہین
فصاحت ہو تو ایسی ہو بلاغت ہو تو ایسی ہو

جو آیا شہر مین تیرے وطن اُسکا ہوا گویا
نوازش ہو تو ایسی ہو عنایت ہو تو ایسی ہو

ہوے منقاد تیری جتنے تھے سرکش زمانہ مین
ریاست یا سیاست درحقیقت ہو تو ایسی ہو

یہ جشن فرخی دیکہا تو ثروت نے دعا یون دی
مبارک حضرت آقا کو عشرت ہو تو ایسی ہو

دعا دی حضرت شاہجہان بیگم کو اے ثروت
کرم ہر دم ہے تجہپر مہر و شفقت ہو تو ایسی ہو

خمسہ جات

خمسہ بر غزل عُلیا حضرت حضور سرکار عالیہ والیہ ریاست بہوپال دام اقبالہا

بزم دشمن مسین تذکرا ہو گا
ہمدموا اک عجب مزا ہو گا
کوئی چپ چپ سکے تاکتا ہو گا
مہربان جب وہ پر جفا ہو گا
حال میرا خوشی سے کیا ہو گا

ہے جو شمشیر ہاتہہ مین اُنکے
منہ سے گو اپنے وہ نہین سکتے
قتل کرنے ضرور ہین آئے
ہاتھہ رنگین نہین ہے مہندی سے
خون کسی بیگناہ کا ہو گا

عاشقون کا تو ہے یہی شیوہ
ہے تقاضا یہی محبت کا
حال پروانہ کیا نہین ہے سنا
اے دل اسیر فدا ابہی ہو جا
آخر اک روز تو فنا ہو گا

جور کی تیرے خلق مین ہے دہوم
جب رہے گا تو رات دن مغموم
ظلم سہتا ہون بنکے مین مظلوم
قدر ہو جائیگی مری معلوم
تو کسی کا جو مبتلا ہو گا

طور انداز ہین سنئے سارے
کبہی آتے نہین بلانے سے
کوہی کیا جان نثار تسے ملے
بچکے چلتے ہو میرے سایہ سے
کوئی تم سا ہی پارسا ہو گا

وصل ایسی ہی چیز ہے اے یار
چتنو نین کہتی ہین پکار پکار
کوہی کرتا نہین کبہی اقرار
گو بظاہر ہے وصل سے انکار

دل مین شوق آپ کے بھرا ہو گا

پھر یہ ثروت مجھے ستاتی ہین
کیون مرے لب پہ لوٹی جاتی ہین
وصل کی یاد کیا دلاتی ہین
تاجور ہچکیان جو آتی ہین
یاد اُسنے مجھے کیا ہو گا

ایضاً

طلسم اک دکھاتا ہے نقشا کسیکا
نظر مین جمے خاک چہرا کسیکا
لکھون کیا مین ثروت سراپا کسیکا
وہ ہے حسن مین آج شہرا کسیکا
کہ ایسا ہوا ہے نہ ہو گا کسیکا

پڑی آجکل ایک ہلچل سے گھر گھر
ہر اک شخص کو جان اپنی ہے دوبھر
کرے وار دیکھین وہ کس پر ستمگر
بکف تیغ کین گھر سے نکلا ہے باہر
خدا جانے کیا ہے ارادا کسیکا

ہنسی۔ قہقہہ۔ ناز و شوخی کرشما
ستم ہے بلا ہے غضب کا ہے غمزا
کسی مین نہ دیکھے یہ انداز اصلا
کہون کیا کہ کیا حال کرتا ہے دلکا
چرا کر نظر مسکرانا کسیکا

کبھی رونا دھونا جو شبکو سنینگے
شکایت مسیحا بھی میری کرینگے
اوتر کر فلک سے زمین پر رہینگے
ملک الامان کے سوا کیا کہین گے
فلک پر جو پہونچے گا نالہ کسیکا

نظر سوے گلشن جو ہمنے اُٹھائی
تو غنچون نے صورت کسیکی دکھائی
گلون کے تبسم نے بجلی گرائی
نسیم سحر ناز کرتی جو آئی

تو یاد آ گیا ہمکو آنا کسیکا

سے ہے سختی یہہ دل مین تری جیسی واعظ ۔ ہر اک کی طبیعت نہین ویسی واعظ
کڑوی ہے زبان اُف تری کیسی واعظ ۔ جھڑک کر نگر گفتگو ایسی واعظ

مرا دل ہے نازونکا پالا کسیکا

نہ بہلی پھر اُسکی طبیعت کسیدن ۔ لگی دل کی اُسکے نہ وحشت کسیدن
ملا پھر نہ آرام ثروت کسیدن ۔ ملی اُسکو دم بھر نہ راحت کسیدن

ہوا تا جو رجب سے شیدا کسیکا

ایضاً

آگیا اب لبون ہی پر دم ہے ۔ اور توقع بہی زیست کی کم ہے
جسکو دیکھو اُسے مرا غم ہے ۔ چشم اغیار بہی تو پُر نم ہے

ترے بیمار کا یہ عالم ہے

اے دلِ دردمند ہوش مین آ ۔ دوست دنیا مین کون ہے تیرا
پاس کوئی کھڑا نہین ہوتا ۔ اک غمِ ہجر کا ہے کیا شکوا

یہ جہان تو سراسر پُرغم ہے

چاند نکلا ہے ہے مزے کی شام ۔ مٹ گئی آج گردشِ ایام
میرے حصے مین تہا کہان آرام ۔ شاید آتا ہے یار کا پیغام

دلِ مضطر کی کچھہ تڑپ کم ہے

تہی ابہی خوب چاندنی چھٹکی ۔ ہو گئی صبح ہاے کیا جلدی
بات کوئی نہین ہوئی پوری ۔ نکلین کیا خاک حسرتین دلکی

وصلکی رات ہوتی ہی کم ہے

دل مین ثروت سنے ہے یہ ٹھان لیا　　بات لب تک نہ آئیگی اصلا
ہے خیال آپ کا درست و بجا　　راز دل تاجور ہو افشا

عشق مین ضبط ہی مقدم ہے

ایضاً

یہہ تو مانا وہ ستم پیشہ جفا کار بھی ہے　　فتنہ پرداز دغا باز ستمگار بھی ہے
اسکو کیا کیجیے سب کچھہ ہی مگر یار بھی ہے　　دل لیا اُسنے تو لینے دو وہ دلدار بھی ہے

غم دیا اُسنے تو کیا غم ہے وہ غمخوار بھی ہے

تیرے صدقے نگہ لطف ادہر بھی ہو زرا　　تیرے قربان زرا آکے گلے سے لگ جا
دیکہہ تو کب سے ہے یہ آس لگائے بیٹھا　　کبھی اسکو بھی عنایت ہو ذقن کا بوسا

دم تیری چاہ کا بھرتا یہ گنہگار بھی ہے

دیکھو تم قہر بھری آنکھ سے سو بار اگر　　نہین چھپنے کی میری جان محبت کی نظر
اوپری دل سے تمہاری خفگی ہے مجہپر　　کیون بناوٹ سے جھڑکتے ہو بنا کر تیور

باتین غصے کی ہین نظرونسے عیان پیار بھی ہے

عشق کا کھیل کسی روز جو ہمنے کھیلا　　جیتے بھی ہارے بھی ہر بار لگا چسکا پایا
لطف بوسہ کا اُٹھایا کبھی دل کا صدمہ　　دل کبھی دیکے اُٹھے لیکے کسیدن بوسا

جیت بھی بازئ الفت مین ہے اور ہار بھی ہے

تمنے کب عشق کے بیمار کو یا قوتی دی　　کون سے دن جگر افگار کو یا قوتی دی
جھوٹے بیمار کو مکار کو یا قوتی دی　　بوسۂ لب کی جو اغیار کو یا قوتی دی

مستحق اُسکا یہ عاشق ہے کہ بیمار بھی ہے

دمبدم نالۂ پر زور جو مین کرتا ہون
آہ اب جینے کے آثار نہین مرتا ہون
منہ کو آ جائے کلیجا نہ کہین ڈرتا ہون
کچھ فقط آہ مسلسل ہی نہین بھرتا ہون
راتدن ہجر مین اشکونکا بندھا تار بھی ہے

چھیڑ کیا ان دیتا ہے دل لیکے وہ ظالم بدخو
کیا یہ ثروت نے کہا تمسے ادہر تو دیکھو
کیا غرض جان بھی دو رنج کی باتین بھی سنو
تا جور دل کبھی دنیا نہ خدا را اسکو
گرچہ دلدار ہے لیکن وہ ستمکار بھی ہے

ایضاً

تشنۂ دید کا پیاسا ہون پلاتے جاؤ
پردۂ شرم مریجان اُٹھاتے جاؤ
تم جب آئے ہو تو صورت بھی دکھاتے جاؤ
وقتِ رخصت مجھے سینے سے لگاتے جاؤ
آگ جو دلمین لگی ہے وہ بجھاتے جاؤ

خیر سے قطع تعلق تو نہین تدِ نظر
نہ سہی مہر و وفا ظلم و جفا ہو اسپر
نہ عنایت کی نظر ہے نہ غضب کے تیور
چشم الفت سے نہین دیکھتے عاشق کو اگر
آنکھ غصے ہی کی تم اسکو دکھاتے جاؤ

جب کبھی مجمع عشاق مین وہ آتے ہین
دلِ وحشی کے لئے جال یہ پھیلاتے ہین
دوش پر ڈال کے زلفونکو غضب ڈہاتے ہین
کھولکر دام وہ گیسو کا یہ فرماتے ہین
عاشقو طائر دل اسمین پہنساتے جاؤ

کون مانع ہے مریجان ستاؤ لیکن
اوٹھ کے پہلو سے مرے دلکو بٹھاؤ لیکن
شوق سے تم مجھے دیوانہ بناؤ لیکن
روکتا کون ہے جاتے ہو تو جاؤ لیکن

دل کے بہلانیکے اسباب بتلاتے جاؤ

ہر ادا ہوتی ہے معشوق کی عاشق کو پسند ٹھہر یا مہر ہو ہر بات کے ہین خواہشمند
ہین محبت کے گرفتار تمہارے پابند باز آئیگا نہ دل چاہے سہو ہمت ہے بلند
کم کئے جاؤ کرم جور بڑہاتے جاؤ

آج پورے ہوے ارمان دل مضطر کے شکر صد شکر کہ ساقی نے کیا یاد مجھے
اتنا احسان کرو اور تمہارے صدقے جام سے دیتے ہو مجکو تو گزک کے بدلے
ذائقہ بوسۂ لب کا بہی چکہاتے جاؤ

اللہ اللہ وہ کس درجہ ہین ہٹ کے پورے ایسے ضدی تو زمانے مین ندیکھے نہ سنے
ماجرا رات کا پوچھو تو زرا اثر و تے سے تا جو ز شب مری روکے سے وہ رکتی ہی نہ تہے
جب کہا جاؤ تو بولے نہین جاتے جاؤ

خمسہ بر غزل جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

یہ کیا جال وہ زلف پھیلا گئی کہ بل کہا کر دل پر مرے چھا گئی
وہ شوخ آنکھہ نقش اپنا بٹھلا گئی وہ صورت تصور مین کیا آ گئی
پری آ کے تصویر کھچوا گئی

یہ عیار ہے جان کی تاک مین لگی رہتی ہے ہر گھڑی تاک مین
یہ آفت ہے ظالم تری تاک مین قیامت ہے زاہد اسی تاک مین
ادہر تو نے پی اور ادہر آ گئی

نئی اک مصیبت ہے آٹھون پہر اُٹھے کیون نہ رہ رہ کے درد جگر

یہ اندھیر تازہ ہے اے چارہ گر — کھلا انکا جوڑا تو دشمن کے گھر

اندھیری مرے گھر میں کیوں چھا گئی

ہوی ناامیدی جو دلکو مرے — مٹے حوصلے لذتِ وصل کے
وہ حسرت وہ ارمان جاتے رہے — قیامت ہیں اے یاس جھونکے ترے

مری شاخِ امید مرجھا گئی

یہ کہتے ہیں مایوس تیور مرے — کوی خواہشِ وصل کبتک کرے
غضب ہیں یہ اندازِ حسرت بھرے — قیامت ہیں ای یاس جہونکے ترے

مری شاخِ امید مرجھا گئی

مرے غم میں یہ بھی ہے کیا بیقرار — یہ آئی ہے ہونٹوں پہ کیا بار بار
بتا تو یہ کیا رنگ ہے گلعذار — تری طرح یہ بھی ہے کیا سوگوار

ہنسی میرے پہلو میں کیوں آ گئی

ملی ابتدا ہی میں ایذا بڑی — خزاں غنچے کے سر پہ مصیبت پڑی
نہ دیکھی بہارِ چمن دو گھڑی — مرا دل تھا وہ پھول کی پنکھڑی

چمن میں جو کھلتے ہی مرجھا گئی

یہ کیا دل میں ثروت کے آئی امیر — کیا آپ سا یار کو بھی امیر
قیامت ہے جوشِ جوانی امیر — ادھر شرم ادھر توبہ ٹوٹی امیر

شکست آج دونوں طرف آ گئی

ایضاً

جاتی ہے مری جان وہ دلبر نہیں آتا — یہ طرفہ ستم ہے کہ ستمگر نہیں آتا

سب آتے ہین وہ فتنۂ محشر نہین آتا
پرسش کو مری کون مرے گھر نہین آتا

تیور نہین آتے ہین کہ چکر نہین آتا

اغیار نے بوسے بھی لیے ہونٹھ بھی چوسے
ملتی سی ہے کچھ بوئے بدن غیر کی بو سے
ظاہر ہین یہ انداز سبھی زردی رو سے
تم لاکھ قسم کھاؤ نہ ملنے کی عدو سے

ایمان سے کہدون مجھے باور نہین آتا

آنکھونکو نظر دی ہے زبانون کو تکلم
جاری ہے ہر اک شے کیلئے فیض کا قلزم
گل بوٹے دیے خاک کو افلاک کو انجم
بھول اُسنے کھلائے کہ بتو یہ نکھو تم

اللہ کے گھر سے ہمین زیور نہین آتا

افسوس مزے دید کے پاتا نہین ناصح
وہ پیاری ادا دیکھنے پاتا نہین ناصح
کچھ لذتِ دیدار اُٹھاتا نہین ناصح
چوٹ اُس نگہ ناز کی کھاتا نہین ناصح

یہہ صید کبھی تیر کی زد پر نہین آتا

وہ آنکھ پھری کیا کہ پھرا ہے اک عالم
کیا کیجیے ہر بات سے محروم ہین اب ہم
سب کی نگہہ مہر گھٹی لطف ہوا کم
قاتل ہی کے کھنچنے کی شکایت نہین ہمدم

خنجر بھی تو پہلو کے برابر نہین آتا

ہین دید کی دشمن رخِ روشن کی شعاعین
پھیلاتی ہین دامن رخ روشن کی شعاعین
ہوجاتی ہین رہزن رخِ روشن کی شعاعین
بنجاتی ہین چلمن رخ روشن کی شعاعین

آتا بھی ہے باہر تو وہ باہر نہین آتا

ممکن ہی نہین دیکھنا اُسکا ہو میسر
ہو سامنا کس شکل سے ملنا ہو تو کیونکر
ثروت کیطرح در سے اُٹھی بیٹھ کے در پر
ہم جسکی ہوس مین ہین امیر آپ سے باہر

وہ پردہ نشین گھر سے بہی باہر نہین آتا

ایضاً

وے وہ شے زیبا ہو جنکے لئے
جو کبھی رکہہ چھوڑی ہے کس دن کیلئے

خیر سے ہر کیا پہلا کن کے لئے
تندرے اور ایسے کمسن کیلئے

ساقیا ہلکی سی لا ان کے لئے

حسن کے گلشن مین آئی ہے بہار
گل رخ رنگین یہ ہوتے ہین نثار

دل اُڑا لیتا ہے جوبن کا اُبہار
ہے جوانی خود جوانی کا سنگار

سادگی گہنا ہے اس سن کیلئے

طبع نازک مین ہے اتنی نازکی
ناپسند اُسکو ہے رنگ شوخ بہی

وے ندینا پہول سوسن کا کبہی
باغبان کلیان ہون ہلکے رنگ کی

بہیجنا ہے ایک کمسن کیلئے

میرے پاس آکر وہ گل بیٹھا ادہر
ہو گئے آثار شب ظاہر ادہر

شام کو ہمراہ لائی ہے سحر
وصل کا دن ہو رہا تہا مختصر

دن سگنے جاتے تہے اس دن کیلئے

شہرے تہے عالم مین جنکی عقل کے
جو کسی کے دام مین پہنستے نہ تہے

وہ بہی فقرو مین ہمارے آگئے
بوسہ بازی مین انہین دہوکے دے

سب بے گنے دن بہنے ۔ دس گن کیلئے

کیا کہی تہی بات یہ سینے بری
آپکو زیبا نہین بے پردگی

وہ بگڑ بیٹھے یہ دیکہو دل لگی
کہتے ہین چہپنے کی بہی اچہی کہی

پر وہ مین بیٹھین گے ہم ان کے لئے

بیوفا ہین بیوفا ہین بیوفا — پر جفا ہین پر جفا ہین پر جفا
ایسون سے کیا رکھے کوی آسرا — ساری دنیا کے ہین وہ میرے سوا
مین نے دنیا چھوڑ دی سب جنکے لئے

دیکھ پچتائیگا اے خانہ خراب — دن گذر جائینگے یہ مانند خواب
پھر کہان تو اور کہان عہد شباب — پی بھی لے زاہد جوانی مین شراب
عمر بھر ترسے گا اس دن کیلئے

خود ہی تھے ثروت مین جو اپنی نظیر — مر گئے پر ہین کفن کو بھی فقیر
کیا ہوا وہ مال و سامان کثیر — لاش پر عبرت یہ کہتی ہے امیر
آئے تھے دنیا مین اس دن کیلئے

ایضاً

ہوتے ہی سر پر بلا نازل گیا — ڈھونڈھنے سے اب ہے کیا حاصل گیا
ہاتھ سے کیا ہمدم کامل گیا — کوچۂ قاتل مین اپنا دل گیا
خاک مین ملنے کا رستہ مل گیا

ہے حسینونکا یہ انداز سخن — گر گئے آنکھون سے نسرین نسترن
کھلکھلایا آنکھون کے آگے اک چمن — مسکرانے مین کھلا کیا وہ دہن
غنچۂ تصویر گویا کھلگیا

ہائے لطف ذبح کیسا کھودیا — رحم میرے حال پر کیون آگیا
سنگدل تھا وہ یہ پھر ہی کیا ہوا — اے نگاہ یاس تیرا ہو برا

گھر تلک روتا ہوا قاتل گیا

غم نہین گر سر پہ ہو شور و نشور
گو سمجھتے ہین کہ ہم ہین بے قصور
ہان مگر اتنا تو ہوتا ہے ضرور
اپنی دم پر جہان بگڑے حضور
لب ہلائے آپنے دل ہلگیا

یون تو نازک ہوتے ہین پیاری حسین
ایسے نازک وہ ہین دیکھے نہین
کچھ نزاکت کی بھی حد ہے نازنین
خواب مین آنکھین جو تلوون سے ملین
بولے اُف اُف پانون میرا چھلگیا

بزم مین بیٹھا تھا بے وسواس مین
کچھ رہا دلمین بھرے کچھ پاس مین
عزم کو اپنے نہ آیا راس مین
اُٹھکے جا بیٹھا جو اُنکے پاس مین
بولے کچھ مل بیٹھنے سے ملگیا

ہین وہ بیشک صاحب تاج و سریر
کوی بھی ثروت نہین اُسکا نظیر
مہربان اُنپر ہے خلاق قدیر
حل مرے مشکلکشا نے کی آمیر
لیکے کیسی ہی کوی مشکل گیا

ایضاً

طرفہ گل یار کھلا جاتا ہے
اچھے اچھونکو چھپا جاتا ہے
رنگ ہر اک کا اُڑا جاتا ہے
چاندنی مین جو وہ آجاتا ہے
چاند کو داغ لگا جاتا ہے

کوی دیکھا نہین لاغر ایسا
ہو کے دنیا مین نہین ہے گویا
ہے نزاکت مین کمر سے بھی سوا
کسقدر زار ہے عاشق تیرا

رنگ کیساتھہ اُڑا جاتا ہے

قتل پر اُسنے اُٹھایا ہے حلف
قتلگہ مین نہ بچیگی کوی صف
پھر ضرور آئیگا وہ میری طرف
سر بکف مین ہون وہ شمشیر بکف

فیصلہ آج ہوا جساتا ہے

طالب دید کو ترسائین نہ آپ
زلفین رخسار و نپہ بکھرائین نہ آپ
جو ہو بیتاب اُسے تڑپائین نہ آپ
آئینہ دیکھکے شرمائین نہ آپ

دیکھیے کوئی کہا جاتا ہے

رنگ الفت ہے زمانے سے جدا
ملگیا خاک مین جو اس مین پھنسا
دور ہی رہنا تے اس سے اچھا
دلگی سمجھے ہو آنا دل کا

جان جاتی ہے جب آجاتا ہے

آجکل جوش پہ ہے نشۂ حسن
بن نہ انگور کی مئی نشۂ حسن
ہے مگر لطف کی شے نشۂ حسن
اتنی تیزی نکرے نشۂ حسن

کوی بیہوش ہوا جاتا ہے

وصل کی اب نہین کوی تدبیر
چپ رہے کیون نہ وہ مثل تصویر
کچھہ عجب اپنی ہے ثروت تقدیر
کہیے مطلب کی جو اُس سے تو امیر

سنکے وہ صاف اُڑا جاتا ہے

خمسہ بر غزل جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا مصیبت تھی شب تار کہون یا نکہون
کس بلا مین تہا گرفتار کہون یا کہون

قصۂ ہجر مین اے یار کہون یا نکہون / حال دل تجھسے دل آزار کہون یا نکہون

خوف ہے مانع اظہار کہون یا نکہون

سخن سخت زبان پر مری جان لاتے ہو / بید لرزان کیطرح غصے سے تھراتے ہو
قتل کیواسطے جلاد کو بلواتے ہو / نام جب آتا ہے ظالم کا بگڑ جاتے ہو

آسمان کو بھی ستمگار کہون یا نکہون

گالیان سیکڑون دین آپنے مجکو ابتک / پر شکایت نہین آئی کبھی میرے لب تک
ضبط اسدرجہ کیا ہو سکا مجھسے جبتک / آخر انسان ہون نہین صبر و تحمل کب تک

سیکڑون سنکے بھی دو چار کہون یا نکہون

چپ مرے پہلو مین بیٹھے ہو یہ کیا عقدہ ہے / بت بنے رہنے سے مطلب نہین برا تا ہے
کچھ زبان سے تو کہو تم یہ مرا منشا ہے / ہاتھ کیون رکھتے ہو منہ پر مرے مطلب کیا ہے

باعث رنجش و تکرار کہون یا نکہون

بزم مین یہ بھی چلے آتے تھے ہمراہ مرے / پر ہوئی انکی طرف یار توجہ پہلے
شوق سے کان لگا کر سنو قصے انکے / کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے

مجکو کیا حکم ہے سرکار کہون یا نکہون

ہجر جانا نمین ہوئی زار یہ اپنی حالت / اب نہین ضبط کی دلمین ہے مرے بالکل طاقت
لب پہ ہر دم ہے فغان زرد ہے رخ کی رنگت / نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت

سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

سب پہ روشن ہے جو ہے ہند مین شوکت میری / ہون وہ استاد زمانہ مین ہے شہرت میری
نہین پوشیدہ ہے ثروت یہ حقیقت میری / داغ سے ہے نام مرا برق طبیعت میری

گرم اسطرح کے اشعار کہون یا نکہون

ایضاً

مجبور کبھی ظلم سے قاتل نہین ہوتا
بے زیچ کسے کیا کوی بسمل نہین آتا
کیا اور کوی جور کے قابل نہین ہوتا
کیا لطف ستم یون انہین حاصل نہین ہوتا
غنچے کو وہ ملتے ہین اگر دل نہین ہوتا

کچھ قول کیا تھا کبھی تم یاکرو تو
ایسا نہو پہر وعدہ خلافو نہین نہ ٹھہرو
یہ بہی نہ سہی جانے دو لو اسکو تو مانو
انکار تو کرتے ہو۔ مگر یہ بہی سمجھ لو
بیوجہ کسی سے کوی سائل نہین ہوتا

کہیے تو ذرا کسنے سکھائے یہ طریقے
دنیا سے ہین سرکار کے انداز نرالے
سے ہے اتنی حیا وصل مین عاشق سے تو اپنے
کھل کھیلے وہین آپ جہان چار مین بیٹھے
یہ شرم یہ پردہ سر محفل نہین ہوتا

بیمار سے ہی کرتے ہین غمزے پے تسکین
انداز نکالے ہین یہ اچھے پے تسکین
کیا خوب دیے جاتے ہین فقرے پئے تسکین
بنجاتے ہین نادان وہ کیسے پے تسکین
رکھتے ہین وہان ہاتھ جہان دل نہین ہوتا

ہے تیری طرح یار مرا دل بہی ستمگر
دشمن یہ مری جان کا ہو جاتا ہے اکثر
سینے ہی ہی شان سے ہے اب جی مین مقرر
رکھہ لون ترے پیکانکو کلیجے سے لگا کر
اپنا کبھی ہوتا ہے کبھی دل نہین ہوتا

آزار محبت مین یہان جان ہی دیدی
تکلیف سہی صبر کیا آہ نہ کھینچی
اسپر بہی کوی خوش نہین تعریف تو کیسی
یہ داد ملی اونسے مجھے کاوش دل کی

جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہین ہوتا

ثروت عجب حیرت مین ہون کچہ بن نہین آتی — مجبور محبت مین ہون کچہ بن نہین آتی
مین کیسی مصیبت مین ہون کچہ بن نہین آتی — ای داغ کس آفت مین ہون کچہ بن نہین آتی
وہ چھینتے ہین مجہ سے جدا دل نہین ہوتا

ایضاً

خواہش وصل اُسی پہلو مین بٹہالون تو کہون — رنجشین دل کی ذرا پہلے مٹالون تو کہون
داستان ہجر کی اپنے مین سنالون تو کہون — درد دل کا کوئی پہلو جو نکالون تو کہون
اپنے روٹھے ہوے دلبر کو منالون تو کہون

کیا کہون حسن مین ہے وہ ستم آرا کیسا — حور کی شکل ہے ایسی نہ پری کا نقشا
ہمدمو۔ یون نہ تمہین اسکا یقین آئیگا — پوچھتے کیا ہو کہ کیسا ہے کتابی چہرا
پہلے مین ہاتھ مین قرآن اُٹھالون تو کہون

ہمنشین پاس تو بیٹھے ہین وہ جلدی کیا ہے — راہ پر لا کے مین کہہ لونگا جو کچہ کہنا ہے
ہاے یہ پوچھ نہ مجھسے مرا کیا منشا ہے — جو مرے دل مین ہے کہتے ہوئے جی ڈرتا ہے
گدگدا لون تو کہون پانون دبا لون تو کہون

کوئی کہتا ہے کہ ہے مہر و وفا مین لذت — کوئی کہتا ہے کہ ہے شرم و حیا مین لذت
خود وہ کہتا ہے کہ ہے جور و جفا مین لذت — مین نے جو پائی ہے اُس تیغ ادا مین لذت
سامنے خضر و مسیحا کو بٹہالون تو کہون

چبھ گئین دل مین مرے اسکی نکیلی گاتین — بھولی بھالی ہے نہین جانتی چالین گہاتین
یاد آتی ہین مجھے اُسکے وہ پیاری راتین — شب ہجران مین جو کچہ اس سے ہوئی ہین باتین

تری تصویر کو سینے سے لگالون توکہون

تاب وہ تذکرۂ غم کی نہین لائینگے
رفتہ رفتہ مگر اس راہ پہ وہ آئینگے
ابہی بچپن ہے وہ ناوان ہین گہبرائینگے
ایک بیک سنکے مرا حال اُکہڑ جائینگے
ہمنشین مین اُنہین باتو مین لگالون توکہون

تہک گیا دور سے آیا ہونمین ای داورحشر
کیا کرون عشق کا بندہ ہونمین ای داورحشر
اپنے بیگانے سے چہوٹا ہونمین اے داورحشر
رات بہر ہجر مین جاگا ہونمین اے داورحشر
حالِ دل کوی گہڑی آنکہہ لگالون توکہون

جان و دل جنکو لئے ہاتہہ سر یان کہو بیٹہے
ناصحو کیا مین کہون کیسے اُٹہائے صدمے
وہی کمبخت مرے خون کے پیاسے نکلے
جو گذرتی ہے مرے دم پہ نہ پوچہو مجہسے
گالیان عشق و محبت کو سنالون توکہون

پوچہو گلچین سے ترا اُسنے بگاڑا کیا تہا
واہ اچہی کہی اب صبر و تحمل کیسا
کونسے جرم مین ثروت ہے گرفتار بلا
واغ پابند قفس ہون نہین کچہہ کرسکتا
دامِ صیاد سے مین چہوٹ کر جا لون توکہون

ایضاً

ہمنے بگڑ کے کیا کہا اے جان جائیے
لیتے نہین ہم آپ کا احسان جائیے
دل مین نہین ہے ملنے کا ارمان جائیے
اب وہ یہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے
اللہ تیری شان کے قربان جائیے

گہر غیر کے نہین گئے مہمان جائیے
کہتا ہون ہاتہہ جوڑ کے اے جان جائیے
بیوجہہ زلف و رخ ہین پریشان جائیے
بگڑے ہوے مزاج کو پہچان جائیے

سید ہی طرح نہ مانیے گا مان جائیے

سرکار اذن دیتا رہونگا مین تا بہ کے
بزم عدو مین جائیے یون کرکے جھگڑا طے
کہدیجیے کہ تیری اجازت ہے کون شے
کس کا ہے خوف روکنے والا ہی کون ہے

ہر روز کیون نہ جائیے مہمان جائیے

دنیا مین کون صاحب باطن ہے آپ سا
روشن ہے حال آپ پہ سارے جہان کا
کچھ تو زبان سے کہیے کہ ہے کیا یہ ماجرا
محفل مین کس نے آپ کو دل مین چھپا لیا

اتنو نہین کون چور ہے پہچان جائیے

ملنے کی وجہ نکال ہے یہ آپ نے نئی
ایسا بھی کوئی ملتا ہے عاشق سے اے پری
ماتھے پہ ہے شکن تو کمر مین ولایتی
ہے تیوری پہ بل تو نگاہین بھری ہوئی

جاتے ہین ایسے آنیسے اوسان جائیے

فرقت مین جی بہلنے کا کچھ آسرا تو ہے
تسکین دل کے واسطے اک مشغلہ تو ہے
جا ہے وفا نہو یہ امید وفا تو ہے
گو وعدۂ وصال ہو جھوٹا مزا تو ہے

کیونکر نہ ایسے جھوٹ کے قربان جائیے

آتی ہے دلمین آپکی صورت کبھی کبھی
خالی مکان مین وہ نہ گھبرائے اسے پری
کچھ کچھ کھٹک تو چاہیے ہردم ضرور ہی
رہجاے بعد وصل بھی چیٹک لگی ہوئی

کچھ رکھیے کچھ نکال کے ارمان جائیے

باہر حضور دائرۂ عقل سے نہو
نادان اب نہین ہو ذرا آدمی بنو
صاحب کدھر ہو ہوش کی اپنے دوا کرو
اچھی کہی کہ غیر کے گھر تک ذرا چلو

مین آپکا نہین ہون نگہبان جائیے

ہے یہ چالین ہمسے یہ فقرے جناب کے
اور وسنے جاکے آپ یہ باتین بنائیے
ارشاد ہے کہ دیکھنے آئے ہین ہم تجھے
آئے ہین آپ غیر کے گھر سے کھڑے کھڑے
یہ اور کو جتائیے احسان جائیے

اتنا اثر تو میری محبت مین یار ہو
بیتاب ہو کے ہاتون سے دل آپنا تھام لو
شب بھر نہ میرے نالون سے چین آئے آپکو
دلکو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو
قربان جائیے ترے قربان جائیے

جھگڑے مین عشق کے مجھے برسون گذر گئے
مدت کے بعد آج اکیلے ملے مجھے
لیکن حضور نے نہ کبھی طے کیا اسے
جانے نہ دونگا آپکو بے فیصلہ کئے
دل کے مقدمے کو ابھی چھان جائیے

ہمتو سوال کرتے رہے اونسے رات بھر
اک بات کہہ کے اونسنے کیا قصہ مختصر
بات اسقدر بڑھی نہ ہوئی ختم تا سحر
یہ مختصر جواب ملا عرض وصل پر
دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

اچھی یہ عادت آپکی رشک پری نہین
ثروت یہ ٹیک کہتے ہین کچھ دل لگی نہین
کوئی کہے ہزار مگر سنتے ہی نہین
وہ آزمودہ کار تو ہے گرو لی نہین
جو کچھ بتائے داغ اوسے مان جائیے

خمسہ بر غزل حضرت امیر مینائی

میری بلا سے شوق سے مہمان جائیے
لیکن جتاکے مجھپہ نہ احسان جائیے
بڑہتی ہے وان کے جانے سے نہین یا شان جائیے
گھر غیر کے مزے سے مری جان جائیے

شوخی و شرم دو ہین نگہبان چاہیے

عاشق کے دفن کرنیکو ایجبان چاہیے ۔۔۔ جانی ہے اسمین آپکی کیا شان چاہیے
ضد کا محل نہین ہے کہا مان جاہیے ۔۔۔ رتبہ شہید عشق کا گر جان جاہیے

قربان ہونیوالے پہ قربان جاہیے

عاشق کے قتل سے نہ پریشان جاہیے ۔۔۔ حورون کے گھر سے اتو وہ مہمان جاہیے
ثروت جو کہہ رہا ہے اُسے مان جاہیے ۔۔۔ رتبہ شہید عشق کا گر جان جاہیے

قربان ہونیوالے پہ قربان جاہیے

گزری ہین آتے جاتے یہان مکو مدتین ۔۔۔ کہین خود کبھی نہ آپنے ایسی عنایتین
بیجا کیا کسے سے نکالین جو حسرتین ۔۔۔ اچھی نہین اطاعت عاشق کی عادتین

کہنا رقیب کا نہ کہین مان جاہیے

زیبا نہین حضور کو ایسی اطاعتین ۔۔۔ للہ رہنے دیجیے اپنی عنایتین
معشوق مین نہ چاہیے اتنی مروتین ۔۔۔ اچھی نہین اطاعت عاشق کی عادتین

کہنا رقیب کا نہ کہین مان جاہیے

لیکر بلائین سینے جو آغوش مین لیا ۔۔۔ پہلے تو دل ہی دلمین وہ مجبہر ہوے خفا
غصہ بڑہا تو پہر مرے پہلو سے ہو جدا ۔۔۔ خنجر کمر سے کہینچکے گردن پہ رکہدیا

اور بولے اتو کہہ ترے قربان جاہیے

اک لفظ تہا کہ پیار مین منہ سے نکل گیا ۔۔۔ گالی خدا نخواستہ یا کوسنا نہ تہا
جامے سے تم تو ہوگئے باہر کیا یہ کیا ۔۔۔ خنجر کمر سے کہینچکے گردن پہ رکہدیا

اور بولے اتو کہہ ترے قربان جاہیے

حالِ مرض نہ سنئے دلاسا نہ دیجیے | پانی کا نزع مین مجھے قطرہ نہ دیجیے
مرجاؤن تو جنازے کو کاندھا نہ دیجیے | مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا مِلا کے خاک مین ارمان جائیے

گھر بار کے آچکے مجھے فقرا نہ دیجیے | ایسا پسِ فنا بھی دلاسا نہ دیجیے
اچھا مرے جنازے کو کاندھا نہ دیجیے | مٹی نہ دیجیے مجھے اچھا نہ دیجیے
اچھا ملا کے خاک مین ارمان جائیے

اُسکی خطا نہین مین ہی غفلت مین پڑ گیا | خود اُسکو منہ لگا کے مصیبت مین پڑ گیا
عاشق کا دل تو اب اسی حسرت مین پڑ گیا | کہتے ہین بوسہ دیکے مین آفت مین پڑ گیا
رُت ہے اک اور بھی ترے قربان جائیے

ارمان جو میرے دل مین شہادت کے تھے بھرے | خنجر سے خود لپٹ کے مزے وصل کے لئے
ہمت وہ میری دیکھکے حیران ہوگئے | اس بانکپن سے قتل ہوا مین کہ کہہ اُٹھے
ایسا ہو جان نثار تو قربان جائیے

کہتے ہین وہ کہ جاتے ہین اب صبح ہے قریب | منہ اونکا دیکھہ دیکھکے روتا ہون مین غریب
ڈرتا ہون راہ مین نہ کہین گھیر لین رقیب | یہ رشک بد بلا ہے دمِ رخصتِ حبیب
کیونکر کہون خدا ہے نگہبان جائیے

وہ اور یون ملول ہون عاشق کی مرگ سے | باور نہ آئیگا کوئی گو لاکھہ کچھہ کہے
ہم وہ جال کرتے ہین پردہ مین سوگ کے | آئے ہین بال کھولے دمِ نزع اسلئے
دنیا سے جائیے تو پریشان جائیے

اتنا دمِ اخیر ذرا مجھہ پہ ہو کرم | مرثیہ کا میری آپ بہت کیجیے نہ غم

گھبرا رہی ہے جسم مین اب جان پر الم　　بالین پہ آپ ہین تو نکلتا نہین ہے دم

مشکل کو میری کیجیے آسان جائیے

اب اختیار مین دلِ اندوہگین نہین　　ضبط فغان ہو مجھسے یہ مجکو یقین نہین

یہ وقت ضد کا آپکی اے نازنین نہین　　آخر ہے رات وصل کی کبتک نہین نہین

بس بس خدا کو مان کے اب مان جائیے

بوسہ ملا نہ وصل کی نکلی کوئی سبیل　　نادان مفت جا کے بنا آپ سا عقیل

بولے وہ جائیے کہ ہے فرصت مجھے قلیل　　آخر ہوئے نہ حضرتِ دل جا کے وان فیل

ہان اور دوڑ دوڑ کے مہمان جائیے

یہ کیا کہ آہ آہ کیے جائیے امیر　　قصد اُسطرف کا ہو تو چلے جائیے امیر

ثروت کی اتنی بات سنے جائیے امیر　　خلوت مین اُسکے دلکو لیے جائیے امیر

پر دلمین کوئی لیکے نہ ارمان جائیے

ایضاً

دلدہی کیلئے اتنا ہی خیال اچھا ہے　　بیقراری کا مرے دلکے مآل اچھا ہے

جانکر بنتے ہو نادان یہ کمال اچھا ہے　　بہولے پن سے دم رخصت یہ سوال اچھا ہے

ہاتھ سینے پہ ہے کیون دلکا تو حال اچھا ہے

ٹھان لی جیمین کہ اب اوس سے کرونگا نہ کلام　　بس مراد ور ہی سے ایسی محبت کو سلام

کیا غضب ڈہائے خدا جانے جو لون وصل کا نام　　مانگیے بوسہ تو کہتا ہے وہ دیکر دشنام

کیون جواب اچھا ہے اسکا کہ سوال اچھا ہے

جان و دل دونہی مرے پاس تہین چیزین ایسی　　کہ زمانے مین کہین انکا نہین ہے ثانی

نظر آتی نہین پر اتو کوئی بہی بجستی — ناز کو جان کی ہے فکر ادا کو دل کی

دونون خوش نکہین دونو نکا خیال اچہا ہے

کیون نہ قربان ہون سو جان سے تصویر پہ ترے — باوفا ہوتے ہین دنیا مین حسین کب ایسے

دیکہکر اسکی وفا ہوگئی نفرت تجہسے — روز آتا ہے مرے دلکو تسلی دینے

تجہسے اے دشمنِ جان تیرا خیال اچہا ہے

خوبرو سیکڑون دنیا مین ہین اچہے اچہے — ڈہونڈہے کوئی تو ہزارون ملین ہمسر تیرے

دم نہ یکتائی کا اب بہرنا کسیکے آگے — چلکے دیکہہ آئینہ خانے مین ہین کتنے تجہسے

تجکو سوجہی ہے کہ میرا ہی جمال اچہا ہے

ہائے برگشتہ ہوئی میری کچہہ ایسی تقدیر — وصفِ ابرو کی جگہ کرگیا کیا کچہہ تحریر

اب نہ پوچہو کہ ہے کسواسطے ثروت دلگیر — رشک سے بوسہ ابرو نہین دیتے وہ امیر

کیون کہا مین نے غزل مین کہ ہلال اچہا ہے

خمسہ برغزل جنابہ ہمشیرہ معظمہ مرحومہ المتخلص بہ مسرت

دلکی تسکین نگار کرتا ہے — جہوٹے وعدے ہزار کرتا ہے

روز قول و قرار کرتا ہے — وعدۂ وصل یار کرتا ہے

کون یان اعتبار کرتا ہے

کیا سنائین فراق کا قصہ — مدتون ہم رہے ہین برق آسا

بارے صد شکر وقتِ وصل آیا — ہجر کی دیکہین اب تلافی کیا

وہ تغافل شعار کرتا ہے

سے لیا روے یار کا بوسہ
دے سزایا معاف کر دے خطا
ہون گنہگار اگر تو ہون اُسکا
کیا کیا مین نے اسکا جو غمزا
جبر سے بے اختیار کرتا ہے

کچھ بہت دن ابھی نہین گزرے
کہ کیئے تھے وصال کے وعدے
دو ہی دن مین بہلا دیئے ایسے
کہتے ہین وعدہ کب کیا ہمنے
کیون کوی انتظار کرتا ہے

ایک بار اُسنے کنکھے دیکھہ لیا
کہ ہوا مبتلاے رنج و بلا
اب بھی کیا جی نہین بھرا تیرا
پھر کیا قصد عرض مطلب کا
کیا دل بیقرار کرتا ہے

اسکو جی دینے کی تمنا ہے
کیسا بے ڈر ہے ڈھیٹ کتنا ہے
تیغ پر خود نثار ہوتا ہے
میرے دلکا بھی کیا کلیجا ہے
اُسکے ابرو کو پیار کرتا ہے

کر دیا تیغ یار نے گھائل
سانس لینا بھی ہو گیا مشکل
ثروت اب بھی نہین ہے پر غافل
اے مسرت ہزار رنج مین دل
شکر پروردگار کرتا ہے

ایضاً

مضطرب دلکو نہ تڑپاؤ خدا کیواسطے
کچھہ تسلی اسکی فرماؤ خدا کیواسطے
سامنے دم بھر کو آجاؤ خدا کیواسطے
چہرۂ پر نور دکھلاؤ خدا کیواسطے
جان بلب ہون اب نہ ترساؤ خدا کیواسطے

اک بلا لاتے ہو میری بزم مین آتے ہو کیا | کرتے ہو میری مذمت غیر کی مدح و ثنا
رہتی ہے ورد زبان اغیار کی مہر و وفا | ذکر کرکے غیر کا کیون دل جلاتے ہو مرا

جاؤ جاؤ بس وہین جاؤ خدا کیواسطے

تا سحر مین راستہ دیکھا کیا اے رشکِ ماہ | انتظارِ دید مین آنکھین تھین وا اے رشکِ ماہ
پر نظر آیا نہ چہرہ آپ کا اے رشکِ ماہ | یکا وعدہ اسکے آنیکا تھا اے رشکِ ماہ

کیون نہین آئے یہ بتلاؤ خدا کیواسطے

جب غمِ فرقت کا آیا لب پہ میری تذکرہ | روبرو اُسکے تغافل کا کیا مینے گلا
ہو گیا فرطِ غضب سے لال چہرہ یار کا | شکوۂ جور و ستم پر کیا ہی جھنجھلا کر کہا

بس زبان میری نہ کھلواؤ خدا کیواسطے

مدتون فرقت کے سہنے رات دن صدمے سہو | بعد برسون کے خدا کا شکر اپنے دن پھرے
رحم کھا کر کر لیا ملنے کا وعدہ آپ نے | انتظار اب ہو نہین سکتا دلِ بیتاب سے

جلد آؤ جلوہ دکھلاؤ خدا کیواسطے

دیکھکر ہر دم تنے ابرو نگاہِ خشمگین | کھچ کے آنکھون ہی مین آخر آگئی جانِ حزین
اب تو ہو جائے نگاہِ رحم اے زہرہ جبین | ہے کرکے گریبان دکھلا کر روئے آستین

عشق کی آتش نہ بھڑکاؤ خدا کیواسطے

شکل دکھلائے نہ جب تک وہ حسین اے ہمدمو | رک نہین سکتی مری جانِ حزین اے ہمدمو
یون لگی دل کی بھی بجھتی ہے کہین اے ہمدمو | میرے سمجھانے سے کچھ حاصل نہین ہے ہمدمو

اُس بتِ کافر کو سمجھاؤ خدا کیواسطے

پاکدامانی جو بہکاتی ہے بہکانے ہی دو | کچھ اگر گاتی ہے عصمت تو اسے گانے ہی دو

کہولدو منہ گر حجاب آتا ہے تو آنے بہی دو ۔۔ آئے ہو وعدہ پہ تو ارمان نکل جانے بہی دو

آجکی شب تو نہ شرماؤ خدا کیواسطے

وجہہ کیا ہے راتدن اشکو نسے منہ دہوتے ہو کیون
کیا سبب ہے جان اپنی مفت مین کہوتے ہو کیون

کچہہ نہین ثروت یہ کہلتا مضطرب ہوتے ہو کیون
آہین کیون بہرتے ہو ہر دم روز و شب روتے ہو کیون

اے مسرت کچہہ تو بتلاؤ خدا کیواسطے

خمسہ بر غزل خود

کسی پہلو ٹہرتا ہی نہ تہا دل
تڑپنے مین تہا بجلی سے سوا دل

دہڑکتا کیون نہین اب چلبلا دل
چرا کر ہے کوی لیگیا دل

مرا نازون کا پالا باوفا دل

ستم اکبار کیا ۔ کیا سے جا کر
نہین تہا جان بچنے کا سہارا

نہ چہوڑا پہر بہی لیکن ڈہنگ اپنا
غضب آیا الٰہی خیر کرنا

پہر اُس کوچے مین مجکو لیچلا دل

مزے دیدار کے لیتا ہے کوی
غم فرقت مین دیتا ہے کوی جی

پہر اسکا کیا ہے قسمت اپنی اپنی
لگای غیر نے وان اُنکے مہندی

یہان ہاتون کو ملکر رہگیا دل

وہ خود ہی لیگئے پہلو سے میرے
بنے ہین آپ ہی انجان کیسے

غرض یہ ہے کوی پوچہے نہ اُن سے
سمجہے بیدل جو دیکہا تو وہ بولے

الٰہی کس نے اسکا لیلیا دل

نہین چلنے کے ایسے مجھسے چلکے
نہین سے ہے سینے پر جوبن تمہارے
بناؤ حیا کے اورون سے یہ فقرے
ڈوپٹہ مین چھپا رکہا ہے تمنے

نگاہین کہہ رہی ہین ہے مرا دل

اٹھائے سیکڑون ہی ناز اُسکے
ملے پہر بہی ہمین الزام اُلٹے
سہے جور و ستم لاکھون ہی ہمنے
کیا شکوہ جفاؤ نکا تو بولے

بہلا پہر تمنے ہمکو کیون دیا دل

مری جان تم ہو رخصت مانگتے کیون
ستاتے ہو بہلا ہر دم مجہے کیون
پڑے ہو پیچھے میری جان کے کیون
تمہین جانے دون اپنے پاس سے کیون

کہین پہلو سے ہوتا ہے جدا دل

اثر اتنا دکہایا جذبِ دل نے
چلے آئے مرے گہر بے بلائے
کہ خود ہی وصل کے خواہان وہ ہوگئے
مرے آغوش مین آکر وہ بولے

بڑا تقدیر والا ہے ترا دل

کرون کس کو مین اے ثروت نصیحت
جسے دیکہو اُسی کی ہے یہ عادت
اسی مین مبتلا ہے ساری خلقت
عجب یہ رسم الٹی ہے کہ ثروت

گیا جب دل تو بولے آگیا دل

ایضاً

آگیا غش چشمِ فتان کی شرارت دیکھکر
بنگیا تصویر عارض کی لطافت دیکھکر
ہو گیا سکتا مجہے اُس رخ کی طلعت دیکھکر
مجکو یہ حیرت ہوی اُس بت کی صورت دیکھکر

ہو گیا آئینہ ششدر میری حیرت دیکھکر

اُسکے انداز و ادا جور و جفا ظلم و ستم
داغِ فرقت زخمِ دل تیرِ مژہ تیغِ دو دم
بیقراری جانکنی وحشت جنون رنج والم
سوزش و بیتابی و اندوہ و درد و سوزِ غم
گھر کیا ہے سب نے میرے دلمین وسعت دیکھکر

راہ کعبہ ہے نہ راہِ خانۂ خمار ہے
شیخصاحب تجربہ بیان آپ کا بیکار ہے
سخت مشکل رہبریِ کوچۂ دلدار ہے
خضر چلنا راہِ الفت مین بہت دشوار ہے
پانون رکھیئے گا ذرا حضرت سلامت دیکھکر

تجکو بیٹھا دیکھتا ہے جب وہ پہلو مین مرے
ہوتے ہین اُسوقت کن کن آفتون کے سامنے
ایکدم بھی بیٹھنے پاتا نہین وہ چین سے
رشک کیا کیا چٹکیان لیتا ہے دلمین غیر کے
میری الفت دیکھکر تیری محبت دیکھکر

سر سے پا تک چھائی ہے میرے پیامی پر ہراس
ننگے سر ہے ننگے پاون پارہ پارہ ہے لباس
رنگ فق ہے چشم نم ہے اور چہرہ ہے اداس
خیر ہو اُسکی گلی سے آرہا ہے بدحواس
مجکو وحشت ہوتی ہے قاصد کی حالت دیکھکر

بنگیا ہے آئینہ تو کس کے رعبِ حسن سے
آکے چپ سادھے ہو بیٹھا ہے میرے سامنے
کیون نہین کرتا ملامت دل لگانے پر مجھے
ناصحا اب وہ ترے پند و نصائح کیا ہوئے
چھا گئی تجپر یہ حیرت کسکی صورت دیکھکر

جان و دل اپنے ہوئے ہین جب سے بندے حسن کے
تب سے نفرت ہو گئی ہے دولتِ کونین سے
جسکی حاجت تھی دیا ثروت مجھے اللہ نے
یار کے آگے نہین حاجت کسی شے کی مجھے
دل غنی ہے اپنا اس دولت کو ثروت دیکھکر

ایضاً

ہو کبھی وصل کا سامان بڑی مشکل ہے
گھر مرے آئین وہ مہمان بڑی مشکل ہے
بیٹھین پہلو مین کوی آن بڑی مشکل ہے
وہ نکالین مرے ارمان بڑی مشکل ہے
ہو یہ مشکل کبھی آسان بڑی مشکل ہے

آجکل غیر کے کہنے مین وہ کچھ ایسے ہین
میری ہر بات سے بیزار خفا مجھ سے ہین
طنز کرتے ہین کبھی طعنے کبھی دیتے ہین
جب کہو آپ پہ مرتا ہون تو فرماتے ہین
جان دینا نہین آسان بڑی مشکل ہے

سوز فرقت نے کیا تھا جو مرا حال زبون
جی مین آیا مرے یہ چلکے بیان انسے کرون
آکے وہ حال بیان دیکھا کہ اب ششدر ہون
کسطرح راز محبت مین بھلا اُنسے کہون
غیر کے بھی ہین ادھر کان بڑی مشکل ہے

یون تو ممکن ہی نہین نکلین کبھی ارمان میرے
آکے محفل مین شب وصل الگ ہین بیٹھے
فائدہ کیا ہوا وعدے پہ چلے آنے سے
بزم خلوت مین بھی جاتے نہین غمزے اُنکے
ساتھ رہتے ہین نگہبان بڑی مشکل ہے

کیا کہون ہجر مین جی پر مرے کیا صدمے ہین
شعلے رہ رہ کے کلیجے سے مرے اُٹھتے ہین
دل جگر آتشِ جان سوز کے پرکالے ہین
نہ قضا آتی ہے بالین پہ نہ وہ آتے ہین
کشمکش مین ہے مری جان بڑی مشکل ہے

دیکھکر جنکو مہ و مہر کبھی جاتے ہین
شرم سے شکل مہینون نہین دکھلاتے ہین
حضرتِ موسیٰ بھی جس جلوے سے غش کھاتے ہین
بے نقاب آج مری بزم مین وہ آتے ہین
اب سلامت رہین اوسان بڑی مشکل ہے

مجکو معلوم نہ تھی پہلے سے یہ کیفیت
ورنہ ہوتے لیسے بھی کہتا نہ انہیں مہ طلعت
کہ انہیں ذکر سے ہے چاند کی ایسی نفرت
وصف مہ اُنسے نکرنا تھا مجھے ای ثروت
طعنے دیتے ہین وہ ہر آن بڑی مشکل ہے

خمسہ بر غزل حضرت غالب

باندہ کے جوڑا ناز سے بات نہ تو بتا کہ یون
مجکو بتا دے برملا چوم کے مُنہ مرا کہ یون
گر نہ اشارے ہو نہ ٹوٹے سی آمرے دلربا کہ یون
غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یون
بوسے کو پوچھتا ہون مین منہ سے مجھے بتا کہ یون

دیکھے نہین ہین صاف دل دونون جہان مین یار کے
ایسے سے کتنا ہی عبث جوڑے جواب آپ سے
جان گیا وہ مدعا شکل ہماری دیکھ کے
پرسشِ طرزِ دلبری کیجئے کیا کہ بن کہے
اوسکے ہر اک اشارے سے نکلے ہے یہ ادا کہ یون

ملکے مین اپنے یار سے لوٹون مزے وصال کے
پر مین یہ سوچتا ہون پھر شرکتِ رشکِ غیر سے
دیکھ کے مدعی مرا آتشِ رشک سے جلے
رات کیوقت مے پیئے ساتھ رقیب کو لیے
آئے وہ یان خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یون

بگڑے جو خود سے ہر گھڑی اُس سے بنے تو کیا بنے
پھر تو ہی کہدے ہمنشین سنکے یہ کیون نہ جی جلے
بات بھلی بھی گر کہو تو وہ اُسے بُری لگے
غیر سے رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکھئے
سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یون

رہتے نہین حواس ٹھیک جاتے ہی اُسکے سامنے
کیجئے پھر عرض مدعا کوئی کرے تو کیا کرے
ہوتے ہین ہوش بھی ہوا چہرۂ یار دیکھ کے
بزم مین اوسکے روبرو کیون نہ خموش بیٹھیے

اُسکی تو خامشی مین بھی ہے یہی مدعا کہ یون

آتا ہے جی مین بار بار لے لون بلائین یار کی
صدقے ہون اس ادا کے مین خوب ہے یہ ادا ہوئی
دیکھیے اُسکی شوخیان دیکھیے اُسکی دل لگی
مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجکو اُٹھا دیا کہ یون

ہوتے ہین تیرے نالون سے گنگ یہ گوش کسطرح
دل سے زبان پہ آتا ہے عشق کا جوش کسطرح
کرتا ہے میرے ہجر مین آہ و خروش کسطرح
مجھہ سے کہا جو یار نے جاتے ہین ہوش کسطرح
دیکھہ کے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یون

پہلے کبھی تو قفل لب بہتی نہ یہ میری خامشی
رہتی نہ تہی زبان بند لب پہ تہی ہر گہڑی ہنسی
آ کے یہان کی رسم و راہ مین نے یہین یہ سیکہلی
کب مجھے کوی یار مین رہنے کی وضع یاد تہی
آئینہ دار بنگئی حیرت نقش پا کہ یون

لاکھہ کہون مین ٹہیک ہے بات یہ ثروت آپکی
میرا کلام جہوٹ ہے میرا گمان غلط سہی
اسکو کرونگا کیا مگر اگلونکا قول ہے یہی
جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشک فارسی
گفتۂ غالب ایکبار پڑہکے اُسے سنا کہ یون

ایضاً

روئین نہ کیون فراق مین صبر ہو دلکو ہی کیون
ضبط کا حکم ہے تو پہر ہم سے نظر چرای کیون
شیشۂ دلکو ظلم کا ہاتہہ کوئی لگائے کیون
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بہر نہ آئے کیون
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

راہ مین ہین پڑے ہوے گہر نہین یہ مکان نہین
خوف رقیب کا نہین منت پاسبان نہین
قید مکان سے چہٹ گئے قید کوئی یہان نہین
دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین

بیٹھے ہین رہگذر پہ ہم کوئی ہمین اٹھائے کیون

جنبش چشم تیغ کین تیر قضا تری نگاہ
دشمن جان ہر ادا کیون نہو حال دل تباہ
دام بلا ہے سر بسر دوش پہ گیسوی سیاہ
دشنۂ غمزہ جانستان ناوک ناز بے پناہ

تیرا ہی عکس رخ سہی سامنے تیرے آئے کیون

کہتے ہین اسکو پر جفا خیر وہ پر جفا سہی
اچھی کہی برا سہی وہ یون ہی سہی برا سہی
دشمن جان عاشقان دوست رقیب کا سہی
ہان وہ نہین خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی

جسکو ہو دین و دل عزیز اسکی گلی مین جائے کیون

محفل ناز ہے وہی لاکھون نیاز مند ہین
پوچھے ثروت اوسنے پھر کیون وہ انہین پسند ہین
نعرۂ عیش اوسیطرح شام و سحر بلند ہین
غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہین

روئیے زار زار کیا کیجیے ہاے ہاے کیون

خمسہ بر غزل حضور سرکار عالیہ دام اقبالہا

عشق کر کے ہون پشیمان بڑی مشکل ہے
اسلیے ہون مین پریشان بڑی مشکل ہے
اس سے ملنا نہین آسان بڑی مشکل ہے
دل لگے آتے ہی گئی جان بڑی مشکل ہے

نکلا کوئی بھی نہ ارمان بڑی مشکل ہے

دل لگا کر ہون پشیمان بڑی مشکل ہے
میرے اوڑ جاتے ہین اوسان بڑی مشکل ہے
ابتدا مین ہین یہ سامان بڑی مشکل ہے
سخت ہے عشق کا میدان بڑی مشکل ہے

ہون ابھی سے مین پریشان بڑی مشکل ہے

کیسے نادان سنے جاتے ہین وہ نام خدا
جیسے واقف ہی نہ تھے سمجھے کبھی وہ گویا

بہول جائینگی مگر خوب نکالی ہے ادا
جب مین جاتا ہون تو وہ پوچھتے ہین نام مرا
جانکر بنتے ہین انجان بڑی مشکل ہے

غیر کے دم مین وہ آجاتے ہین ہمدم اکثر
میری الفت کا زرا دلپہ نہین اونکے گذر
میری تسکین کو یہ بات ہے اونکے لب پر
مین نے دعویٰ کیا چاہت کا تو بولے ہنسکر
نہین آسان یہ نادان بڑی مشکل ہے

خیر کرنا مرے اللہ یہ کیا ظلم ہوا
آج بن ٹھن کے وہ آیا ہے یہان ہوش ربا
کیون نہ بیتاب ہو دل دیکھکے اوسکو میرا
بت کافر نے دکھائی ہے قیامت کی ادا
اب چلا ہاتھ سے ایمان بڑی مشکل ہے

لطف کے نام سے واقف ہی نہین وہ دلبر
نہ عنایت نہ مروت نہ محبت کی نظر
اُلٹا رکھتے ہین پہر الزام وہ میرے دلپر
قہر ہے کرتے ہین بیداد و ستم وہ مجہپر
اور پہر رکھتے ہین احسان بڑی مشکل ہے

ثروت اُس شوخ ستمگر پہ جو دل مائل ہے
مرغ بسمل کیطرح سینہ مین یہ بسمل ہے
سخت زخمی ہے تڑپتا ہے بڑا گھائل ہے
تاجور حسن بتان آفتِ جان و دل ہے
عشقبازی نہین آسان بڑی مشکل ہے

خمسہ بر غزل نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

رُکی ہوئی نہ کچھہ آواز ہی نکلتی ہے
لبی ہوی نگہ ناز بہی نکلتی ہے
نئی ادا مین نزاکت نئی نکلتی ہے
یہ بات بات مین کیا نازکی نکلتی ہے
دبی دبی ترے لب سے ہنسی نکلتی ہے

جلا کے خاک نکر او ستم شعار نہ پھونک
یہ گرمیان ہین عبث اسکو زینہار نہ پھونک
نہ پھونک دفعتہً اے برق حسن یار نہ پھونک
ٹھہر ٹھہر کے جلا دل کو ایک بار نہ پھونک
کہ اسمین بوئے محبت ابہی نکلتی ہے

دکہا تو دون اثر آہ نارسا اُسکو
چکہا تو دون ستم وجور کا مزا اُسکو
مگر وہ جان سے ہے میری کہو نہین کیا اُسکو
بجائے شکوہ بہی دیتا ہون مین دعا اُسکو
مری زبان سے کہون کیا وہی نکلتی ہے

یہ سرخ چہرہ ترا یہ چشم خشمگین دیکہی
دم عتاب تری ہر ادا حسین دیکہی
غضب کی شان جو دیکہی تو دلنشین دیکہی
خوشی مین ہنسنے یہ شوخی کبہی نہین دیکہی
دم عتاب جو رنگت تری نکلتی ہے

دعائین مانگنے سے روز فائدہ حاصل
کہ وقت خاص مین ہوتا ہے مدعا حاصل
عبث عبث ہین یہ باتین یہ فعل لاحاصل
ہزار بار جو مانگا کرو تو کیا حاصل
دعا وہی ہے جو دل سے کبہی نکلتی ہے

یہ بات بات مین چڑہتی ہے تیوری کیون اب
غضب مین جان ہے کہلتا نہین کچہ اسکا سبب
کہون جو کچہ تو دکہاتے ہین آپ چشم غضب
سمجہ تو لیجئے کہنے تو دیجئے مطلب
بیان سے پہلے ہی مجہپر چہری نکلتی ہے

جو کہیے جی سے گزر جاؤنگا تو کہتے ہین
اجل کے گہاٹ اوتر جاؤنگا تو کہتے ہین
یہ کام ہجر مین کر جاؤنگا تو کہتے ہین
کہا جو مینے کہ مر جاؤنگا تو کہتے ہین
ہمارے زایچے مین زندگی نکلتی ہے

ارے خموش بہی ہو مین نے بس سنی تقریر
فریب و دام سے خالی نہین تری تقریر

مین سمجہا پیچ مین لانیکی سے ہے یہی تقریر
سمجہنے والے سمجہتے ہین پیچ کی تقریر
کہ کچہہ نہ کچہہ تری باتو مین نی نکلتی ہے

یہ بہولی بہولی سی صورت یہ چاند سا چہرہ
یہ پیاری پیاری سی رنگت یہ عارضِ زیبا
کہچا ہوا ہے نگاہو نمین کیا پری نقشا
دم اخیر تصور ہے کس پریوش کا
کہ میری روح بہی بنکر پری نکلتی ہے

یہ کیا کہا کہ نکالو بہی آرزو دل کی
اجی کہان مرے قابو کی آرزو دلکی
تمہارے کہنے کی ہے اپنی آرزو دلکی
مرے نکالے نہ نکلیگی آرزو دل کی
جو تم نکالنا چاہو ابہی نکلتی ہے

خراب حال ہے دل مضطرب جگر بیتاب
اشارے کرتی ہین آنکہین کہ ہے نظر بیتاب
رہا ہے ہجر مین ثروت بہی رات بہر بیتاب
غم فراق مین ہو داغ اس قدر بیتاب
ذرا سے رنج مین جان آپکی نکلتی ہے

تمت بالخیر

قطعہ تاریخ دیوان خود

دیوان چھپ گیا مرا اب ہے یہ آرزو
پیدا کرے کچھ اپنا زمانہ مین نام یہ

تاریخ اسکے طبع کی ثروت دعا مین لکھا
مقبول خاص و عام ہو یارب کلام یہ
۱۳۱۶ھ

دیگر در سال مسیحی

ہوا چھپ کے ہر صفت دیوان میرا
ترا شکر اے خالق دوسرا ہے

کہا عیسوی سال کی سیر جسنے
گلستان ثروت عجب جانفزا ہے
۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ طبع دیوان از نتائج افکار بلند و ثمرات خیالات ارجمند کامگار و کامور میان قدر محمد خانصاحب متخلص بہ نامور فرزند دلبند مصنفہ گرامی قدر سلمہا اللہ تعالی

دیوان ہوا ہے حضرت ثروت کا منطبع
پہونچے نہ کیون فلک پہ دماغ سخنوری

دلکی ہے کیا بساط جو اسیر نہ لوٹ ہو
ایک ایک شعر حسن مین ہی غیرت پری

وہ کون ہے جو دل سی نہین اسکا خواستگار
یوسف یہ ایک اور زمانہ ہے مشتری

روشن بیانیون کی ذرا دل سے داد دین
آئین ادھر کہان ہین ضیائی و انوری

ہاتھہ آیا سال طبع دل آویز نامور

یہ دلفریب ساحری ہے کیسی شاعری ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد و ذہن نقاد از نونہال گلستان ستودہ اخلاقی میان سید عبد الباقی متخلص بہ باقی نبیرہ نجابی بی صاحبہ خواہرہ عزیزہ سرکار نامدار و جاگیردار سلمہ اللہ تعالی

گلستانِ ثروت سے کے چھپنے سے دل
نشانِ عیش و مسرت ہوا
ہوئے یونتو دیوان ہزارون مگر
یہ بے مثل حضرت سلامت ہوا

کہی اسکی باقی نے تاریخ یون
کہ مطبوع دیوان ثروت ہوا ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر رفیع و اندیشہ بدیع توکل ریاض سخنوری خجستہ سیر میان حافظ سید عبد الاحد متخلص بہ افسر نبیرہ نجابی بی صاحبہ موصوفہ سلمہ اللہ تعالی

دل یہ کہتا ہے پڑے جاؤ اسے
واقعی دیوان یہ کیا خوب ہے
کان کہتے ہین سنائے جائیے
روزمرہ کچھہ عجب مرغوب ہے
ہر سخنور دیکھکر کہنے لگا
یہ مرا مقصد مرا مطلوب ہے

طبع کی تاریخ افسر یون کہو
جو غزل اسمین ہے اک محبوب ہے ۱۳۱۶ھ

ثانی عیسوی

سخنور نکیون شاد و خرم ہون آخر
چھپا للہ الحمد دیوان ثروت

لکھا عیسوی سال خامہ نے میرے
عجب جانفزا ہے گلستان ثروت
۱۸۹۹ء

قطعہ تاریخ تدوین وطبع دیوان از رشحات قلم بلاغت رقم چمن آرائی گلشن سخندانی منشی سید جمیل احمد صاحب سہسوانی منشی روبکاری سرکار عالیہ والیہ ریاست بھوپال دام اقبالہا وملکہا

بہار چمن کیا سمائین نظر مین
کہ پیش نظر ہے گلستانِ ثروت

مضامین نئے ہاتھ باندھے کھڑے ہین
ہے ملکِ سخن زیر فرمانِ ثروت

امنڈتی چلی آتی ہے سیلِ دریا
نہین جوشِ طبع سخندانِ ثروت

کہین بڑھکے موتی سے ہے بند کیسا
کوئی ایسی ویسی نہین شانِ ثروت

جو دیکھا یہ دیوان تو کہنے لگا دل
مین اسپر ہون صدقے کہ قربانِ ثروت

ہر اک شعر پر داد دی یون غنی نے
کہ دولت سخن کی ہے شایانِ ثروت

ہوا طبع دیوان سے خوشدل زمانہ
زمانہ کی سر پر ہے احسانِ ثروت

جمیل اسکی تدوین کا سال لکھو
یہ اعجاز سے پایہ دیوانِ ثروت
۱۳۱۶ھ

کہو طبع کا سنہ اگر کوئی پوچھے
کہ زیبندہ ہی کیا ہے دیوانِ ثروت
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از ولولہ ہای طبعیت پر لطافت ملا عبد الحسین متخلص بہ لذت مہتمم اصراف روبکاری بطرز ریختی

مرے سر کی قسم سچ کہیو باجی
کہین دیکھا ہے اس صورت کا دیوان

بلائین لون کہ سر اپا سکو رکہون
ہوا ہے یہ میری چاہت کا دیوان

جگہہ دیتی ہین دلین اسکو شاعر
دلہنی ہے اسی دولہن قسمت کا دیوان

لکھی یون طبع کی لذت نے تاریخ
ہوا بے عیب ہے ثروت کا دیوان
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع مستقیم محمد عبد السلیم بخشی ڈیوڑہی خاص حضور سرکار دام اقبالہا تلمیذ جناب افتخار الشعرا حافظ خان محمد خانصاحب شہیر

طبع فرمود چہ دیوان بلند
حبذا شان منفشر دولہن

مژدہ اے اہل سخن عام شماست
بذل احسان منفشر دولہن

مصرع سال بگو فکر سلیم
فتنہ دیوان منفشر دولہن
۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ طبعزاد از ڈاکٹر فتح محمد متخلص بہ حاذق

حضرت ثروت کا دیوان اندنون
چھپ گیا حضرت سلامت چھپ گیا

اہل مطبع اسکی خوبی پر ہین غش
یہ کچھہ ایسا خوبصورت چھپ گیا

دل سے تھی مشتاق اک مدت سے خلق
خلق مین پانیکو شہرت چھپ گیا

طبع جس دیوان کی تھی مستند
آج وہ اسے تیری قدرت چھپ گیا

لکھہ و حاذق بادلِ شاد اسکا سال
اولین دیوانِ ثروت چھپ گیا
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از معدن خوش گفتاری ملا عبد العلی نائب مہتمم اصراف روبکاری سلمہ الباری

شاد کیون ہین آج شاعر اسقدر
حضرتِ ثروت کا کیا دیوان چھپا

پائی اسنے خلق کے دلمین جگہ
دلنشین نام خدا دیوان چھپا

سب چلکے یون ثروت سے کہنا چاہئے
لو مبارک آپ کا دیوان چھپا

طبع کا سال اسکی ہی عبد العلی
کیا نفیس و خوشنما دیوان چھپا
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از معدن خوش گفتاری عبد العلی سلمہ الباری

چھپا کیا ہی ہمیشل ثروت کا دیوان
ہین مشتاق جسکے وضیع و شریف

لکھو طبع کا سال عبد العلی
چھپا خوب دیوانِ ثروت لطیف
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعۂ تاریخ از شاعر شیوا بیان محمد صفدر علیخان متخلص بہ صفدر مہتمم فراشخانہ تاجمحل

بحمد اللہ مرادِ دل بر آئی — ہوا ثروت کا دیوان چھپ کے طیار
کھنچے جاتے ہین کیا اسکیطرف دل — نہین دیوان کوئی دلبر ہے عیار
دل آرا شعر پیارا روزمرہ — نکیون سب دلسے ہون اسکے طلبگار
نرالی بندشین مضمون انوکھے — دلاویز استعاری نغز گفتار
کچھ ایسا وجد آیا اسکو سنکر — اوچھالی شیخ نے آج اپنی دستار
جو سچ پوچھو تو ثروت کی بدولت — ہوا پھر شاعری کا گرم بازار

جو ہو مطلوب سالِ طبع صفدر
کہو ہے گلشنِ سرسبز اشعار
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتائج طبع وقاد شمشاد علی شمشاد داماد ملا عبد الحسین مہتمم اصراف روبکاری سلمہ اللہ تعالیٰ

یہ دیوان ہوا چھپ کے طیار جب — زمانہ ثنا خوان ثروت ہوا
پڑھی اک غزل جسنے خوش ہو وہ — دل وجان سے قربان ثروت ہوا
ہوا پڑھکے اسکو زمانہ نہال — زمانہ پہ احسان ثروت ہوا
ہوا طبع دیوان خدا کا ہے شکر — کہ پورا یہ ارمان ثروت ہوا

لکھا طبع کا سال شمشاد نے
کہ مطبوع دیوانِ ثروت ہوا
۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع مولوی محمد واسع صاحب صفا

الفاظ شگفتہ ہین مضامین رنگین
جنت کا چمن ہے یا کلام ثروت

دیوان کے ہر شعر سے ظاہر ہے صفا
ہے نازک و بے بہا کلام ثروت
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ از فکر محمد انور علی متخلص بہ انور ملازم محکمۂ تعمیرات بہوپال

رقم کرد چون ثروت ارجمند
کتابے کہ ہر حرف آن دلپسند

سوادش سواد شب زلف یار
بیاضش بیاض رخ بہرہ مند

زانداز وطرز بیان خوشش
بآسایش آید دل دردمند

چو مطبوع گردید با آب وتاب
بہارش بفضل احد شد دوچند

رقم کرد انور پئے سال طبع
بہار مضامین طبع بلند
سنہ ۱۳۱۶ھ

قطعہ تاریخ طبع زاد حکیم محمد فضل اللہ صاحب متخلص بہ حاذق فرزند جناب حکیم عماد الحسن صاحب

چو این دیوان پاکیزہ بشد مطبوع بازینت
سوادش نور ہر دیدہ بیفزود از خوش آئینی

زہے سنجیدہ گفتاری زہے نظم گہر بارے
زہے فرخندہ سردارے بدین جوہر کہ می بینی

سروش این مصرع موزون فرو خواند از فلک حاذق
گلستان بہار ینی چہ مطبوعی برنگینی
سنہ ۱۳۱۶ھ

ایضاً

چو دیوان نو آئین گشت مطبوع	چو بستانِ نگارین راحت افزائے

سنینِ عیسوی حاذق قلم زد
بہارینِ گلستانِ عشرت افزائے
١٨٩٨ء

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر محمد قادر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم و مغفور مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

واہ ثروت کیا لکھا دیوان عجیب	جسکے ہین مداح سب اہلِ کمال
کیا ہی عمدہ ہے طبیعت آپکی	آجتک دیکھا نہ ایسا خوش مقال
ابتدا سے انتہا تک آپنے	نقطہ نقطہ مین دکھایا ہے کمال
نقطے ایسے صفحۂ کاغذ پہ ہین	ہون نمایان جسطرح عارض پہ خال
شعر گوئی ختم ہے بس آپ پر	اس سے عمدہ کہنا ہی امرِ محال
جب ہوئی تاریخ کی قادر کو فکر	اور چاہا اوسنے لکھنا ماہ و سال
دی یہ ہاتف نے ندا از رو وجد	بینظیر و بیعدیل و بیمثال

١٨٩٩ء

قطعہ تاریخ طبع از محمد ناصر علیخان ولد احمد خان صوفی مرحوم و مغفور

نہایت ہی عمدہ ہی دیوان ثروت	مضامین ہین جسکے نہایت عجیب
ہوئی فکر تاریخ ناصر کو جب	ندا دی یہ ہاتف نے آکر قریب

لکھو اسکی تاریخ از روے کار
ہے دیوانِ ثروت عجیب و غریب
١٣١٦ھ

تمت بالخیر

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce. O. U.